

حضور
صلی اللہ علیہ وسلم

رمضان کیسے گزارتے؟

PDFBOOKSFREE.PK

مصنف

مفتی محمد سید خان قادری



مرکز تحقیقات اسلامیہ

حضور
صلی اللہ علیہ وسلم

رمضان المبارک کیسے گزارتے؟

مُصَنَّف
مفتی محمد سید خان قادری

بیت المدینہ اسلامیہ
لاہور

مرکز تحقیقات اسلامیہ

۲۰۵- شادمان، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک ضروری گزارش!

معزز قارئین کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالب دُعا سعید خان

ایڈمن پاکستان ورچوئل لائبریری

www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	_____	حضور ﷺ اور مضان المبارک کیسے گزارتے؟
مصنف	_____	مفتی محمد خان قادری
ناشر	_____	مرکز تحقیقات اسلامیہ 205 شادمان لاہور
بمعاون	_____	الحاج سہیل اقبال شادمان لاہور
زیر اہتمام	_____	محمد اسلم شہزاد
بار اول	_____	جنوری 1998ء
بار دوم	_____	دسمبر 1999ء
کتابت	_____	محمد اقبال حضرت کیلیانوالہ شریف
ہدیہ		

محقق العصر مفتی محمد خان قادری کی تمام تصانیف کے علاوہ دیگر علماء کی تحقیقی و علمی کتب بارعایت حاصل کرنے کے لئے حجاز پبلی کیشنز مرکز الاولیں سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور سے رجوع فرمائیں۔ فون:- 7324948

مفت محمد سیالکوٹی

الاحقر

میں اپنی اس کاوش کو دنیا سے اسلام کی خاتونِ اول
محنتِ اسلام، ملکہِ فردوس بریں ام المؤمنین حضرت سیدہ

طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ
خدیجہ الکبریٰ السلام علیہا

کی خدمت میں پیش کرنیکی سعادت حاصل کر رہا ہوں،

یہاں پہلی ماں کہفِ امن و امان
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرشِ جس پر تسلیم نازل ہوئی
اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
منزلِ مرنِ قصبِ لائقِ شرف
اپنے کو شک کی زینت پہ لاکھوں سلام
سے مگر قبولِ افتدائے عز و شرف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿ شَهْرُ ﴾

رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ
وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُومْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
أَيَّامٍ أُخَرٍ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ
الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا
هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی
روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا
سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری
نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے
تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

(سورہ البقرہ - 185) (ترجمہ کنزالایمان)

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳	اقتساب	
۵	فہرست	
۱۶	ابتدائیہ	
۱۹	حنور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کیسے گزارتے	
۲۱	فرضیت رمضان کا حکم دوسری ہجری میں آیا	
	فرضیت روزہ کا دن سوموار تھا۔	
۲۲	نزول قرآن سے پہلے ماہ رمضان سے تعلق	
۲۴	رمضان المبارک سے محبت	۱
۲۶	چھ ماہ پانے کی اور چھ ماہ قبولیت کی دعا	
۲۸	شعبان میں رمضان کی تیاری	۲
	شعبان کا چاند اور خصوصی اہتمام	۳
	شک کی صورت میں روزہ نہ رکھتے۔	۴
۳۰	رمضان کے چاند پر ایک مسلمان کی گواہی بھی قبول فرما لیتے۔	۵
۳۱	رمضان کا چاند دیکھنے پر مخصوص دعا فرماتے۔	۶
	آمد رمضان پر مخصوص دعا کا اہتمام۔	۷
۳۲	رنگ مبارک فق ہو جاتا۔	۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۲	آمدِ رمضان پر صحابہ کو مبارکباد دیتے۔	۹
۳۳	رمضان المبارک کو خوش آمدید کہتے۔	۱۰
۳۳	تم کس کا استقبال کر رہے ہو۔	
۳۴	خطبہ ارشاد فرماتے۔	۱۱
۳۴	استقبالیہ خطبہ کی تفصیل	
۳۸	تلاوتِ قرآن میں کثرت	۱۲
۳۹	بہرِ رمضان میں سارا قرآن سناتے	۱۳
۴۰	ان سے آپ قرآن مجید سنا بھی کرتے۔	
۴۱	جبریل امین کے ساتھ قرآن کا دور	۱۴
۴۲	آخری رمضان میں دو مرتبہ دور	۱۵
	سخاوت کی برسات	۱۶
۴۶	کثرت جو دو سخا کی حکمتیں	
۴۸	خصوصی نوٹ	
	قیدیوں کو آزاد فرماتے۔	۱۷
۴۹	حالتِ روزہ میں مسواک فرمایا کرتے۔	۱۸
	پچھنے لگوا لیتے	۱۹
۵۰	سرمہ لگا لیتے	۲۰
	سترہ رمضان کی صبح قیامِ شریف لے جاتے۔	۲۱
۵۱	ٹھنڈک حاصل فرماتے۔	۲۲
۵۲	ماہِ رمضان کی اہمیت و فضیلت بیان فرماتے۔	۲۳

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵۵	روزے کی فضیلت بیان فرماتے۔	۲۴
۵۸	روزہ دار کی تفصیلت بیان فرماتے۔	۲۵
۵۹	جنت میں خصوصی دروازہ سے داخلہ کبھی پیاس نہیں لگے گی۔	
	روزہ دار کے لیے پانچ بشارتیں۔	
۶۰	ہر وقت عبادت میں جنت کا کھانا اور مشروب	
۶۱	روزہ دار کے لیے دو خوشیاں۔	
	روزہ دار کے لیے ملائکہ کی دعا	
۶۲	روزہ کی نیت کا حکم فرماتے۔	۲۶
	قضا اور کفارہ روزہ کی نیت	
	روزہ رمضان کی نیت	
۶۴	سحری تناول فرماتے	۲۷
۶۶	سحری کو غذا مبارک قرار دیا	۲۸
	سحری کھجور سے فرماتے۔	۲۹
۶۷	کھجور کو بہترین سحری قرار دیا۔	۳۰
۶۸	کسی بھی شئی سے سحری کی جا سکتی ہے۔	
	امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق	
	امت کو سحری کرنے کی تعلیم دی	۳۱
۶۹	سحری کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں۔	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۹	سحری میں برکت دعا فرماتے۔	۳۲
۵۰	سحری کرتے والوں کے لیے دعا فرماتے۔	۳۳
	سحری کے فوائد و حکمتیں بیان فرماتے۔	۳۴
۵۱	سحری میں تاخیر فرماتے۔	۳۵
۵۳	اگر بلال نہ ہوتے۔	
۵۴	آئمہ مساجد سے درخواست	
	امت کو بھی سحری میں تاخیر کا حکم	۳۶
۵۵	امت خیر پر رہے گی۔	
۵۶	روزہ کے آداب بیان فرماتے۔	۳۷
	زبان اور تمام اعضا کو محارم سے روکنا۔	
۵۷	محض کھانا پینا چھوڑ دینا کافی نہیں۔	
۵۸	زبان کو غیبت سے محفوظ رکھنا۔	
۵۹	کان، آنکھ اور زبان کا روزہ	
۶۰	حضرت ابوہریرہ کا معمول۔	
۶۱	سفر میں روزہ اور افطار کا معمول۔	۳۸
۶۲	سفر میں روزہ کا معمول۔	
	سفر میں روزہ کی اجازت دی۔	۳۹
۶۳	ابتداءً روزہ بعد میں افطار۔	۴۰
	کوئی کسی پر طعن نہ کرتا۔	۴۱
۶۴	آج روزہ نہ رکھنے والے بازی لے گئے۔	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۸۵	اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔	
۸۶	دشمن سے مقابلہ کے وقت۔	۴۲
	نسیاناً کھاپی لینے کا حکم بیان فرماتے۔	۴۳
۸۸	عمداً روزہ توڑنے پر کفارہ۔	۴۴
۹۰	قضا کے احکام بیان فرماتے۔	۴۵
۹۱	قضا کا طریقہ۔	۴۶
۹۲	عمر بھر میں قضا۔	
	عشرہ ذوالحجہ میں قضا کا معمول۔	۴۷
	میت کی طرف سے فدیہ۔	۴۸
۹۵	کچھ دیگر احادیث	
۹۶	مذکورہ احادیث اور ایصالِ ثواب	
۹۸	غروب آفتاب دیکھنے کا انتظام	۴۹
۹۹	ایک مرتبہ روزہ قضا کرنا پڑا	۵۰
	قبل از وقت افطاری پر مسزہ۔	۵۱
۱۰۰	افطاری میں تعجیل فرماتے۔	۵۲
۱۰۳	اجتماعی افطاری۔	
	مساکین کے ساتھ افطار	۵۳
۱۰۵	نماز سے پہلے افطار فرمانے۔	۵۵
۱۰۶	کھجور اور پانی سے افطار	۵۶
۱۰۷	دودھ کا استعمال۔	۵۷

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۰۷	تین اشیاء کا تذکرہ	
۱۰۸	آگ کی مس کردہ شئی	۵۸
	افطاری کی ایک حسین کیفیت	۵۹
۱۰۹	ابتداء کس سے فرماتے؟	۶۰
۱۱۰	مشروب کا استعمال آہستہ آہستہ فرماتے	۶۱
۱۱۱	آئمہ مساجد سے درخواست	
	افطار کروانے پر اجر و ثواب بیان فرماتے	۶۲
۱۱۲	رزقِ حلال سے افطار پر اجر	۶۳
۱۱۳	افطار کے موقعہ پر دعا فرماتے	۶۴
۱۱۴	روزہ دار کی دعا۔	
	دعا میں کثرت فرماتے۔	۶۵
۱۱۶	دعا افطار کے بعد سنت ہے۔	۶۶
۱۱۹	نماز تراویح کا معمول۔	۶۷
۱۲۰	تین دن باجماعت تراویح۔	۶۸
۱۲۳	بیس رکعات کا معمول۔	۶۹
۱۲۵	ترک، حرام ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔	
	آپ کی خصوصیت۔ صوم وصال۔	۷۰
۱۲۶	دن کو بھی روزہ، رات کو بھی روزہ۔	۷۱
۱۲۷	اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے۔	
۱۳۲	مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرماتے۔	۷۲

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۳۲	سرا قدس دھلاتے۔	۷۳
۱۳۶	آخری عشرہ میں پہلے سے بڑھ کر عبادت میں محنت فرماتے	۷۴
۱۳۷	وصال کا روزہ اور آخری عشرہ۔	۷۵
۱۳۸	کمر کس کر باندھ لیتے۔	۷۶
۱۳۹	تمام رات بیدار رہتے۔	۷۷
۱۴۰	سانے رمضان کا معمول۔	۷۸
۱۴۱	گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔	۷۹
۱۴۲	اعتکاف فرماتے۔	۸۰
	پہلے اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف	۸۱
۱۴۳	شوال میں قضاء اعتکاف	۸۲
۱۴۵	اعتکاف ترک فرمانے کی حکمتیں۔	
۱۴۶	اہم نوٹ	
	وصال کے سال بیس دن اعتکاف۔	۸۳
۱۴۹	وصال کا کمال شوق۔	
	اعتکاف مسجد میں فرماتے نہ کہ حجرہ میں۔	۸۴
۱۵۰	حجرے میں اعتکاف نہیں ہوتا۔	
۱۵۱	اعتکاف کے لیے خیمہ لگواتے۔	۸۵
۱۵۳	خدا را سوچئے	
۱۵۴	خیمہ میں نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے	۸۶
۱۵۵	تنہائی اور خلوت کی تائید	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۵۶	حسبِ ضرورت گفتگو فرماتے۔	۸۷
۱۵۷	حسبِ ضرورت ملاقات فرماتے۔	۸۸
	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی وجہ۔	
۱۶۰	بستر اور چارپائی۔	۸۹
	آپ کا مقام اعتکاف	(
۱۶۱	محلی اعتکاف اور ستون سریر۔	
۱۶۱	صحابہ اس مقام کی زیارت کرواتے۔	
۱۶۲	کھانا وہیں تناول فرماتے۔	۹۰
۱۶۳	شب قدر کی فضیلت بیان فرماتے۔	۹۱
۱۶۵	شب قدر کی علامات بیان فرماتے۔	۹۲
۱۶۸	شب قدر پانے کا طریقہ بیان فرماتے۔	۹۳
۱۶۹	تلاش شب قدر کی تلقین فرماتے۔	۹۴
۱۷۰	لیلة القدر کا معمول۔	۹۵
۱۷۱	دعا کی تعلیم دیتے۔	۹۶
۱۷۲	دعا کی تشریح۔	
۱۷۳	اس دعا کی جامعیت	
۱۷۷	دیگر معمولات پر اسے ترجیح دی جائے۔	
۱۷۸	معافی کی تعلیم میں حکمت	
۱۸۰	مسجد میں قیام کا معمول۔	۹۷
۱۸۱	غسل کا معمول۔	۹۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۸۲	خوشبو اور بہترین لباس۔	
۱۸۴	قیام میں تمام گھر والوں کو شریک کرنا۔	۹۹
۱۸۵	لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے۔	
۱۸۶	بعض لوگوں کا رد	
۱۸۸	شب قدر اور علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۰
	اگر لوگ دیگر راتوں میں نماز ترک نہ کر دیں تو میں آگاہ کردوں۔	
۱۸۹	اگر اجازت ہوتی تو میں آگاہ کر دیتا۔	
۱۹۱	صحابہ کا اس قدر سوال کرتا۔	
۱۹۲	جھنی کی رات۔	
۱۹۵	شب قدر اور اہل مدینہ کا معمول۔	
۱۹۷	ایک اور صحابی کو مطلع فرماتا۔	
۱۹۸	حضرت سفیان بن عیینہ کا قول۔	
۱۹۹	دوسرے حصہ کا رد۔	
	محمد بن کی تائید۔	
۲۰۱	اشکال کا جواب۔	
	ارشاد نبوی سے تائید	
۲۰۲	رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان فرماتے۔	۱۰۱
۲۰۴	وداع رمضان اور صحابہ و تابعین کا معمول۔	
۲۰۶	کیسے تھے وہ لوگ۔	
۲۰۹	آپ کی ظاہری حیات میں زیادہ مرتبہ رمضان اکتیس کا ہوا۔	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۱۰	عید رات میں شب بیداری کا معمول۔	۱۰۲
۲۱۳	عید رات میں تکبیر الہی۔	
	اھم نوٹ	
۲۱۴	انعام خداوندی کلون	
۲۱۶	تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔	
	یوم عید اور معمولات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۳
۲۱۷	اچھے کپڑے پہننا۔	۱۰۴
۲۱۹	نماز عید الفطر سے پہلے کچھ کھانا۔	۱۰۵
۲۲۱	کھلے میدان میں نماز ادا کرنا۔	۱۰۶
۲۲۱	بعض مالکی علماء کی رائے۔	
۲۲۵	تمام خواتین کو شرکت کا حکم	۱۰۷
۲۲۶	پیدل چل کر جانا۔	۱۰۸
	آمد و رفت میں راستہ بدلنا۔	۱۰۹
	عید گاہ میں نماز عید سے پہلے اور بعد میں نماز تہ پڑھنا	۱۱۰
۲۲۹	بغیر اذان و تکبیر کے نماز	۱۱۱
۲۳۰	نماز کی ادائیگی خطبہ سے پہلے۔	۱۱۲
۲۳۱	نماز میں سورۃ ق اور القم کی تلاوت۔	۱۱۳
	خطاب نماز کے بعد فرماتے۔	۱۱۴
۲۳۲	خطبہ کے درمیان بیٹھنا۔	۱۱۵
۲۳۳	خطاب میں تکبیر کی کثرت۔	۱۱۶

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۳۴	خواتین کے اجتماع سے الگ خطاب۔	۱۱۷
	چند اہم معلومات۔	
۲۳۵	عید پر مبارکبادی۔	۱۱۸
۲۳۶	مدفہ فطر کی تعلیم۔	۱۱۹
۲۳۸	گھر کے ہر فرد کی طرف سے۔	
۲۳۹	اس کی مقدار۔	
	ادائیگی کا وقت۔	

ابتدائیہ

رمضان المبارک امت مسلمہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام اور عطیہ ہے کیونکہ اسی ماہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن کا آغاز ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت کا حکم دیا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس ماہ میں اپنی آخری کتاب و شریعت کے نزول کا افتتاح اور اپنے آخری پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت کے اعلان کا حکم دیا تو قیامت امت مسلمہ کو ان خصوصی انعامات پر بطور شکریہ ایک ماہ روزہ رکھ کر جشن منانے کا حکم دیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم
الصیام کما کتب علی الذین
من قبلکم لعلکم تتقون
ایما معدودات

اے اہل ایمان تم پر اللہ تعالیٰ نے
روزے فرض فرمائے ہیں جیسے کہ تم سے
پہلے لوگوں پر فرض تھے تاکہ تم صاحب
تقویٰ بن جاؤ اور وہ چند گنتی کے

دن میں۔

(البقرہ ۱۸۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی اہمیت یوں بیان فرمائی ہے۔

لو نعلم العباد ما فی رمضان
لتمنت امتی ان یکون رمضان
السنة کلها

کہ اگر معلوم ہو جائے رمضان
کی کیا اہمیت ہے تو امت یہ
تنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی رہے

(مسند ابویعلیٰ ۷۶ : ۱۸۰)

رمضان میں شیاطین کو تھکڑ کر انسانوں کو اپنے در پر بلا کر ترہیت کا اہتمام کیا جاتا ہے، تاکہ غفلت کے تاریک پردے دور ہو جائیں، اور انسان اپنے رب کی معرفت اور قرب حاصل کرتے کے در پے ہو جائے۔ اور یہی اس کی زندگی کا حاصل اور منزل و مطلوب ہے، روزہ محض کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں بلکہ اپنے آپ کو ظاہری و باطنی الٹشوں سے پاک کرنے کا نام ہے۔

رمضان شریعت کے ان پرانوار اور نہایت ہی قیمتی شب و روز کو گزارنے کے لیے سب سے بہتر وہ طریقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی منشا و رضا سے بھی خوب آگاہ ہیں اور رمضان المبارک کی اہمیت سے بھی، اس لیے ہم اس مقالہ میں اسی موضوع پر مواد جمع کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کیسے گزارتے؟ یعنی رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات مبارک کیا تھے؟ تاکہ ہم بھی انہی خطوط پر رمضان گزارنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے بے پناہ الطاف و انعامات حاصل کر لیں۔

اگر واقعہ ہم رمضان المبارک کو انہی معمولات کی روشنی میں بسر کرنے کی کوشش کریں تو پورا سال ہی نہیں بلکہ ہماری تمام زندگی برکات سے مالا مال ہو جائے۔

رمضان ہی میں ہمیں تراویح کی نماز میں پورا قرآن سننے کا موقع ملتا ہے جو تعلیمات دینی کا مرکز و سرچشمہ ہے، اس میں راتوں کا قیام نصیب ہوتا ہے۔ اس میں اعتکات اور شب بیداری میسر آتی ہے۔

کاشی ہم پورا سال رمضان سے پائی ہوئی تربیت پر چل کر اپنی
کھوئی ہوئی منزل کو پالیں۔

یہاں الحاج سہیل اقبال کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن کے تعاون سے
اس کتاب کی اشاعت ہوئی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل
سے ہمیں شریعت کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔
آمین بجاہل و بجاہ سید المرسلین

اسلام کا ادنیٰ خادم
محمد خاں قادری
جامعہ اسلامیہ لاہور

حضورِ رمضان المبارک کیلئے گزارشات

فرضیت روزہ کا دن سوموار تھا

سوموار کے دن کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئے رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت بھی اسی روز ہوئی

وفی یوم الاثنین من السنة
الثانیة من الهجرة للبیین
خلتا من شعبان فرضی اللہ
الصیام علی المومنین -
دوسری ہجری، دو شعبان بروز
سوموار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں
پر رمضان کے روزے فرض
فرمائے۔

(رسالہ رمضان، ۲۴)

فرضیت رمضان کا حکم دوسری ہجری میں آیا

یاد رہے رمضان المبارک میں فرضیت روزہ کا حکم دوسری ہجری کو مدینہ طیبہ میں نازل ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو سب سے پہلے دو چیزیں عطا ہوئیں۔
۱۔ بیت اللہ کا قبلہ ہونا۔ ۲۔ رمضان کا روزہ۔

ان رمضان فرضی فی
شعبان فی السنة الثانیة
من الهجرة
ہجرت کے دوسرے سال
شعبان میں فرضیت رمضان
کا حکم نازل ہوا۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۷۸)

نو مرتبہ رمضان، اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آ جاتی ہے کہ فرضیت

روزہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں نو مرتبہ رمضان پایا
کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات کے دس سال مدینہ
طیبہ میں گزارے اور روزہ دو ہجری کو فرض ہوا۔ امام ابن حجر بیہقی رقم
طراز ہیں کہ بعض حفاظ حدیث نے یہ تصریح کی ہے۔

صہام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تسعة رمضانات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نو مرتبہ رمضان کے روزے
رکھے۔
(استحاث اہل الاسلام، ۹۳)

نزول قرآن سے پہلے ماہ رمضان سے تعلق

رمضان المبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق روزہ فرض ہونے کے
بعد قائم نہیں ہوا بلکہ آپ کا تعلق اس سے پہلے کا ہے، آپ اسی کے
دنوں میں غار حرا کی خلوتوں میں بیٹھ کر اپنے مولیٰ سے تعلق مستحکم کرتے
اور اسے سکون و اطمینان کا ذریعہ بناتے تھے، وہ رمضان المبارک کے
دن ہی تھے جن میں حضرت جبریل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا سرمدی
پیغام بصورت ”اقرا باسم ربك الذي خلق“ لے کر آپ کے
پاس آئے اور اس وقت آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے۔
ابن اسحاق نے حضرت عبید بن عمیر سے نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ہر سال ایک ماہ غار حرا میں خلوت و تنہائی میں چلے جاتے حتیٰ کہ وہ
ماہ آگیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت
کا حکم دیا۔

وذلك الشهر شهر رمضان
السيرة النبوية، ۱، ۲۳۵
اور وہ ماہ، ماہ رمضان ہی تھا

اللہ تعالیٰ نے متعدد وجہ قرآن کے نزول کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا اس کا
نزول رمضان میں ہوا۔

۱۔ سورۃ بقرہ میں فرمایا۔

شہر رمضان الذی انزل
فیہ القرآن
رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں
قرآن نازل کیا گیا۔

۲۔ سورۃ القدر میں ہے۔

انا انزلناہ فی لیلة القدر
قرآن کو ہم نے شب قدر میں
نازل فرمایا ہے۔

حالانکہ اوپر گزرا رمضان المبارک کے روزے مدینہ طیبہ میں ہجرت
کے دوسرے سال فرض ہوئے تھے۔

ڈاکٹر محمد عبدہ یانی اسی مسئلہ پر دلائل دینے کے بعد کہتے ہیں۔

وبذلک ندرک عمق
صلة رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بشہر رمضان
واستعدادہ لہ قبل ان
یبعثہ اللہ برسالۃ ویتلوا
ایاتہ
اس سے ہمیں معلوم ہو جانا چاہیے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
رمضان المبارک کے ساتھ کتنا گہرا
مستحکم تعلق ہے اور آپ اعلان
رسالت اور تلاوت آیات سے پہلے
ہی اس کے لیے مستعد اور تیار
تھے۔

(ہکذا صام رسول اللہ ﷺ)

شیخ عطیہ محمد سالم کہتے ہیں۔

للسلوی صلی اللہ علیہ وسلم
ارتباط بر رمضان لا یخفی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان سے
تعلق دوسرے لوگوں کی طرح

من عامة الناس فله ارتباط
 قبل الصوم وبعد ان شئت
 قلت قبل البعثة وبعدها
 (مع الرسول في رمضان، ۹۰)

نہیں رمضان سے آپ کا تعلق روزہ
 فرض ہونے سے پہلے کا ہے یوں
 بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس سے آپ
 کا تعلق، علان نبوت سے پہلے بھی تھا
 اور بعد میں بھی۔

آئیے اس مبارک ماہ میں آپ کے معمولات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ رمضان المبارک سے محبت:

سب سے پہلا معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 رمضان المبارک سے محبت فرماتے اور اس کے پانے کی دعا کرتے رہتے۔
 امام طبرانی کی اوسط میں اور مستد بزار میں ہے جیسے ہی رجب کا چاند
 طلوع ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے۔

اللهم بارک لنا فی رجب
 وشعبان وبلغنا رمضان
 اے اللہ ہمارے لیے رجب و
 شعبان بابرکت بنا دے اور ہمیں
 رمضان نصیب فرما۔

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی الفاظ یوں ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم
 اذا دخل رجب قال اللهم
 بارك لنا في رجب وشعبان
 وبارك لنا في رمضان۔

حضور علیہ السلام کا یہ معمول تھا۔
 رجب شروع ہوتے ہی آپ یہ دعا
 فرماتے اے اللہ ہمارے رجب اور
 شعبان کو بابرکت بنا اور رمضان میں بھی

(مسند احمد، ۱-۲۵۹)
 برکتیں عطا فرما۔

فقیر کے پاس مسند احمد کا جو نسخہ ہے اس میں ”و بارک لنا فی رمضان“ (پس رمضان میں برکات نصیب فرما) کے کلمات ہیں جب کہ شیخ ابن رجب وغیرہ نے ”بلغنا رمضان“ (ہمیں رمضان نصیب فرما) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ بھی اس کی تائید کر رہے ہیں جب رجب اور شعبان کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے۔

اللہم بارک لنا فی رجب اے اللہ رجب اور شعبان میں
و شعبان و بلغنا شہر رمضان ہمارے لئے برکت عطا فرما اور
(مجمع الزوائد، ۲: ۱۶۵)

شیخ ابن رجب یہ روایت نقل کر کے نائدہ کے طور پر کہتے ہیں کہ اس سے یہ سبق ملتا ہے انسان کو مبارک وقت پانے کے لیے دعا کرنی چاہیئے تاکہ وہ اس میں مزید نیک اعمال کر کے اپنے مولیٰ کا خوب قرب حاصل کر لے۔

وفی هذا الحدیث دلیل اس حدیث میں یہ رہنمائی ہے
علی استحباب الدعاء کہ انسان کا مبارک اوقات میں
بالبقاء الی الازمان اعمال صالحہ ہی کے لیے زندہ
الفاضلة لا دراک رہنے کی دعا کرنا مستحب ہے
الاعمال الصالحة کیونکہ اگر انسان مومن ہے تو
فیہا فان المومن اس کی عمر میں اضافہ خیر ہی کا
لا یزیدہ عمرا لا خیرا سبب ہوتا ہے اور وہ شخص
وخیر الناس من طال سب سے بہتر ہے جس کی عمر لمبی

عمرہ و حسن عملہ اور اعمال اچھے ہوں۔

(لطائف المعارف، ۲۳۴)

چھ ماہ پانے کی اور چھ ماہ قبولیت کی دعا

جب ہمارے اسلاف نے اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول پڑھا اور رمضان المبارک کی اہمیت ان کے سامنے واضح ہوئی تو ان کا عمل بھی پڑھ لیجئے۔ حضرت یحییٰ بن فضل بیان کرتے ہیں۔

كانوا يدعون الله تعالى
سنة اشهر ان يبلغهم
رمضان ثم يدعون سنة
اشهر ان يتقبل منهم
صحابہ اور تابعین چھ ماہ رمضان
پانے کی دعا کرتے اور چھ ماہ اس
کی قبولیت کی دعا کرتے۔

(لطائف المعارف، ۲۸۰)

یعنی چھ ماہ آمد پہ خوشی اور چھ ماہ جدائی پر دکھ کا اظہار کرتے۔

۲۔ شعبان میں رمضان کی تیاری

آپ شعبان المعظم میں رمضان کے لیے تیاری فرماتے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رمضان کے علاوہ آپ سب سے زیادہ روزے جس ماہ میں رکھتے وہ ماہ شعبان ہے۔

كان اكثر صيام رسول الله
صلى الله عليه وسلم في شعبان
عن رسول الله عليه وآله وسلم شعبان
میں اکثر روزہ رکھتے۔

(مجمع الزوائد ۳-۱۹۲)

اس کی ایک حکمت تو یہ بیان کی گئی ہے کہ شعبان میں شب براءت میں بارگاہ الہی میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ آپ چاہتے تھے کہ میرے عمل حالت روزہ میں پیش ہوں جیسا کہ ایک حدیث ضعیف میں بھی ہے۔ لیکن اس کی ایک حکمت محدثین نے یہ بیان کی ہے کہ آپ شعبان میں رمضان المبارک کی تیاری فرماتے کیونکہ شعبان، رمضان کے لیے مقدمہ کی مانند ہے اس میں وہی اعمال ہوں جو رمضان میں ہوں گے۔

يسهل التاهب لتلقى
رمضان و تترتام النفوس
بذلك على طاعة الرحمن
(لطائف المعارف ۲۵۸)

تاکہ رمضان کی برکات کو حاصل
کرنے کے لیے مکمل تیاری ہو جائے
اور نفس، رحمن کی طاعت پر خوش
دلی اور خوب اطمینان سے راضی ہو جائے۔

جیسے فرائض سے پہلے سنتیں ہیں جن کے ذریعے انسان ذہن کو اپنے رب کی بارگاہ کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ ادائیگی فرائض کی ذہنی تیاری ہو سکے۔ صحابہ کے معمول سے اس حکمت کی تائید بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعبان میں صحابہ کے معمول پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

كان المسلمون اذا دخل
شعبان اكبوا على المصاحف
فقرواؤها واخرجوها
زكاة امواكم لتقوية
للضعيف والمسكين
على صيام ورمضان

شعبان شروع ہوتے ہی مسلمان
قرآن کی طرف جھک پڑتے، اپنے
اموال کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ
غریب، مسکین لوگ رمضان
بہتر طور پر گزار سکیں۔

۳۔ شعبان کا چاند اور خصوصی اہتمام

چونکہ روزہ کا مدار چاند پر ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند۔
(خصوصاً شعبان کا) دیکھنے کا اہتمام فرماتے اگر چاند نظر آجاتا تو روزہ رکھتے اور
اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے دکھائی نہ دیتا تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے پھر
روزہ رکھتے حضرت عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان
وسلم یتحفظ من شعبات	کا جتنا خیال فرماتے اتنا کسی دوسرے
مالا یتحفظ من غیبه	ماہ کا نہ فرماتے
(ابوداؤد، باب اذا اعلمی الشهر)	

اپنے صحابہ کو شعبان کا چاند دیکھنے اور اسے شمار کرنے کی تلقین فرماتے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں
فرمایا کرتے۔

احصوا ہلال شعبان لرمضان	رمضان کے لیے شعبان کے چاند
ولا تخلطوا برمضان الا ان	کو شمار کرو اور اسے رمضان کے
یوافق ذلک صیاماً کان	ساتھ خلط ملط نہ کرو مگر وہ آدمی
یصومہ احدکم	روزہ رکھ سکتا ہے جو اس دن پہلے
(الترمذی)	بھی روزہ رکھتا تھا۔

۴۔ شک کی صورت میں روزہ نہ رکھتے

اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دیتا تو رمضان شروع نہ فرماتے

بلکہ شعبان کے تیس دن مکمل فرماتے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے

ليصوم لروية رمضان رمضان کا چاند دیکھنے پر روزہ

فان غم عليه عد ثلاثين شروع فرماتے اور اگر بادل وغیرہ

یومًا ثم صام کا وجہ سے چاند نظر نہ آتا تو

(ابوداؤد، باب اذا غمی الشهر) شعبان کے تیس دن مکمل فرماتے

اور پھر روزہ شروع فرماتے۔

اپنی امت کو بھی سہولت رسانی کے لیے یہی تعلیم دی کہ چاند دیکھ کر

روزہ رکھو اگر ابرو وغیرہ کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیا تو پھر شک کے دن

روزہ نہ رکھو بلکہ شعبان کے تیس دن مکمل کر کے پھر رمضان شروع کرو

یہی حکم عید کے لیے عطا فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فلا تصوموا حتی تروہ ولا چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور

تفطروا حتی تروہ فان غم نہ دیکھے بغیر عید کرو اگر ابرو وغیرہ

علیکم فاقد روالہ تلثین ہو تو تیس دن مکمل کیے جائیں۔

(ابوداؤد، ۳۱۷۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الله قد امدد لرويته اللہ تعالیٰ نے چاند دیکھنے تک

فان اغمی علیکم فاکملوا العدة مہلت عطا فرمائی ہے اور اگر

(المسلم، کتاب الصیام) موسم ابرو ہو تو تیس دن کی مدت

مکمل کرلو۔

۵۔ رمضان کے چاند پر ایک مسلمان کی گواہی بھی قبول فرما لیتے

رمضان کا چاند خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا اکثر صحابہ نے نہ دیکھا ہوتا مگر کوئی ایک مسلمان اس بات کی گواہی دے دیتا میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا اعلان کروا دیتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

البصوت الہلال اللیلۃ میں نے آج رات چاند دیکھا ہے

آپ نے فرمایا کیا تو توحید و رسالت کو مانتا ہے یعنی مسلمان ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا۔

اذن فی الناس فلیصوموا لوگوں میں اعلان کر دو کل کا غداً روزہ رکھیں۔

(البوداؤد ۱/ ۳۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ لوگ چاند تلاش کر رہے تھے، مجھے چاند دکھائی دیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔

انی رأیتہ فصام وامر میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ

الناس بصیامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روزہ

(البوداؤد، ۳۲۰) رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے

کا حکم دیا

۶۔ رمضان کا چاند دیکھنے پر مخصوص دعا فرماتے

ہر ماہ چاند کے طلوع ہونے پر دعا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا مگر رمضان شریف کا چاند ہوتا تو آپ یہ مخصوص دعا فرمایا کرتے تھے۔
نسائی میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان اذا رای هلال رمضان جب رمضان کا چاند دیکھتے تو یہ کہتے
قال هلال رشد وخیر یہ چاند خیر و برکت ہے۔ یہ چاند خیر
هلال رشد وخیر امت برکت کا ہے میں اس ذات پر ایمان
بالذی خلقک رکھتا ہوں جس نے تجھے پیدا فرمایا

(احاف اہل الاسلام: ۸۰۸ بحوالہ نسائی)

۷۔ آمد رمضان پر مخصوص دعا کا معمول

جب رمضان شریف شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں مخصوص دعا کیا کرتے۔

کان یقول ادا دخل شهر جب رمضان شروع ہو جاتا تو آپ
رمضان اللہم سلمتی من صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے
رمضان وسلم رمضان لی اے اللہ مجھے رمضان کے لیے سلامتی
وسلمہ متی (صحت و تندرستی) عطا فرما اور میرے

لیے رمضان کے اہل و آخر کو بادلِ ذریعہ
سے محفوظ فرما اور مجھے اس میں اپنی
نافرمانی سے محفوظ فرما۔

۸۔ رنگ مبارک فق ہو جاتا

جب رمضان المبارک آتا تو اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں کسی مشکل کی وجہ سے اس میں حق عبودیت میں کمی نہ ہو جائے آپ کا رنگ مبارک فق ہو جاتا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی۔

اذا دخل رمضان تغير لونه جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ فق ہو جاتا

اس کی حکمت امام مناوی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے

خشية من ان يعرض له اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں کوئی ایسا
فيه ما يقصر عن الوفاء عارضہ لاحق نہ ہو جائے جس کی وجہ
بحق العبودية فيه سے انہیں حق عبودیت میں کمی واقع
(فيض القدير، ۱۳۲۱ھ) ہو جائے۔

۹۔ آمد رمضان پر صحابہ کو مبارک باد دیتے

جب یہ مقدس و مبارک ماہ اپنی رحمتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو اس کی آمد کی مبارک دیتے۔ امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا مبارک معمول ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو
يُبشِّرُ صحابہ يقول قد جاء یہ کہتے ہوئے مبارک باد دیتے کہ تم
كم شهر رمضان شهر مبارك پر رمضان کا مہینہ آیا ہے جو نہایت
كتب الله عليكم صيامه تفتح بابرکت ہے اس کے روزے تم پر

فیه ابواب الجنان وتغلق
فیه ابواب الجحیم وتغل فیہ
الشیاطین فیه لیلة خیر
من الف شهر من حرم
غیرھا فقد حرم
(النسائی، باب فضل شہر رمضان)

اللہ نے فرمن فرمائے ہیں اس میں
جنت کے دروازے کھول دیئے
جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے
بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطانوں کو
باندھ دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک
رات ہے جو ہزار مہینہ سے افضل ہے

جو اس سے محروم ہو گیا وہ محروم ہی رہے گا۔
امام جلال الدین سیوطی اور شیخ ابن رجب کہتے ہیں مسئلہ مبارک باد کے لیے یہ
حدیث بنیاد ہے۔

هذا الحديث اصل في
التہنة شهر رمضان
(الحاوی للفتاویٰ ۱۹-۱۹۳)

رمضان کی مبارک باد پیش کرتے پر
یہ حدیث اصل ہے۔

وہ ماہ مومن کے لیے کیوں مبارک باد کا سبب نہ ہوگا؟ جس میں جنت
کے دروازے کھل جائیں، شیطان پر پابندی لگ جائے اور دوزخ کے دروازے
بند کر دیئے جائیں۔

۱۰۔ رمضان المبارک کو خوش آمدید کہتے

صحابہ کو مبارک باد اور ان پر اس کی اہمیت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ
رمضان المبارک کو خوش آمدید فرماتے کنز العمال اور مجمع الزوائد میں ہے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔

اتاکم رمضان سید الشہور
فمرحباً به واھلاً
(مجمع الزوائد ۳-۱۲)

لوگوں تمہارے پاس رمضان تمام
مہینوں کا سردار آگیا۔ ہم اسے خوش
آمدید کہتے ہیں۔

۱۱۔ آمد رمضان پر خطبہ ارشاد فرماتے

جس دن رمضان المبارک کا چاند طلوع ہونے کی امید ہوتی اور شعبان کا آخری دن ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو جمع فرما کر خطبہ ارشاد فرماتے جس میں رمضان المبارک کے فضائل و وظائف اور اہمیت کو اجاگر فرماتے تاکہ اس کے شب روز سے خوب فائدہ اٹھایا جائے اور اس میں غفلت ہرگز نہ برقی جائے اس کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت جانا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے اس اہم معمول کو اپنے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لما حضر رمضان	جب رمضان المبارک کا ماہ آتا
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جاءكم شهر مبارك	تو آپ فرمایا کرتے تمہارے پاس ایک مقدس ماہ کی آمد ہو گئی ہے۔

(مسند احمد ۳-۱۵۸)

استقبالیہ خطبہ کی تفصیل

کتب احادیث میں رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ خطبہ کی تفصیل بھی ملتی ہے جسے ہم شوق و ارجح ترجمہ نقل کر دیتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا اے لوگو!

۱۔ قد اظلكم شهر عظیم مبارك
تم پر ایک نہایت ہی مبارک ماہ سایہ
فگن ہونے والا ہے۔

اس میں ایسی ایک رات ہے جو
ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ فرض
فرمایا اور اس میں قیام کو ثواب
واجب کے قابل بنایا ہے۔

جو شخص اس میں کسی نیکی کے
ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے گا
وہ اس کی مثل درجہ پائے گا جس
نے کسی دوسرے مہینہ میں فرض
ادا کیا۔

جس نے اس میں کسی فرض کو ادا
کیا نہ ہو وہ ایسے ہے جیسے کسی
نے غیر رمضان میں ستر فرائض
ادا کیے ہوں۔

یہ ماہ صبر ہے اور صبر کا ثواب
جنت ہے۔

یہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کا مہینہ ہے
اس ماہ میں مومن کے دکھ سہی و
(روحانی) رزق میں اضافہ کر دیا جاتا
ہے۔

جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا
وہ اس کے گناہوں کی معافی اور

۲۔ شہر فیہ لیلة خیر من
الف شهر

۳۔ شہر جعل اللہ صیامہ فریضة
وقیامہ تطوعاً

۴۔ من تقرب فیہ بخصلة
من الخیر کان کمین ادى
فریضة فیما سواہ

۵۔ ومن ادى فریضة فیہ
کان کمین ادى سبعین
فریضة فیما سواہ

۶۔ وهو شهر الصبر والصبر
ثوابہ الجنة

۷۔ وشهر المواناة

۸۔ وشہر میزاد فی رزق المومن
فیہ

۹۔ من فطر فیہ صائماً کان
مغفرة لذنوبہ وعتی رقبہ

من النار وكان له مثل اجره
من غير ان ينقص من اجره
شيء

دوزخ سے آزادی کا سبب ہوگا
اے روزہ دار کی مثل ثواب ملے گا
لیکن روزہ دار کے ثواب میں بھی
کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب میں یہ طاقت
کہاں کہ روزہ دار کو سیر کر کے کھلائیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میرا
مقصد سیر کر کے کھلانا نہیں)

۱۔ يعطى الله هذا الثواب
من فطر صائما على ثمرة

یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے
گا جو ایک کھجور یا گھونٹ پانی یا ایک

او علی شربة او مذقة لبن

گھونٹ دودھ پلا دے۔

۱۱۔ وهو شهر اوله رحمة واسطه
مغفرة واخوه عتق من النار۔

اس ماہ کا پہلا رحمت، درمیانہ حصہ
معفرت و بخشش اور آخری حصہ آگ
سے آزادی کا مہلت ہے۔

۱۲۔ من خفف مملوكه فيه
غفر الله له واعتقه من
النار

جس نے اپنے ملازم کے بوجھ کو
اس میں ہلکا کیا اللہ تعالیٰ اسے
بخش دے گا اور دوزخ سے آزاد کرے گا۔

عطا فرمائے گا۔

۱۳۔ واستكثر واهيه من اربعة
محصال خصلتين ترعون
بهما ما يكرون خصلتين
لا غناء بكم عنها

اور چار چیزوں کی اس میں کثرت
رکھو ان میں دو ایسی ہیں جن سے
تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اور
دو ایسی ہیں جن کے بغیر تمہارا گزارہ

نہیں ہو سکتا۔

- ۱۴۔ اما الخصلتان اللتان ترصون بهما ربكم فشاة ان لا اله الا الله وتغفروا
- وہ دو چیزیں جن سے اپنے رب کو راضی کرو کلمہ طیبہ کا ذکر اور استغفار و توبہ۔
- ۱۵۔ واما الخصلتان اللتان لا غناء بكم عنها فتاوان الله الجنة وتعودون به من النار
- وہ دو چیزیں جن کے بغیر بخشش نہیں، اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اسکے دامن رحمت کی پناہ مانگو۔
- ۱۶۔ ومن سقى ما شاء الله من حوضى شربة لا ينظم حتى يدخل الجنة (صحیح ابن خزیمہ)
- اور جس نے کسی روزہ دار کو افطاری کے وقت، پانی پلایا اللہ تعالیٰ (روز قیامت) میرے حوض سے اسے وہ پانی پلا تیں گے جس کے بعد دخول جنت تک پیاس نہیں لگے گی۔

تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
- لما قبل شهر رمضان
- جب رمضان شریف آتا
- تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرماتے سبحان اللہ جانتے ہو۔
- ماذا تستقبلون؟
- تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟ اور
- ماذا يستقبلكم؟
- تمہارا کون استقبال کر رہا ہے۔
- تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا باي انت داعي يا رسول الله، کوئی وحی نازل ہونے والی ہوگی یا کسی دشمن سے بھید ہونے والی ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں تم۔

لكن شهر رمضان يغفر الله
تعالى في اهل ليلة لكل اهل
هذه القبلة
رمضان کا استقبال کر رہے ہو جس
کی پہلی رات تمام اہل قبلہ کو معاف
کر دیا جاتا ہے۔

(مقتل الاوقات للبيهقي، ۱۶۶)

۱۲۔ تلاوت قرآن میں کثرت

رمضان المبارک کے ساتھ قرآن مجید کا جو گہرا تعلق ہے وہ کسی پر محقق نہیں
اس کا نزول اسی ماہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس پر شروع ہوا۔
اس تعلق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر کون جان سکتا ہے۔ ان
دونوں کا تعلق اس ارشاد نبوی سے بھی واضح ہو جاتا ہے جو حضرت عبداللہ
بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصيام والقرآن يشفعان
للعبد يوم القيامة يقول
الصيام اى رب منعته
الطعام والشهوات بالنهار
ويقول القرآن منعته
النوم بالليل قشفتني فيه
فيشفعان

روزہ اور قرآن قیامت کے روزے
کی شفاعت کریں گے روزہ کہے
گا اے اللہ میں نے اسے کھانے
اور خواہشات سے دن کو روکے
رکھا، قرآن کہے گا میں نے اسے رات
کو سونے سے روکے رکھا میں اس
کی شفاعت کرتا ہوں ہماری شفاعت

قبول فرما۔

(مسند احمد، ۲/۱۷۴)

اگرچہ پورا سال تلاوت قرآن آپ کا وظیفہ تھی مگر رمضان میں تلاوت میں
اور کثرت فرماتے، سال کی بقیہ راتوں میں نوافل اور تہجد میں خوب قرآن پڑھتے
مگر جب رمضان آ جاتا تو اس کی راتوں میں پہلے سے بھی قلیل قرات کرتے

مسند احمد میں ہے کہ آپ کے رازدان صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رمضان المبارک کی راتوں میں آپ کی تلاوت کے بارے میں بیان کرتے
ہیں مجھے ایک دفعہ رمضان کی رات میں آپ کی معیت میں نماز ادا کرنے کا شرف ملا،

فقراء بالبقرۃ ثم بال	آپ نے سورہ بقرہ پڑھی پھر آل
عمران ثم بالتسالا یمر	عمران، پھر النساء پڑھی جس آیت
بایۃ تخویف الاوقف	میں خوف الہی کا ذکر آتا وہاں ٹھہر
وسال فما صلی الركعتین	کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے ابھی آپ
حتی جاء بلال فاذا ت	نے دو رکعتیں مکمل نہیں کیں تھیں
بالصلاة	تو بلال نے فجر کی اذان دے دی۔

یعنی تمام رات قرآن کی تلاوت جاری رہی۔

امام ابن حجر مکی رمضان اور قرآن کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں
کہ یہی وجہ ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم	آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی
یطیل القرآن فی قیام رمضان	راتوں میں دیگر راتوں کی نسبت
لیلاً اکثر من غیرہ	زیادہ تلاوت فرمایا کرتے۔

(اتحاف اہل الاسلام ۲۹۲)

۱۳۔ ہر رمضان میں سارا قرآن سناتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم انہیں ہر سال رمضان المبارک میں سارا قرآن مجید سناتے اور وصال
کے سال دو دفعہ قرآن مجید سنایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا قرآن مجید کی

کوئی قرأت افضل ہے انہوں نے فرمایا۔^{۴۰}

قرأت عید اللہ
حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت
سب سے افضل ہے۔

اس پر دلیل دیتے ہوئے فرمایا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یعرض علیہ القرآن
فی کل رمضان مرة الا العام
الذی قبض فیہ فاتہ عرض
علیہ مرتین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہر
رمضان میں ایک دفعہ مکمل قرآن
سناتے، جس سال آپ کا وصال
مبارک ہوا اس مرتبہ دو دفعہ آپ
نے انہیں قرآن سنایا۔

(ابن سعد ۲۶۲-۳۴۲)

ان سے آپ قرآن مجید سنا بھی کرتے

انہی کو یہ ثروت بھی حاصل ہے ان سے آپ قرآن مجید کی تلاوت سنا
کرتے۔

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن کی تلاوت سناؤ میں
نے عرض کیا یا رسول اللہ

اقرا علیک وعلیک انزل
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
آپ صاحب قرآن ہیں میں کیسے آپ کو سناؤں؟

انی احب ان اسمعہ
میں دوسرے کی زباں سے سنتا
میں غیروی
پسند کرتا ہوں۔

میں نے سورہ نساء کی تلاوت کی جب میں اس آیت مبارک پر پہنچا
فکیف اذا جئنا من کل امۃ
وہ کیا سماں ہوگا جب ہم ہر امت

بشہید و حیثاً بک علی ہولاً سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ
 شہیداً کو ان تمام پر گواہ بنائیں گے۔
 فرمایا کافی ہے۔ میں نے آپ کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا تو
 فاذا عیناہ تذر فانت آپ کی مقدس آنکھیں آنسوؤں
 سے تر تھیں۔

۱۴۔ جبریل امین کے ساتھ قرآن کا دور

رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کا یہ عالم تھا کہ حضرت جبریل امین رضی اللہ عنہ
 کی ہر رات سدرہ چھوڑ کر حجرہ نبوی میں آجاتے۔ ایک رمضان سے دوسرے
 رمضان تک جو حصہ قرآن نازل ہو چکا ہوتا اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
 دور کرتے یعنی جبریل امین آپ کو قرآن سناتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 جبریل امین کو سناتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے
 وكان یلقاہ جبریل فی رمضان کی ہر رات جبریل امین
 کل لیلة من رمضان قید آپ سے ملاقات کرتے اور آپ
 اسنہ القرآن سے قرآن کا دور کرتے۔

(البخاری، کتاب الصوم)

بعض روایات میں الفاظ کچھ یوں ہیں۔

فكان جبریل یتعاہدہ جبریل امین ہر سال آتے تو ایک
 کل سنۃ فی عارمۃ یمین رمضان سے دوسرے رمضان
 نزل علیہ من رمضان تک قرآن مجید کے نازل شدہ حصہ

کا آپ کے ساتھ دور کرتے۔

الی رمضان

(فتح الباری ۱۹-۳۱)

۱۵۔ آخری رمضان میں دو مرتبہ دور

اگرچہ ہر سال رمضان میں جبریل امین آپ سے ایک دفعہ قرآن کا دور کیا کرتے مگر جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اس رمضان میں دو دفعہ جبریل امین نے آپ کے ساتھ قرآن کا دور کیا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وصال کے سال آپ نے مجھے فرمایا۔

جبریل ہر سال مجھ سے قرآن
کا دور ایک مرتبہ کرتے اس
سال انہوں نے مجھ سے دو دفعہ
دور کیا ہے۔

ان جبریل کان یعرضنی
علی القرآن فی کل سنة
مرة فقد عرض علی
العام مرتین

(ابن سعد، ۲-۱۹۵)

۱۶۔ سخاوت کی برسات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات میں سب سے بڑے سخی ہیں آپ کی بارگاہ سے سائل کبھی خالی نہیں لوٹا۔ اگر اس وقت کچھ پاس نہ ہوتا تو قرآن اٹھا کر لوگوں کی ضروریات کو پورا فرماتے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس شے کا بھی سوال کیا گیا آپ نے عطا فرمائی ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا مجھے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی کبریاں آتی ہیں انکی مقدار عطا

کرو آپ نے اسے عطا کیں اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا۔

اسلمو فان محمد العطي
عطاء ما يخاف الفقر
(المسلم، کتاب الفضائل)
اسلام قبول کرو کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اسی طرح سخاوت کرتے ہیں
کہ انہیں فقر کی فکر ہی نہیں

۲۔ حضرت صفوان بن امیر رضی اللہ عنہ آپ کی سخاوت کے بارے میں بیان
کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مجھے نہایت ہی مبغوض
اور ناپسند تھی لیکن مجھے آپ نے ہمیشہ اس قدر عطا فرمایا۔

حتی انہ لا حب للناس
الی
کہ آپ مجھے سب سے بڑھ کر
محبوب ہو گئے۔

(المسلم، کتاب الفضائل)

امام ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین
کے موقع پر صفوان بن امیر کو تین بار سو سواونٹ عطا فرمائے۔

۳۔ حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ہے حنین سے واپسی پر بہت سے
دیباقی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ کر سوال کرنے لگے تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لو كان لي عدد هذه العفاه
نعمًا قسمتہ بینکم ثم لا
تجدونی بخیل ولا کد و با
ولا جیانا

اگر ان درختوں کی مانند میرے
پاس حال و دولت ہوتی تو میں
تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا تم
مجھے اس معاملہ میں سبیل، جھوٹا اور
بزدل نہ پاتے۔

(المعانی، کتاب الجہاد)

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے

ما سئل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شيئا فقال لا
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی
 مانگا گیا آپ نے کبھی انکار نہیں

(البخاری، کتاب الادب) فرمایا۔

خود اپنی زندگی فقر و فاقہ میں بسر فرماتے مگر لوگوں پر عطیات کی ایسی بارش
 فرماتے کہ قبیر و کسی بھی اس پر حیران ہو جاتے پھر آپ کی سخاوت محض مال و دولت
 لوٹانے تک ہی محدود نہ تھی بلکہ تمام انواع سخاوت پر مشتمل تھی۔

من بزل العلم والمال وبذل
 نفسه لله تعالى في اظهار دينه
 وهداية عباده وايصال النفع
 اليهم بكل طريق من اطعام
 جالعههم وعظ جاهلههم
 وقضاء حوائجهم وتحمل
 اثقالهم
 اگر وہاں مال لوٹایا جاتا تھا تو علم بھی
 تقسیم کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کے دین
 کو غالب اور اس کے بندوں کی رہنمائی
 کے لیے جدوجہد کی جاتی مثلاً بھوکوں
 کو کھانا کھلانا، حبال کو نصیبت کرنا،
 غفلتوں کی حاجتوں کو پورا کرنا اور ان کے
 بوجھوں کو بانٹنا بھی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت مبارکہ اعلان نبوت کے بعد شروع نہیں
 ہوئی بلکہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کے ساتھ میل جول ہوا
 اس وقت سے ہے اعلان نبوت کے وقت کبیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ نے جن
 کلمات کے ساتھ آپ کی مدح کی ہے وہ ملاحظہ کیجئے۔

والله لا يمنزله الله ابدا
 انك تصل الرحم وتقرى الضيف
 وتحمل الكس وتكسب المردوم
 وتعين على ذائب الحق
 (البخاری، باب التواضع)
 اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی پریشان
 نہیں فرمائے گا کیونکہ آپ تو رشتہ کو جوڑنے
 والے، مہمان نواز، لوگوں کا بوجھ اٹھانے
 والے، بے سہاروں کا سہارا اور حق کی راہ
 میں مشکلات پر تعاون فرماتے ہوئے ہیں

ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت میں ہر دن رات اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ جب رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوتا تو سخاوت میں اور اضافہ فرمادیتے صحابہ کا بیان ہے ہم نے رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی برسات کو تیز ہوا سے بڑھ کر دیکھا ہے۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے مگر۔

وكان اجود ما يكون في شهر رمضان
ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت اور زیادہ ہو جاتی۔

روایت کے آخری الفاظ ہیں۔
فاذا المقية جبريل كان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود
بالخير من المريح المرسله
(البخاری، کتاب الصیام)

ابن سعد میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔
فاذا اصبح النبي صلی اللہ
عليه من ليلة التي يعرض
فيها ما يعرض من اصبح وهو اجود
من المريح المرسله لايصال
خيام الاعطاء

رات کو جبریل امین آپ سے قرآن کا دور کرتے جب صبح ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے۔ آپ سے جو شے بھی مانگی جاتی آپ عطا فرماتے۔

(الطبقات، ۲ - ۱۹۵)

خصوصی نوٹ

جب ہر نیک و صالح کی ملاقات پر یہ معمول نہایت ہی پسندیدہ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے تو جب اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے تو اس وقت امتی کا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے صدقات و خیرات کرنا کتنا پسندیدہ عمل ہوگا؟

جن لوگوں کو آپ کی غلامی و اتباع سے صالحیت نصیب ہوئی ان کی ملاقات و زیارت کے وقت اظہار خوشی اور صدقات و خیرات کو جائز سمجھنا اور ان کے مقتدا اور سرچشمہ ہدایت و نور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے موقعہ پر ان اعمال کو بدعت قرار دینا خود سوچئے کتنا بڑا ظلم و زیادتی ہوگی؟

۱۷۔ قیدیوں کو آزاد فرماتے

رمضان المبارک میں سخاوت، فیاضی کی ایک صورت یہ تھی کہ قیدیوں کو آزاد فرماتے۔ امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن سعد نے طبقات میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اطلق کل اسیر و اعطی کل آپ تمام قیدیوں کو آزاد و ادھر ہر سائل سوالی کو عطا فرماتے۔

(فضائل الاوقات، ۱۹۴)

امام عبدالرؤف المتادوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔
 وحید ندب عتق الاسارى
 عند اقبال رمضان والتوسعة
 اس معمول نبوی میں یہ تعلیم ہے کہ
 آمد رمضان پر قیدیوں کو رہائی

علی الفقراء والمساكين
دی جائے اور فقراء و مساکین پر
(فیض القدیر، ۵۰: ۱۳۲)

۱۸۔ حالت روزہ میں مسواک فرمایا کرتے

مسواک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پیار تھا وہ ہر صاحب فہم پر واضح ہے، حالت روزہ میں بھی آپ مسواک فرمایا کرتے تھے۔
البداء اور ترمذی میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول ان الفاظ میں مروی ہے۔

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يَتَأَلَّاهُ وَهُوَ صَائِمٌ
مِی تے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو حالت روزہ میں بے شمار اور
لا تعداد دفعہ مسواک کرتے ہوتے
دیکھا ہے۔

ابن ماجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی منقول ہے۔
خیر خصال الصائم المسواک
روزہ دار کی بہتر خصلت مسواک
(السنن الکبریٰ، ۴۰: ۲۷۲) گونا ہے۔

۱۹۔ پچھنے لگوائے لیتے

جسم سے فاسد مواد خارج کرنے کے لیے پچھنے لگوائے جاتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
احتیجر وهو صائم
حالت روزہ میں پچھنے لگواتے۔
دمشق علیہ

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ خون کا عطیہ دیتے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہاں اس قدر نہ دیا جائے کہ کمزوری کی وجہ سے روزہ ختم کرنا پڑے۔

۲۰۔ سرمہ لگا لیتے

روزہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں میں سرمہ لگا لیتے تھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یکتحل وهو صائم حالت روزہ میں سرمہ لگا لیا کرتے
(ابوداؤد، کتاب الصیام)

امام ابوداؤد نے یہ تصریح فرمائی ہے جس روایت میں حالت روزہ میں سرمہ لگانے سے منع کیا گیا ہے اس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے واضح کر دیا ہے۔

هو حدیث منکر وہ روایت منکر ہے یعنی قابل
(ابوداؤد، کتاب الصیام) استدلال نہیں۔

۲۱۔ سترہ رمضان کی صبح قبا تشریف لے جاتے

جس طرح ہر ہفتہ کے دن قبا تشریف جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، اسی طرح رمضان المبارک کے سترہویں صبح بھی آپ قبا تشریف لے جاتے خواہ وہ کونسا دن ہوتا شیخ ابو موسیٰ المدائنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یأتی قباء صبیحة مبع رمضان کی سترہ تاریخ کو قبا تشریف

عشرۃ من رمضان ا ی لے جایا کرتے خواہ وہ کونسا
یوم رکات دن ہوتا۔

(اتحاد اہل الاسلام، ۲۰۳)

۲۲۔ ٹھنڈک حاصل فرماتے

اگر گرمی شدید ہوتی تو حالت روزہ میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے
لئے سراقدس پر پانی ڈالتے، ابو داؤد میں ایک صحابی سے مروی
ہے۔

سأیت رسول اللہ صلی	میں نے مقام عرج پر رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم بالخرج	صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کے حال
یصب علی رأسہ الماء	میں دیکھا کہ پیاس یا گرمی کی وجہ
دھو صائم من العطش	سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
او من الحر	سراقدس پر پانی ڈالا جا رہا ہے

(ابوداؤد، باب العام یصب علیہ الماء)

عرج مکتہ المکرّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔
بل ثوبًا فالقی علیہ حالت روزہ میں ترک پڑان
دھو صائم پر ڈالا جاتا تھا۔

(الصیام ورمضان، ۲۳۵)

یاد رہے ایسے عمل کے ذریعے عبادت میں بے صبری اور تنگی کا
مظاہرہ نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ اس میں کراہت ہے۔ یہ محض عبادت
میں تعاون کے لیے ہونا چاہیے۔

۲۸۔ ماہ رمضان کی اہمیت و فضیلت بیان فرماتے

جیسا کہ خطبہ مبارک سے واضح ہوا صحابہ کے سامنے ماہ رمضان کی اہمیت اور فضیلت بیان فرماتے تاکہ امت اس کی خوب قدر کرے اور اس میں عبادت الہی میں اضافہ کرے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب رمضان شروع ہوتا ہے۔

فتحت ابواب الجنة و غلقت جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے

ابواب النار فصعدت الشياطين ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیئے

(بخاری و مسلم) جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے

۲۔ ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے انہی سے مذکورہ الفاظ کے بعد نقل کیا کہ رمضان کی ہر رات ندا دیئے والا یہ ندا دیتا ہے۔

يا باغي الخير اقبل و يا باغي اے خیر بجالانے والے اس میں جلدی کر اور

الشر اقص و لله عتقاء من اے شر کے درپے اس سے باز آ جا، اس کی ہر

الناس و ذلك كل ليلة رات اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو آفہ فرماتا

دالسن الکبریٰ، ۴، ۳۱، ۳۰) ہے۔

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان

کی ہر رات یہ آواز دی جاتی ہے کوئی ہے معافی مانگنے والا اسے معافی دیدی

جائے کوئی ہے دعا کرنے والا اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی ہے

سائل اسے عطا کیا جائے، ہر روز افطار کے وقت

عتقوا من النار ستون الفا ساٹھ ہزار دوزخی آزاد کیے جاتے

فاذا كان يوم الفطر اعتق
مثل ما اعتق في جميع
الشهر
ہیں جب عید کا دن آتا ہے
تو تمام ماہ میں آزاد کردہ دوزخیوں
کی مقدار کے برابر افراد کو آزادی دی جاتی

دکنز العمال، ۲۴-۲۳۷) ہے۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا رمضان کے ہر دن اور رات میں اللہ تعالیٰ
الف الف عتق من النار ایک کروڑ آدمی کو دوزخ سے آزاد
فرماتا ہے

اور جب رمضان کی انتیس رات آتی ہے تو
اعتق اللہ فیہا مثل جميع
ما اعتق فی کل شهر
تمام ماہ میں افراد کردہ کی مقدار
اس میں آزاد کیے جاتے ہیں۔

(اتحاف، ۲۶)

۵۔ امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سید الشہداء رمضان وسید
الایام الجمعة
تمام مہینوں کا سردار رمضان اور تمام
دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے۔

(ابن عساکر، ۲۵۶: ۷)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس نے رمضان کے روزے حالت ایمان اور رضائے الہی کی
خاطر رکھے۔

غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
د بخاری و مسلم
اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

۷۔ طبرانی نے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک آدمی دیکھا جو پیاس کی وجہ سے زباں لٹکائے ہوئے تھا وہ جب بھی حوض کی طرف آتا اسے دور کر دیا جاتا

فجاء صیام رمضان فسقا ورواہ اسکے پاس رمضان کے روزے آتے اور انہوں نے

(رسالہ رمضان، ۶۹) اسے خوب سیر کر کے پانی پلایا

۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کی خاطر ابتدا سال سے لے کر دوسرے سال تک جنت کو خوب سجایا جاتا ہے۔

فاذا کان اول یوم من رمضان جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے
بہت ریح تحت العرش من تو عرش کے نیچے سے جنت کے
ورق الجنة علی المحور العین پتوں، حوروں پر ہوا چلتی ہے۔

اور وہ حوریں کہتی ہیں اے ہمارے رب اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے ایسے خاوند بنا جس کے ساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہماری وجہ سے ٹھنڈی ہوں (شعب الایمان: بیہقی)

۹۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی آمد پر ایک دن فرمایا۔

اتاکم رمضان شہر بركة تمہارے پاس ماہ برکت رمضان آیا ہے
یفشاکم اللہ فیہ یذل اللہ تعالیٰ اس میں تم پر خصوصی توجہ فرماتا ہے
الرحمة ویحط الخطایا واپنی رحمت نازل فرماتے ہوئے گناہ معاف
یتجیب فیہ الدعایینظر اور دعائیں قبول فرماتا ہے اس میں تمہارے
اللہ تعالیٰ الی تنافسکم فیہ شوق و ذوق کو ملا جلا فرماتا ہے اور ملائکہ میں

دیباہی یکدملا ثکمة تم پر فخر فرماتا ہے۔

لہذا تم اس میں خوب نکی و خیر بجالاؤ، بد بخت ہے جو اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا

يغفر لامته في اخر ليلة رمضان کی آخری رات میں امت کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ

اھی ليلة القدس؛ کیا وہ لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاولكن العامل التمايوني نہیں لیکن کام مکمل کرنے والے کو اس

اجرہ اذا قضی عملہ کی محنت پر کامل اجر و ثواب دیا جاتا

ہے۔

(مسند احمد)

۲۷۔ روزے کی فضیلت بیان فرماتے

رمضان کی اہمیت کے ساتھ ساتھ روزے کی فضیلت و اہمیت بھی اجاگر فرماتے۔

۱۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصيام جنة من النار الجنة روزہ دوزخ سے محفوظ رکھنے والا ہے

اجدکم من القتال جیسے دُحال تمہیں قتال کے موقع پر محفوظ

رکھتی ہے۔ (النہائی، کتاب الصیام)

امام بیہقی نے انہی سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

الصوم جنة من عذاب الله روزہ اللہ کے عذاب سے ڈھال ہے
(اتحاد، ۲۵۰)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حصن المتی الصیام والقیام میری امت کی دو حفاظت گاہیں ہیں
(مسند احمد، طبرانی) روزہ اور رات کا قیام،

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ہر نیکی کا اجر دس سے لے کر سات
صنعت الا الصوم سو تک ہے مگر روزہ (اس کے اجر کی
(فتح الباری، ۴: ۱۱۰) کوئی حد نہیں)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

ان الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے لیے ہوتا ہے اور
(المسلم، کتاب الصیام) میں اس کی جزا ہوں۔

۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شی کی زکوٰۃ ہے۔

ونماكاة الجسد الصوم جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔
(المعجم الكبير، ۶: ۲۳۸)

۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہر شئی کا ایک دروازہ ہوتا ہے ۔

وہاب العبادۃ الصیام عبادت کا دروازہ روزہ ہے

(اتحات السادة المتقين، ۴ : ۹۲)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصیام نصف الصبر روزہ، صبر کا نصف ہے

یاد رہے ایک روایت میں صبر کو نصف ایمان فرمایا گیا ہے لہذا روزہ

ایمان کا چوتھا قراری پائے گا۔

۸۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن روزہ رکھا۔

باعدا للہ متہ جہتم اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو روزہ

مسیرۃ مائتۃ عام سے سو سال کی مسافت دور فرمادینگا

(النسائی)

۹۔ نسائی اور ابن خزیمہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کسی عمل

کی نصیحت فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علیل بالصوم فانه لا عدل روزہ رکھا کرو اس کے برابر کوئی نہیں

لہ

میں نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ

میری بعمل ؟ مجھے اور کوئی عمل بتائیے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علیل بالصوم فانه لا مثیل لہ روزہ رکھا کرو اس کا کوئی بدل نہیں۔

میں نے سہ بار عرض کیا یا رسول اللہ اس کے علاوہ کوئی عمل فرمایا
علیہ بالصوم فانه لامثل روزہ دار بنو روزہ کی مثل ہی
لہ نہیں۔

صحیح ابن حبان میں اسی روایت کے الفاظ یہ ہیں میں نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ

دلنی عمل ادخل بہ نجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس
المجنۃ کی وجہ سے میں جنتی ہو جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
علیہ بالصوم خانہ لامثل لہ روزہ رکھا کرو اس کی کوئی مثل نہیں
راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اس قدر روزہ کے
پابند ہوئے۔

لا یری فی بیتہ الدخان ان کے گھروں کا اگر چولہا جلتا تو
نہارا اذا نزل بہم محسوس ہو جاتا آج کوئی جہان
ضیف آیا ہوا ہے۔

(غایۃ الاحسان، ۳۵)

یعنی جہان کی وجہ سے دن کو کھانا پکنا ورنہ نہیں۔

۲۵۔ روزہ دار کی فضیلت بیان فرماتے

رمضان المبارک اور روزہ کی برکات کے ساتھ ساتھ روزہ دار کا مقام
اور درجہ بھی بیان فرماتے۔

جنت میں خصوصی دروازہ سے داخل

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ”ریان“ ہے روز قیامت فرمایا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ آواز سن کر روزہ دار کھڑے ہوں گے انہیں ریان دروازے سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

فاذا دخلوا غلق علیہم
فلم یدخل متہ احد
(بخاری و مسلم)

جب روزہ دار داخل ہو جائیں
گے تو دروازہ بند کر دیا جائے
گا پھر اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔

کبھی پیاس نہیں لگے گی

انہی سے یہ مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ ایسا مشروب پیئے گا۔

ومن شرب لم یظہا ابدا
والنساء، کتاب الصیام

جو اسے پی لے گا اسے کبھی پیاس
محسوس نہ ہوگی۔

روزہ دار کے لئے پانچ بشارتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو رمضان کے حوالے سے ایسی پانچ چیزیں عطا ہوئی ہیں جو سابقہ کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی۔

- ۱۔ خلوف قمر الصائم الطيب
عند الله من ريح المسك
- روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔
- ۲۔ تستغفر لهم الحيتان حتى
ليظروا
- افطار تک سمندر کی مچھلیاں روزہ داروں کے لئے دعا کرتی ہیں۔
- ۳۔ يزين الله عز وجل كل يوم
جنة
- سہر روز جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔
- ۴۔ تصفد فيه مردة الشياطين
- شیاطین کو رمضان میں قید کر دیا جاتا ہے۔
- ۵۔ يغفر لهم في آخر ليلة
- آخری رات امت کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

سہر وقت عبادت میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار سہر وقت عبادت میں ہوتا ہے۔

وان كان ناما على فراشه
اگرچہ وہ بستر پر سویا ہوا ہو

(کنز العمال، ۲۳۸۶۲)

جنت کا کھانا اور مشروب

انہی سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے روزے نے کھانے پینے سے روک رکھا۔

اطعمہ اللہ من ثمار
الجنة وسقاہ من شرایہا
داتحاف اهل الاسلام، (۳۶)

اللہ تعالیٰ جنت سے اسے پھل
کھلائے گا اور جنت کے مشروب سے
اسے سیراب فرمائے گا۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔

فرحة عند فطرہ و فرحة
عند لقاء ربہ
(مسند احمد، ۴: ۱۱۰)

ایک خوشی بوقت افطار اور دوسری
اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کے
وقت

روزہ دار کے لئے ملائکہ کی دعا

ایک آدمی نے اگر نفل روزہ رکھا ہوا ہے دوسرا آدمی اس کے پاس کھارہ
ہے تو جب تک کھانے والا فارغ نہیں ہوتا روزہ دار کے لئے اللہ تعالیٰ کے
فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ
دار کے پاس جب کوئی کھانا کھاتا ہے
لم تنزل لیصلی علیہ الملائکۃ
حتی یفرغ من طعامہ
(مسند احمد، ۴: ۳۶۵)

تو ملائکہ اس کے فارغ ہوتے
تک روزہ دار کے لیے اللہ تعالیٰ
سے دعا کرتے ہیں۔

۲۶۔ روزہ کی نیت

یاد رہے کسی عمل کا ثواب نیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

انما الاعمال بالنیات اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

نیت دل کے عزم اور مصمم ارادے کا نام ہے یعنی عمل کرتے وقت انسان یہ ارادہ کرے میں یہ کام اپنے خالق و مالک کی رضا جوئی کے لئے کروں گا روزہ تو نام ہی طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کھانے پینے اور جماع سے رک جاتا ہے۔

قضا اور کفارۃ روزہ کی نیت

اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ قضا و کفارہ کئے روزہ کی رات کو نیت کرنا ضروری ہے امام نووی فرماتے ہیں۔

ولا تعلم احد اختلف ہمارے علم میں اس بارے میں کسی کو اختلاف نہیں۔
فی قلب

(المجموع ۶۰ : ۳۳۷)

روزہ رمضان کی نیت

اس بارے میں اختلاف ہے دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ رات ہی کو نیت کرنا ضروری ہے لیکن علماء احناف کی تحقیق یہ ہے کہ روزہ کا اکثر حصہ گزر جانے سے پہلے نیت کر لینے سے روزہ ادا ہو جائے گا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم عاشوراء میں ایک آدمی کو حکم دیا جاؤ یہ اعلان کر دو۔

ان من اکل فلیصم ومن
لم یأکل فلا یأکل
جس نے کھایا ہوا ہے وہ
روزہ رکھ لے اور جس نے
نہیں کھایا وہ اب نہ کھائے
(البخاری)

دیگر لوگوں کی دلیل یہ روایت ہے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من لم یبیت الصیام
من اللیل فلا صیام لہ
جس نے رات نیت نہ کی
اس کا روزہ نہیں۔
(النائی)

روایت کے بارے میں احناف کا موقف ہے کہ یہ مرفوع نہیں
بلکہ موقوف ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔
والصحيح عن ابن عمر
موقوف
صحیح یہی ہے کہ یہ حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے

امام ترمذی کی رائے ہے
الموقوف اصح
اصح یہی ہے کہ یہ صحابی کا قول
ہے۔

امام نسائی کی تحقیق یہ ہے
الصواب عندی انه موقوف
ولم یصح رفعہ
میرے نزدیک درست یہی ہے کہ یہ
موقوف ہے اور اس کا قرآن نبوی ہوتا
صحیح نہیں۔
(فقہ الصوم، ۲: ۵۱، ۶۰)

اگر اسے مرفوع تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ کامل روزہ وہ ہے جس کی نیت رات کو کر لی جائے امام بدرالدین عینی احناف کی طرف سے یہی بات یوں بیان کرتے ہیں۔

بعد التسليم بصحة وسلامة
عن الاضطراب باقہ محمول
على نفى الفضيلة والكمال
لما في قوله صلى الله عليه وسلم
لا صلاة لجمارا المسجد الا في
المسجد

اگر اسے صحیح اور اضطراب سے
محفوظ مان ہی لیا جائے تو یہ نفی
فضیلت و کمال پر محمول ہوگی جیسا کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے
علاوہ نہیں ہوتی۔

(عمدة القاری ۳۰۶:۱۰۱)

۲۷۔ سحری تناول فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں سحری تناول فرماتے اور اسے
غدا مبارک (صبح کا بابرکت کھانا) قرار دیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے سحری کے وقت فرمایا کھانے کے لیے کچھ لاؤ۔

فاتیتہ بتمر واذاء فیہ ماء میں نے آپ کی خدمت اقدس میں
کھجور اور پانی پیش کیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انظر رجلاً یا کل معی دیکھو کوئی ہے جو میرے
ساتھ کھانے میں شریک ہو۔

میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے عرض کیا
یا رسول اللہ میں نے سوتناؤل کیے ہیں اور روزہ کی نیت کر چکا ہوں۔
آپ نے فرمایا ہم نے بھی تو روزہ رکھنا ہے، تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ سحری میں شریک ہوتے (النسائی، السحر بالسویق والتمر)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی سے ہے

تسعی نافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
سحری کیا کرتے تھے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب سحری ہوتی
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمایا کرتے۔

قربی الینا الغداء ہمارے لیے صبح کا بابرکت

المبارک کھانا لاد

(النسائی، کتاب الصیام)

ایک صحابی سے مروی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
سحری کے وقت گیا۔

دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یسحر
جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حجرہ میں داخل ہوا تو آپ
سحری فرما رہے تھے۔

فرمانے لگے۔

انا ببرکۃ اعطاکم اللہ
ایا ہا فلا تدعوہ
سحری سراپا برکت ہے اللہ تعالیٰ
نے خصوصاً یہ تمہیں عطا فرمائی ہے اسے
ترک نہ کیا کرو۔
(النسائی، فتن السحر)

حضرت عراب بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
 دعائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان
 کی سحری میں شرکت کی دعوت دیتے
 ہوئے فرمایا اُد بابرکت کھانے میں
 الخداء المبارک
 شریک ہو جاؤ۔

(مسند احمد، ۴: ۱۲۶)

۲۸۔ سحری کو غذا مبارک قرار دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کو صبح کا بابرکت کھانا قرار دیا جیسا کہ
 بعض مذکورہ روایات میں ذکر ہوا۔

حضرت معدی کرب رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ہمیں سحری کھانے کا حکم ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا۔

فانہ هو الخداء المبارک کیونکہ یہ صبح کا بابرکت کھانا ہے
 حضرت عراب بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سحری میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے یہ
 کلمات سنے۔

صلموا الی الخداء المبارک
 صبح کے بابرکت کھانے میں آؤ
 (الفائی، تسمیۃ السحور، خداء)
 شرکت کرو۔

۲۹۔ سحری کھجور سے فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کی طرح سحری بھی کھجور سے فرماتے اور وہ
 بھی زیادہ نہیں ہوا کرتی تھیں بلکہ اکثر فقط دو کھجوریں اور پانی ہوتا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس جو سحری پیش کی جاتی تھی۔

ربما لم یکن الا تمہین وہ اکثر دو کھجوریں ہوا کرتیں تھیں
(مع الرسول فی رمضان، ۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں سحری کا بندوبست کرو۔

فاتیتہ تمہر و انا فیہ تو میں نے کھجور اور ایک برتن میں ماء پانی لاکر پیش کیا۔

(السنائی، السحور بالتمر)

۳۰۔ کھجور کو بہترین سحری قرار دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ساتھ سحری کرنے کو بہترین سحری قرار دیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نعم السحور المؤمن التمر مؤمن کی بہترین سحری کھجور ہے

(البدایہ، ۲۳۷/۵)

امام طبرانی نے حضرت سائب بن یزید اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
نعم السحور المؤمن التمر بہترین سحری کھجور ہے۔

(المعجم الکبیر، ۱۸۹: ۱، ۱۸۳: ۲)

کسی بھی شئی سے سحری کی جا سکتی ہے؟

باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے کسی شئی کو بھی مخصوص نہیں فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اراد ان یصوم فلیتسمر
بشیء
جو بھی روزے رکھنا چاہے وہ
کسی نہ کسی شئی سے سحری کر لے

(مسند احمد، ۳: ۳۶۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تسمروا ولو بشریفة
من ماء
سحری کرو خواہ پانی کا ایک
گھونٹ ہو۔

(الکامل لابن عدی، ۲: ۷۷)

امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق

سحری کو امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق قرار دیا، حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فصل ما بین صیامنا وصیام
اہل الکتاب اکلۃ السمر
ہمارے روزے اور اہل کتاب کے
روزے کے درمیان سحری تناول
کرنے کا فرق ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

۳۱۔ امت کو سحری کرنے کی تعلیم دی

اپنی امت کو رمضان المبارک میں سحری کرنے کی تعلیم دی تاکہ امت

مشقت میں نہ پڑے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تسحر وا فان فی السحور
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں
برکت ہے۔

(المسلم، کتاب الصیام)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

السحور کلہ بحکۃ فلا تدعوه
سحری سراپا برکت ہے اسے
ترک نہ کیا کرو۔ (مسند احمد، ۳: ۱۲)

سحری کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں

مذکورہ روایت میں ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کرو
اگرچہ پانی کے گھونٹ پر ہو

فان اللہ وملائکته
یصلون علی المتسحرین
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے
سحری کرنے والوں پر رحمتیں نازل
کرتے ہیں۔ (مسند احمد، ۳: ۱۲)

۳۳۔ سحری میں برکت کی دعا قرأتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی سحری میں برکت کی دعا بھی فرمائی،
امام دارقطنی نے ”الافراد“ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا نقل کی ہے

اللہم بارک لامتہ
اے اللہ میری امت کی سحری

فی سحر راھا
 میں برکت عطا فرما۔
 اس کے بعد فرمایا سحری کیا کرو اگرچہ پانی کا گھونٹ ہو یا ایک کھجور
 ہو یا زبیب کے دنے ہو کیونکہ سحری کرنے والوں کے لئے ملائکہ دعا
 کرتے ہیں۔ (اتحاد اہل الاسلام، ۱۶۵)

۳۲۔ سحری کرنے والوں کے لئے دعا فرماتے

سحری کے ساتھ ساتھ سحری کرنے والوں کو بھی اپنی مبارک دعا سے
 نوازا، امام طبرانی نے حضرت ابو سوید رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی یہ دعا روایت کی ہے۔

اللہم صلی علی المتسحرین اے اللہ سحری کرنے والوں پر
 اپنی رحمتوں کا نزول فرما۔ (اتحاد، ۱۶۶)

۳۳۔ سحری کے فوائد و حکمتیں بیان فرماتے

- ۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کو سراپا برکت قرار دیا جیسا کہ اوپر بیان
 ہوا واقعہ اس طعام سے بڑھ کر برکت والا طعام کون ہو سکتا ہے۔ جو
 اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری کا سبب بنے۔
- ۲۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی مخالفت قرار دیا جیسا کہ
 بیان ہو چکا ہے۔

- ۳۔ یہ روزہ رکھنے میں معاون ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس
 رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 استعینوا بطعام السحر علی سحری کے کھانے سے دن کے
 صیام النهار وبقیلولة روزہ پر اور رات کے قیام پر

النهار علی قیام اللیل
(ابن ماجہ، المستدرک، ۱: ۴۳۵)

دن کے قیلولہ سے مدد حاصل کرو

۳۵۔ سحری میں تاخیر فرماتے

سحری تناول فرمانے میں جلدی نہ کرتے بلکہ اس میں خوب تاخیر سے کام لیتے یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کرتے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیاء کی جماعت ہیں۔

امرتا ان تؤخر سمحورنا
(المسنن الکبریٰ، کتاب الصیام) گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کی۔ پھر دونوں نماز فجر کے لیے نکلے راوی حدیث نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا سحری سے فراغت اور نماز کے درمیان کتنا وقت تھا؟ تو انہوں نے فرمایا

قد ما یقتر الا انسان
خمیس آیۃ

اتنے وقت میں آدمی قرآن کی پچاس

آیات کی تلاوت کر سکتا ہے۔

(بخاری باب وقت الفجر)

دوسری روایت میں سحری اور اذان کے درمیان اتنا وقت بیان ہوا

ہے (بخاری، کتاب الصوم)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کرنے کا شرف حاصل تھا ان سے عرض کیا گیا۔

اعا ساعۃ تسمرات مع آپ نے کونسے وقت میں

لرسول الله صلى الله عليه وسلم
رسول الله صلى الله عليه وسلم کے
ساتھ سحری کی؟

تو انہوں نے فرمایا۔

هوالتهارالان الشمس
خوب روشنی ہو چکی تھی البتہ
لم تطلع
سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔

(النائی)

یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کی تھی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں اپنے گھر سحری کرتا

ثم تكون سريعتي ان
ثم تكون سريعتي ان
ادراك السجود مع رسول
پھر بڑی جلدی سے رسول اللہ
صلى الله عليه وسلم کے ساتھ نماز کے
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے حاضر ہو جاتا۔
(البخاری کتاب الصوم)

بخاری کی بھی دوسری روایت کے الفاظ ہیں میں سحری کرتا۔

ثم يكون سريعة في ان ادرك
اور پھر جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
صلاة الفجر مع رسول الله
کے ساتھ نماز فجر ادا کرنے کے لیے
البخاری، کتاب مواقيت الصلاة
حاضر ہو جاتا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت اقدس میں نماز فجر کی اطلاع کے لیے حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کا روزہ رکھنے کا ارادہ تھا۔

قد عاب قدح فشرب و
سقاني ثم خرج الى
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
پیالہ منگوا یا اس سے خود بھی پیا

اور مجھے بھی پلایا اس کے بعد
نماز کے لیے مسجد کی طرف تشریف
لائے۔

اگر بلال نہ ہوتے

مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت
بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو
آپ سحری فرما رہے تھے حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز
آپ نے سحری جاری رکھی دوبارہ حاضر ہوئے تو ابھی سحری فرما رہے
تھے سہ بارہ عرض کیا یا رسول اللہ

قد والله اصبغت
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بلال پر رحم فرمائے۔
لولا بلال لخرجونا ان
یرخص لنا حتی تطلع الشمس
(ہذا اصام رسول اللہ ۵۸۴)
کی اجازت مل جاتی۔

ان روایات سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سحری طلوع
فجر کے بالکل قریب فرمایا کرتے۔

شیخ ابن ابی جمروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری اور اس میں تاخیر کی
حکمت یوں تحریر کرتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم ينظر ما هو الا
رفق بالله فيفعله لانه
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
امت پر شفقت فرما ہوتے ایسے
کیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْلَمْ يَتَسَمَّ لَدَ تَبِعُوهُ فَشَقَّ
 عَلَى بَعْضِهِمْ وَلَوْ تَسَمَّ فِي
 حَيَاتِ اللَّيْلِ لَشَقَّ أَيْضًا
 عَلَى بَعْضِهِمْ مِمَّنْ يَغْلِبُ
 عَلَيْهِ النَّوْمُ فَقَدْ لَيْقَضِي
 إِلَى تَرْكِ الصَّبْحِ أَوْ يَحْتَاجُ
 إِلَى الْمَجَاهِدَةِ بِالسَّهْرِ

سحری نہ فرماتے تو لوگ آپ کی
 اتباع کرتے تو بعض پر یہ
 شاق ہو جاتا اور اگر سحری نصف
 رات میں فرماتے ان لوگوں پر شاق
 ہو جاتا جن پر نیند غالب آ جاتی
 تو اس سے یا تو نماز صبح کا ترک
 لازم آتا یا زیادہ دیر بیدار رہنا پڑتا۔

یعنی سحری میں تاخیر کا اہم فائدہ یہ ہے کہ روزہ دار کو نماز صبح کی ادائیگی
 میں آسانی ہو اگر طلوع فجر سے کافی دیر پہلے سحری کر لی جائے تو نیند کے
 غلبہ کی وجہ سے نماز رہ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے امت کو یہی تعلیم عطا فرمائی کہ طلوع فجر کے قریب سحری
 کھاؤ اور پھر سونے کے بجائے نماز کے لیے مسجد چلے جاؤ اور نماز باجماعت
 ادا کرو

اُمہ مساجد سے درخواست

اسی لیے اُمہ مساجد سے درخواست ہے وہ بھی رمضان المبارک میں
 جماعت کا وقت ایسا رکھیں کہ لوگوں کو جماعت کے لیے زیادہ انتظار
 نہ کرنا پڑے مثلاً سحری کے بعد پندرہ یا بیس منٹ کے وقفہ کے بعد جماعت
 کروادی جائے، اگر نماز میں زیادہ تاخیر کر دی جائے گی تو ممکن ہے بعض
 نمازی نیند کے غلبہ کی وجہ سے جماعت سے محروم ہو جائیں گے بلکہ ہو
 سکتا ہے نماز ہی رہ جائے اس لیے حکمت یہی ہے کہ سحری اور نماز کے
 درمیان وقفہ کم از کم سے رکھا جائے۔

۳۰. امت کو بھی سحری میں تاخیر کا حکم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی رمضان میں سحری، کو موخر کرنے کا حکم دیا تاکہ انہیں خوب آسانی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 یٰکروا بالافطار واخروا افطار میں جلدی اور سحری میں
 السحور۔ تاخیر کیا کرو

(الکامل لابن عدی، ۶: ۲۳۲۳)

حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ
 حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 تسعروا من آخر اللیل سحری رات کے آخری حصہ میں کیا کرو
 (مجمع الزوائد، ۳: ۱۵۱)

امت خیر پر رہے گی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا میری امت اس وقت تک خیر پر رہے گی۔

مااخروا السحور وعجلوا حب تک وہ سحری میں تاخیر سے
 الافطار اور افطار میں جلدی سے کام لے
 (مسند احمد)

گی۔

۴۷۔ روزہ کے آداب بیان فرماتے

ہر عبادت کے کچھ آداب ہوتے ہیں اگر ان کو پیش نظر رکھ کر اس عبادت کو سمجھایا جائے تو اس کے ثمرات ہوتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے آداب بھی بیان فرمائے تاکہ امت حالتِ روزہ میں ان کا خصوصی خیال رکھے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

الصيام جنة مالم
يخرقها
روزہ آدمی کے لئے جنت کا کام
دیتا ہے بشرطیکہ وہ اسے پھاڑ نہ
ڈالے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا تو عرض کیا گیا۔

ولم يخرقه ؟
ارشاد فرمایا۔

بكذب او غيبة
جھوٹ یا غیبت کے ساتھ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی)

زبان اور تمام اعضا کو محارم سے روک لیا جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو نہ بُری بات کرے اور نہ غلط کام کرے اگر اس سے کوئی لڑے یا اسے کوئی گالی دے تو وہ کہے

افى صائم میں حالت روزہ میں ہوں۔

(المسلم، کتاب الصیام)

امام حاکم اور بیہقی نے انتہی سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ محض کھانے پینے کا نام ہی نہیں۔

انما الصیام من

اللعو والرفث روزہ تو لغویات اور بری باتوں سے بچنے کا نام ہے۔

(السنن الکبریٰ، ۴، ۲۰۰)

محض کھانا پینا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

من لم یصم جوارحه

عن محارمی فلا حاجة

ان یدع طعامه وشرابه

من اجلی

نہیں۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۵، ۱۷۵)

امام نسائی نے حضرت ابوسریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الصائم اذا لم یدع

قول الزور والحل بیه

فلیس لله حاجة فی ان

یدع طعامه وشرابه

روزہ دار اگر جھوٹ اور غلط عمل

ترک نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کو

یہ حاجت نہیں کہ وہ محض کھانا

اور پینا ترک کر دے۔

زبان کو غیبت سے محفوظ رکھا جائے

جس طرح زبان کو جھوٹ اور فحش کلامی سے بچانا ضروری ہے اسی طرح اسے غیبت سے محفوظ رکھنا بھی نہایت ہی لازم ہے، قرآن نے غیبت کو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانا قرار دیا ہے۔

محدث ابن ابی الدنیا اور ابو یعلیٰ نے خادم رسول حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، دو خواتین نے روزہ رکھا ان کے بارے میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ان پر پیاس کی وجہ سے روزہ اس قدر مشکل ہو گیا ہے کہ قریب ہے وہ ہلاک ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا پھر وہ شخص دوبارہ آیا اور عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کو بلاؤ، جب وہ آگئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پیالے لانے کا حکم فرمایا، انہیں ایک ایک پیالہ دیا اور فرمایا اس میں قئی کرو، جب انہوں نے قئی کی تو ان کے اندر سے خون، پیپ اور گوشت کے ٹوٹے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں نے حلال پر روزہ رکھا مگر حرام کے ساتھ افطار کیا۔

جلست احدا ہما الی
الاخریٰ فجعلتا قائلان
من لحوم الناس
ان دونوں نے بیٹھ کر لوگوں کا
گوشت کھا یا یعنی لوگوں کی غیبت
کی ہے۔

دوسری روایت میں فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ
لو بقیتا فی بطونہما
لا کلتہما الناس

مجھے قسم اس ذاتِ اقدس
کی جس کے قبضہ قدرت میں
میری جان ہے اگر ان کے بطن

(غایۃ الاحسان، ۳۸) میں یہ باتی رہتا تو انہیں آگ جلاتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے دو آدمیوں نے ظہر و عصر کی نماز ادا کی وہ حالت روزہ میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا دھنوا اور نماز لوٹاؤ اپنے روزہ کو جاری رکھو مگر اس کی جگہ ایک روزہ بطور قضا رکھو انہوں نے عرض کیا

لم یارسول اللہ ؟ اس کی وجہ کیا ہے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اغتبتم فلا انا تم نے فلاں کی غیبت کی ہے

کان، آنکھ اور زبان کا روزہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے جب تم روزہ رکھو تو

فلیصم سمعک وبصرک تمہارے کان، آنکھیں اور
ولسانک عن الکذب زبان جھوٹ اور گناہ سے
والماؤم ودع اذی رک جائیں۔

الخادم

(غایۃ الاحسان، ۳۸)

کچھ ائمہ نے ان ارشادات عالیہ کی بنا پر فرمایا ہے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے امام اوداعی اور امام ابراہیم نخعی (امام اعظم کے استاذ) کا یہی قول ہے، جمہور علما کی رائے یہ ہے اس سے روزہ ٹوٹتا تو نہیں ہے مگر

تبطل ثواب الصوم و
تذهب فادقته
المرتبة عليه من
قبول الدعاء وغفران
الذنوب

روزہ کا ثواب اور اس پر
متربت ثمر مثلاً قبولیت
دعا اور گناہوں پر مغفرت ختم
ہو جاتا ہے۔

(غایۃ الاحسان، ۳۸۱)

حضرت ابو ہریرہ اور انکے شاگردوں کا معمول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انکے تلامذہ کا یہ معمول ملتا ہے کہ وہ حالت
روزہ میں کوشش کرتے کام کا راج سے فارغ ہو کر مسجد میں چلے جائیں۔
ان سے اس کی وجہ پوچھی جاتی تو فرماتے
نظہر صیامنا
ہم اپنے روزہ کو پاکیزہ رکھنا
چاہتے ہیں۔

انہی احادیث اور اقوال صحابہ کے پیش نظر شیخ حلیمی رقمطراز ہیں کہ روزہ دار
کو چاہئے

ان لیصوم بحسب جوارحه
ببشرقہ و بعینہ و بلسانہ
و بقلبہ فلا یفتب
ولا یشتم ولا ینحاصم
ولا یکذب ولا یفنی تمانہ
یا نشاد الا شعار و روایۃ
الا سماء و المظنکات و التناء

کہ اپنے تمام اعضاء، جسم،
آنکھ، زباں اور دل کے ساتھ
روزہ رکھے غیبت نہ کرے
گالی نہ دے، کسی سے نہ جھگڑے
نہ غلط بیانی کرے اپنا وقت
غلط اشعار اور قصوں میں ضائع
نہ کرے، غیر مستحق کی تعریف

علی من لا یستحق والمدح
 والذم لغير حق وبيده
 فلا یجدها الی باطل و
 برجله فلا یمشی بها
 الی باطل و بجمع قوی
 بدنه فلا یستعملها
 فی باطل
 نہ کرے بغیر حق کسی کی مدح
 و ذم نہ کرے، ناجائز کام
 کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے
 نہ پاؤں سے اس طرف
 چلے اپنے بدن کی تمام
 قوتوں کو کسی ناجائز کام میں
 استعمال نہ کرے۔

(اتحاد اہل الاسلام، ۱۷۷)

۳۸۔ سفر میں روزہ اور افطار کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام جس طرح دیگر مہینوں
 میں اسلام کو پھیلانے کے لئے جدوجہد جاری رکھتے رمضان المبارک میں
 اس سے بڑھ کر محنت کرتے یہ نہیں کہ رمضان ہے اس میں ہم جہاد پر
 نہیں جاتیں گے بلکہ حیب بھی ضرورت پیش آئی انہوں نے اللہ تعالیٰ
 کے حکم پر کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تین اہم
 سفر فرمائے۔

۱۔ دوسری ہجری میں غزوہ بدر کے لئے

۲۔ آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے لئے۔

۳۔ نو ہجری کو غزوہ تبوک کے لیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت سفر میں روزہ رکھنا بھی ثابت اور
 چھوڑنا بھی ثابت ہے، لیکن اوقات رکھ کر چھوڑنا بھی ثابت ہے

یعنی حسب حال و ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یا
چھوڑا۔

سفر میں روزہ کا معمول

حضرت ابو دروداء رضی اللہ عنہ نے ہے ہم ایک دفعہ سخت گرم موسم میں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلے حتیٰ کہ ہر آدمی گرمی سے اپنے سر کو
ڈھانپ رہا تھا۔

وما قینا صائم الا ما کان
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
واین رواحد
ہم میں سوائے نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن
رواحہ رضی اللہ عنہ کے کسی نے
روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔
(بخاری و مسلم)

۳۹۔ سفر میں روزہ کی اجازت دی

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے حضرت حمزہ بن عمرو سلمی رضی
اللہ عنہ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا۔

الصوم فی السفر ؟ کیا میں حالت سفر میں روزہ
رکھ سکتا ہوں ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ان شئت فصم وان شئت فافطر
تمہاری مرضی چاہو روزہ رکھو
چاہو ترک کر دو۔
(بخاری و مسلم)

۴۰۔ ابتدا روزہ بعد میں افطار

بعض اوقات ایسے بھی ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا روزہ رکھا، دوران سفر اگر تکلیف و ضرورت محسوس ہوتی تو روزہ افطار فرما دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے لئے سفر فرمایا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار افراد تھے۔ تمام کے تمام حالت روزہ میں تھے جب مقام عفان پر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ لوگ روزہ کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ نے پانی کا پیالہ منگوا کر اسے بلند فرمایا حتیٰ کہ اسے تمام لوگوں نے دیکھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرما کر روزہ ختم کر دیا، بعد میں عرق کیا اب بھی کچھ لوگ روزہ میں ہیں تو فرمایا وہ عاصی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں سفر فرمایا جب مقام عفان پر پہنچے۔

دعا یا نام من ماء شرب
نہاراً لیواء الناس قافطراً
(البخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں
پانی منگوا کر پیا تا کہ لوگ دیکھ
کر روزہ چھوڑ دیں۔

۴۱۔ کوئی کسی پر طعن نہ کرتا

بعض اوقات دوران سفر کچھ صحابہ حالت روزہ میں اور کچھ حالت افطار میں ہوتے دونوں عمل جائز ہونے کی بنا پر کوئی کسی پر طعن نہ کرتا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا۔
 ولا یعیب بعضهم علی بعض
 لیکن کسی نے کسی پر طعن نہ کیا۔

دوسری روایت میں کہتے ہیں صحابہ کی رائے یہ تھی۔

ان ادمن وجد قوۃ قصاب
 فان ذلک حسن ویرون
 ان من وجد منعفا فافطر
 فان ذلک حسن (المسلم)
 جس میں قوت و طاقت وہ
 روزہ رکھ لے اور یہ اس کے
 لئے بہتر ہے اور جس کے اندر
 کمزوری و ضعف ہے۔ وہ
 روزہ چھوڑ دے اس کے لئے
 یہی بہتر ہے۔

آج روزہ نہ رکھنے والے بازی لے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ساتھ سفر میں تھے، جو روزہ دار تھے وہ تمام کے تمام تھکاوٹ کی وجہ سے
 لیٹ گئے۔

قام المفطرون قصر لوبا
 الابلیۃ وسقوا الرکاب
 روزہ چھوڑنے والے اٹھے
 انہوں نے خیمے لگائے اور سواہیں
 کو پانی پلایا۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذهب المفطرون الیوم
 بالاجر (بخاری و مسلم)
 آج اجر و ثواب روزہ چھوڑنے
 والے لے گئے۔

اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں

اگر روزہ کی وجہ سے حالت سفر میں انسان نڈھال ہو جائے یا دشمن سے مقابلہ کی وجہ سے افطار ضروری ہو تو اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں حضرت کعب بن عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے ہم سخت گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں تھے، ایک شخص درخت کے سایہ میں لیٹ گیا اور وہ سخت تکلیف میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔
 ما لصاحبکم ای وجع یہ؟ تمہارے ساتھی کو کیا تکلیف ہے؟
 عرض کیا یا رسول اللہ تکلیف تو کوئی نہیں۔

ولکنہ صائم وقد اشتد
 علیہ الحر
 یہ حالت روزہ میں ہے اور گرمی شدید ہے۔

اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 لیس من البران تصوموا
 فی السفر علیکم برخصة
 اللہ التي رخص لکم۔
 سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں تم
 پر وہ رخصت لازم ہے جو اللہ
 تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

(فقہ الصوم، ۲: ۶۵۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر ایک آدمی کے ارد گرد لوگوں کو جمع ہوئے دیکھ کر پوچھا اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا اس روزہ رکھا ہوا ہے اور تکلیف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس من البر الصوم فی السفر
 حالت سفر میں روزہ نیکی نہیں ہے
 (مسند احمد، ۳: ۲۹۹)

۴۲۔ دشمن سے مقابلہ کے وقت

اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو افطار بہتر ہے تاکہ میں کمزوری کی وجہ سے پریشانی لاحق نہ ہو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا تو ہم حالتِ روزہ میں تھے، ہم ایک جگہ اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انکم قدرا توتم من عدوکم تم دشمن کے قریب آگئے ہوں
والفطر اقوی لکم لہذا افطار تمہاری تو اتائی کے لیے

بہتر ہے۔

اس میں رحمت تھی خواہ کوئی روزہ رکھے یا ترک کرے، آگے ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انکم مصبوا عدوکم تم صبح دشمن سے مقابلہ کرنے
والفطر اقوی قافطروا ولے ہو اور افطار طاقت و قوت

کا سبب ہے لہذا تم آج روزہ نہ رکھو۔

(المسلم)

اس کے بعد سب نے روزہ نہ رکھا۔

۴۳۔ سیانہ کھاپی لینے کا حکم

اگر کوئی آدمی حالتِ روزہ میں بھول کر کھاپی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حالتِ روزہ میں بھول کر کھا یا وہ روزہ مکمل کرے اس

کا روزہ ٹوٹا نہیں۔

فانما اطعمہ اللہ وسقاه

اسے یہ اللہ تعالیٰ نے کھلایا
(بخاری و مسلم)

۲۔ دارقطنی میں انہی سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لیتا ہے تو اس پر کوئی قضا نہیں۔

فانما هو رزق ساقہ اللہ

اسے یہ رزق اللہ تعالیٰ

الیہ پہنچایا ہے۔
امام دارقطنی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا
داستادہ صحیح اس کی سند صحیح ہے۔

دارقطنی کی دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔
فلا قضاء علیہ ولا کفارة اس پر نہ قضا ہے اور نہ کفارہ
(سنن دارقطنی)

حضرت ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت اقدس میں حاضر تھی، وہاں میں اور حضرت ذوالبیدین نے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول کرنا شروع کیا آپ نے مجھے پر
عنایت کرتے ہوئے فرمایا اے ام اسحاق
اصیبی من هذا ؛ اس سے گوشت حاصل کرو۔

اس وقت مجھے روزہ یاد آگیا میرا ہاتھ وہیں رک گیا نہ آگے کوں نہ
پچھے فرمایا کیا ہوا ؛ عرض کیا۔

كنت صائمة فنسيت میں تو روزہ دار تھی بھول گئی
حضرت ذوالبیدین رضی اللہ عنہ کہنے لگے

الان بعد ما شجبت ؛ اب میرے ہونے کے بعد ؛

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اتنی صومل فانتہا ہو رزق اپنے روزے کو مکمل کر دیے رزق
 ساقتہ اللہ الیل
 تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے
 (جمع الزوائد بحوالہ مسند احمد)

۴۴۔ عیداً روزہ توڑنے پر کفارہ

اگر کوئی آدمی رمضان کا روزہ جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے توڑ دے
 تو اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے وہ غلام آزاد کرے (آج یہ صورت باقی
 نہیں رہی) ساٹھ روزے مسلسل رکھے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہلاک
 و برباد ہو گیا ہوں فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا میں نے رمضان المبارک میں حالت
 روزہ میں بیوی سے جماع کر لیا ہے فرمایا غلام آزاد کرو عرض کیا اس کی طاقت
 نہیں فرمایا ساٹھ روزے مسلسل رکھو عرض کیا اس کی طاقت نہیں فرمایا ساٹھ مساکین
 کو کھانا کھلاتے کی طاقت ہے عرض کیا آقا یہ طاقت بھی نہیں۔ وہاں بیٹھ گیا اتنے
 میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوریں کاٹ کر لایا گیا جس میں
 پندرہ صاع کھجور تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں لے جاؤ۔

تصدق بہذا اور مساکین پر صدقہ کر دو۔

اس پر عرض کرنے لگا کیا کوئی ہم سے بھی زیادہ محتاج ہے؟

فہا بیت لا بیتھا اہل ان دو پہاڑوں کے درمیان ہم سے

بیت اہوج الیہ منا کوئی غریب نہیں۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک دانتیں

ظاہر ہوئیں فرمایا

اذھب قاطعہ اھلک جاؤ اپنا پھل ہی کو کھلا دو
(بخاری و مسلم)

ابن ماجہ میں آگے یہ الفاظ بھی ہیں۔

وصم یوماً مکانہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لو

(ابن ماجہ، باب ماجاء فی کفارة من اضر)

البدن او دین ساتھ استغفار کا بھی اضافہ ہے۔

صم یوماً واستغفر اللہ ایک روزہ رکھ لو اور اللہ تعالیٰ

(البدن او دین، کفارة من اتی اھلہ فی زفان) سے معافی مانگ لو

حافظ ابن حجر عسقلانی اس اضافہ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

قلت وقد ورد الامر يا
لتقضاء في هذا الحديث
في رواية ابى اولى
وعبد الجبار وهشام بن
سعد كلهم عن الزهري
واخرجه البيهقي من طريق
ابراهيم بن سعد عن الليث
عن الزهري وحديث ابراهيم
بن سعد في الصحيح عن الزهري
نفسه بغير هذا الزيادة وحديث
الليث عن الزهري في
الصحيحين بدوئها وقت

ابو اولى، عبد الجبار اور هشام
بن سعد تمام نے امام زہری
سے اس حدیث میں یہ بھی
روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس صحابی ایک
روزہ بطور قضاء رکھنے کا حکم
دیا، اسے امام بیہقی نے ابراہیم
بن سعد انہوں نے لیث سے
انہوں نے زہری سے روایت
کیا ہے، ابراہیم بن سعد سے
صحیح میں خود زہری سے اس
اضافہ کے بغیر ہے اسی طرح

بخاری و مسلم میں لیث کے
حوالے سے بھی زہری سے بغیر اضافہ

الزیادة ایضاً فی مرسل
سعید بن المسیب و نافع

کے مروی ہے لیکن سعید بن
مسیب، نافع بن جبیر، حسن، محمد
بن کعب سے مرسل میں اضافہ ہے
ان تمام طرق کو سامنے رکھ کر سمجھ
آتی ہے کہ اس اضافہ کی اصل ہے

بن حبیب والحسن و محمد
بن کعب و بجموع هذه
الطرق تعرف ان لهذه النیابة
اصلاً
فتح الباری، ۴، ۱۳۹

۴۵ قضا کے احکام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اگر مرض یا سفر کی وجہ سے رمضان المبارک میں
روزہ نہ رکھا جاسکا ہو

تو اس کی جگہ دیگر ایام میں روزہ
رکھ لیا جائے۔

فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ
(البقرة)

یعنی جس قدر روزے رہ جائیں ان کی قضا فرض و لازم ہے، حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
جب تک قضا روزہ کو ادا نہ کر لیا جائے باقی روزے بھی مقبول نہیں ہوتے

جس نے رمضان پایا اور اس
پر رمضان کی قضا تھی تو روزہ
قضا کرنے تک اسکی کوئی شئی
مقبول نہ ہوگی۔

من ادرك رمضان وعليه
من رمضان شئ لم يقضه
فانه لا يقبل منه حتى
يصومه

(مجمع الزوائد، ۴، ۱۴۹)

۴۶ قضا کا طریقہ

روزے کی قضا میں یہ ضروری نہیں کہ مسلسل روزہ رکھا جائے بلکہ کچھ دن چھوڑ کر بھی قضا جائز ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قضاء رمضان ان شاء
فرق وان شاء تابع
رمضان کی قضا میں اجازت
ہے خواہ اسے مسلسل قضا کر لیا
(سنن الدارقطنی)
جائے یا متفرق طور پر

اس روایت کو ابن جوزی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(الصیام در رمضان، ۲۵۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا قضا رمضان کے لیے مسلسل روزہ رکھنا ضروری ہوتا ہے یا دوہیان میں وقفہ بھی کیا جاسکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرص ہو تم ایک یا دو دو درہم سے اس کی ادائیگی کرو تو کیا قرص ادا نہیں ہو جائے گا عرض کیا گیا وہ ادا ہو جائے گا فرمایا۔

واللہ احق ان یعفوہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عفو

درگزر فرماتے والے ہیں۔

امام دارقطنی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں

واسنادہ حسن الاثر اس کی سند حسن ہے البتہ

مرسل روایت مرسل ہے۔

(سنن الدارقطنی)

عمر بھر میں قضا

بہتر تو یہی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے روزہ کی قضا کر لی جائے۔ لیکن عمر بھر میں جب بھی قضا کر لئے جائیں قضا ہو جائیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہمارے جو روزے ایام مخصوصہ کی وجہ سے قضا ہو جاتے

فما استطیع ان اقتصیہ
الا فی شعبان
ہم ان کی قضا شعبان میں کیا
کرتی تھیں۔

(البخاری)

۴۷۔ عشرہ ذوالحجہ میں قضا کا معمول

احادیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول ملتا ہے اگر سفر وغیرہ کی وجہ سے روزہ رہ جاتا تو اس کی قضا عشرہ ذوالحجہ میں فرماتے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

اذا فاتتہ شیء من رمضان رمضان کا جو روزہ رہ جاتا

قضاہ فی عشر ذی الحجۃ اس کی قضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ذوالحجہ کے عشرہ میں فرماتے۔ (الطبرانی بحوالہ کذا اصنام، ۱۲۵)

۴۸۔ میت کی طرف سے قریہ

مگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزوں کی قضا ہو تو اس کے

درثا کے لئے بہتر ہے وہ اس کے روزوں کے عوض فدیہ ادا کریں بشرطیکہ وہ طاقت رکھتے ہوں بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من مات وعليه صيام صام
عنه وليه

جب فوت ہونے والے پر روزے
ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف
سے روزہ رکھے

مسند بزار میں ہے

فليصم عنه وليه ان شاء
ولي اگر چاہے تو روزہ رکھ سکتا
ہے۔

مجمع الزوائد میں اس روایت کے بارے میں ہے۔

واسنادہ حسن
اس کی سند حسن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ایک شخص نے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ
میری والدہ فوت ہو گئی ہے اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں میں
ان کی طرف سے قضا کر سکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا
کیا تم ادا نہ کرتے؟

لو كان على اهل دين
اكتت قاضية عنها؟

عرض کیا ہاں فرمایا

اللہ تعالیٰ کا دین ادائیگی کے
زیادہ حق دار ہے

فدين الله احق ان
يقضى

(بخاری و مسلم)

باقی اس سے مراد یہ نہیں کہ ولی روزہ رکھے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس
کے روزوں کے عوض فدیہ ادا کرے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا

بیان ہے

لا تصوموا موتا کما کرموا طعموا
اپنی اموات کی طرف سے روزہ
نہ رکھو بلکہ ان کی طرف سے ساکین
عنہم
کو کھلاؤ

اس طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔
لا یصل احد عن احد
کوئی دوسرے کی طرف سے نماز
ولا یصم احد عن احد
نہ پڑھے نہ کوئی دوسرے کی
طرف سے روزہ رکھے۔

امام نسائی نے اسے سند صحیح سے روایت کیا ہے
مذکورہ دونوں حضرات متعلقہ مسئلہ کے بارے میں ارشادات نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی ہیں اور انہوں نے احادیث کا معنی خود متعین
کر دیا کہ ولی روزہ نہ رکھے بلکہ فدیہ ادا کرے۔

امام بدرالدین عینی رقمطراز ہیں
وقد اجمعوا علی انہ
لا یصلی احد عن احد
فکذلک الصوم لان کلا
منہما عبادة بدنية
اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ
کوئی دوسرے کی طرف سے
نماز نہ پڑھے اسی طرح روزہ
کا معاملہ ہے کیونکہ دونوں ہی
ہی عبادت بدنیہ ہیں

آگے چل کر شیخ ابن قسار کے حوالے سے لکھتے ہیں
لو جازان یصوم احد عن
احد فی الصوم لجازان
اگر دوسرے کی طرف سے
روزہ رکھنا جائز ہوتا تو لوگوں

یصلی الناس عن الناس
(عمدة القاری ۱۱۴ : ۶۰)

کا ایک دوسری طرف سے
نماز ادا کرنا بھی درست ہوتا۔

کچھ دیگر احادیث

مذکورہ احادیث میں جس طرح آیا ہے کہ فوت ہونے والے کے روزوں کا قدیہ دینے سے میت کو فائدہ ہوتا ہے اسی طرح حج کے بارے میں بھی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک آدمی حاضر ہوا عرض کی میرے والد فوت ہو گئے ہیں ان پر حج فرض تھا کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا اگر تمہارے والد پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتے؟ عرض کیا ہاں ضرور کرتا فرمایا۔

فاحج عن ابیل۔
(النسائی)

تو اپنے والد کی طرف سے
حج کرو۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی وہ فوت ہو گئی ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں فرمایا اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا کیا تم ادا کرتے؟

عرض کیا ہاں ضرور کرتے فرمایا

اقضوا اللہ فائدہ الحق
بالوفاء

اللہ کا قرض بھی ادا کرو اللہ
تعالیٰ نوازاںگی کا زیادہ مقدار

ہے۔

د البخاری

مذکورہ احادیث اور ایصالِ ثواب

یہ تمام احادیث صحیحہ واضح کر رہی ہیں کہ اسلام میں میت کے لیے ایصالِ ثواب جائز ہے، شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی استاذ جامعہ ام القریٰ مکہ المکرمہ اسی مسئلہ پر دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے کسی کی نیکی کی طرف رہنمائی کی جتنے لوگ وہ نیکی بجالائیں اسے اس پر ثواب ہوگا اور ان کے عمل میں بھی کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے برائی کی دعوت دی، اس برائی کا ارتکاب کرنے والوں کی تعداد اسے گناہ ہوگا اور ان کے گناہ میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ مخالفین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جن لوگوں کے ذہن میں اللہ

تعالیٰ کے مقدس فرمان

فَإِنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
انسان کے لئے وہ ہی کچھ ہے جو اس نے کمایا

کا معنی یہ سمایا ہوا ہے کہ انسان کو فقط اپنے عمل کا ہی صلہ مل سکتا ہے کسی غیر کے عمل سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

مع ان صرف الجہد فی مدائن	حالانکہ للانسان میں صرف جہد فی
تدل علی الاستحقاق او الملك	استحقاق یا ملکیت پر دل ہے اور
ونفی الاستحقاق او الملك لا	استحقاق یا ملکیت کی نفی اللہ تعالیٰ
يستلزم نفی الوصول لفعل	کے فضل سے ایصال کی نفی کو مستلزم
الله، فاذا جاءت الولاية	نہیں جب دوسرے دلائل اللہ
الاضری المشبہة بفضل الله	کے فضل کو ثابت کر رہے ہیں یہ

اولیٰ تا ذن بان یعمل
 الانسان العمل الصالح لغيره
 فلا یصح رقصتها او تاویلها
 ولی اعتنا قها عن ميسرها
 بل یحب التبصر والتروی
 حتی یصل الانسان الی الفهم
 الصمیم فیجمع بین الأدلة
 ویوحیه کلاً وفق دلالة
 الصمیحة

وہ دلائل جو واضح کر رہے ہیں
 کہ انسان دوسرے کے لیے عمل
 صالح کر سکتا ہے اب انہیں ترک
 کرنا یا ان کی تاویل کرنا ان سے
 منہ موڑنے کے مترادف ہے
 بلکہ ان کو مشعل بنانا چاہیے تاکہ
 فہم صحیح تک پہنچا جاسکے اور
 تمام دلائل پر تطبیق پیدا کی جا
 سکے

باقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو تین صورتوں کے علاوہ
 اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں صدقہ جاریہ وہ علم جس سے نفع اٹھایا گیا
 وہ نیک اولاد جو دعا کرے،
 اس کا مفہوم فقط اتنا ہے کہ جب ان تین اعمال میں سے وہ عمل
 نہ ہوگا تو اس پر فوت ہوتے والا ثواب دایر پر ایسا استحقاق نہ ہوگا کہ وہ
 حق مطالبہ رکھتا ہو۔

لکن لا یبین انہ ینقطع
 عنہ فضل اللہ لیسبب آخر
 کد عام المؤمنین لہ وشقاعة
 من یا ذن اللہ لہم
 بالشفاعة ولا یبین انہ

لیکن اس میں یہ بیان نہیں
 ہے کہ کسی اور سبب سے
 اسے اللہ تعالیٰ کا فضل
 نصیب نہیں ہو سکتا مثلاً
 اہل ایمان کی دعاء اللہ کی

ينقطع عنه اجر عمل طرقت سے شفیع کی شفاعت
المؤمنین له اذا قبله اور اس میں یہ بیان ہے کہ میت کی
الله وتفضل عليه بثوابه خاطر کیا جائے والا اہل ایمان کا عمل منقطع
فليس في الحديث ما يدل ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما
على هذا منطوقاً ولا مضموناً کہ اس کا ثواب غنا بہت فرما دے حدیث
ولا لزوماً على تقدير الجحد میں اس پر ہرگز ولالت نہیں نہ لفظاً
الموازم نہ مضموناً اور نہ لزوماً۔

(الصيام ورمضان، ۲۷۲-۲۷۵)

۹۴ غروب آفتاب دیکھنے کا انتظام

روزہ افطار کا مدار چونکہ غروب آفتاب پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد

گرامی ہے۔

أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ روزے کو رات تک پورا کرو۔

رات کی ابتدا غروب آفتاب ہی سے ہوتی ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ تشریف فرما ہوتے جہاں سے سورج دکھائی دیتا تو قبہا ورنہ کسی آدمی کو بلند جگہ پہنچھڑے ہو کر غروب آفتاب کو دیکھنے کا حکم دیتے، جب وہ آدمی سورج کے غروب ہونے کی اطلاع دیتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار فرماتے۔

حضرت ابو وراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذا كان منابها امر رجلاً جب حالت روزہ میں ہوتے تو کسی

ان يقوم على نشأته من الارض شخص کو بلند جگہ چڑھ کر سورج غروب

فاذا قال قد وجبت الشمس ہونے کے دیکھنے کا حکم دیتے جب وہ غروب

افطر کی اطلاع دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(المجمع الزوائد بحوالہ طبرانی، ۳: ۱۵۵) افطاری فرماتے۔

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار
اذا کان صائماً امر رجلاً ان یؤتی ہوتے تو کسی آدمی کو بلند جگہ پر چڑھنے
علیٰ شرفاً اذا قال غابت الشمس کا حکم دیتے جب وہ اطلاع دیتا
افطرو سورج ڈوب گیا ہے تو آپ افطار فرماتے

(المستدرک، کتاب الصوم)

۵۔ ایک مرتبہ روزہ قضا کرنا پڑا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ایسا بھی ہوا، ایک دن اسقدر بادل چھلے کہ غالب گمان ہوا کہ سورج غروب ہو گیا ہے لوگوں نے افطاری کرنی کچھ ہی دیر بعد بادل ہٹا تو دیکھا دن ابھی باقی تھا تو وہ روزہ قضا کیا گیا۔ حضرت اسماعیل بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

افطرونا یوماً فی رمضان فی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات
غیم فی عہد رسول اللہ میں ہم نے رمضان المبارک میں بادل
صلی اللہ علیہ وسلم ثم کے دن روزہ افطار کر لیا تو پھر سورج
طلعت سامنے آگیا۔

(ابو داؤد، باب الفطر قبل غروب الشمس)

۱۵۔ قبل از وقت افطاری پر سزا

تو سورج کا یقینی طور پر ڈوب جانا افطار کے لئے ضروری ہے اگر کوئی

شخص اس سے پہلے افطار کرتا ہے تو اس کا روزہ ہی نہ ہوگا اور وہ سخت سزا و عذاب پائے گا، امام ابن خزمیہ اور ابن حبان نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا عطا میرے پاس دو آدمی آئے وہ مجھے اٹھا کر ایک پہاڑ پر لے گئے (اس تفصیلی حدیث کا ایک حصہ یہ ہے) پھر مجھے آگے لے گئے۔

فاذا انا يقوم معلقين	تو وہاں ایک قوم کو الٹا لٹکایا
بعراقیہم مشقة اشدا	گیا عطا اور ان کی باجھوں کو چیرا
قہرو ما قال قلت من	جابر عطا جن سے خون بہہ رہا عطا
هولاء قال الذين يفظون	فرمایا میں نے پوچھا یہ کون لوگ
رمضان قبل تحلة صومہم	ہیں؟ بتایا گیا، یہ رمضان کا روزہ
(صحیح ابن خزمیہ، حدیث ۱۹۸۶)	وقت آنے سے پہلے ہی افطار کر لیتے تھے۔

یہی وجہ ہے اگر سورج دکھائی نہ دے رہا ہو تا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اونچی جگہ چڑھ کر اسے دیکھنے کا حکم فرماتے جب وہ شخص اس گاہ کرتا کہ سورج ڈوب گیا ہے تو پھر آپ افطاری فرماتے۔

۵۲۔ افطاری میں تعجل فرماتے

جب سورج ڈوب جائے لایقین ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی تاخیر کے روزہ افطار فرما لیتے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رمضان میں ہم ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب سورج ڈوب گیا تو آپ نے حضرت بلال سے فرمایا (سواری روکو) انزل فاجد ح لنا اور اتر کر ہمارے لئے ستوتیار کرو

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابھی روشنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اترو اور ستوتیار کرو، انہوں نے اتر کر ستوتیار کر کے پیش کیے آپ نے نوش فرما کر افطاری کی اور فرمایا

اذا غابت الشمس من ههنا جب ادھر سے سورج ڈوب

وجاء الليل من ههنا فقد جائے اور ادھر سے رات آ

افطر الصائم جائے تو روزہ دار افطار کر لے

(المسلم، کتاب الصیام)

امام نووی اس حدیث کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جب سورج غروب ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو افطاری کے لئے تیاری کا حکم دیا، ان کے ذہن میں آیا کہ غروب آفتاب کے بعد ابھی روشنی اور سرخی باقی ہے اور افطاری اس روشنی کے اختتام پر ہونی چاہیے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ جب سورج غروب ہو گیا ہو تو روزہ افطار کر لیا جائے اس کے بعد اگر روشنی رہتی ہے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — ہم تمام انبیاء علیہم السلام کو یہ حکم دیا گیا ہے۔

ان فجل افطارنا و توخر ہم افطار میں جلدی، سحری میں

سمومنا و تصنع ایماننا تاخیر اور نماز میں دہائی ہاتھ کو

علی شائلنا فی الصلاة بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

(المعجم الکبیر، ۱۱: ۷۷)

حضرت مالک بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں اور حضرت مسروق دو تونے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا دو صحابہ

ہیں ان میں سے ایک افطاری اور نماز مغرب میں جلدی کرتے ہیں جبکہ دوسرے ان میں تاخیر سے کام لیتے ہیں۔

انہوں نے پوچھا جلدی کونسے صحابی کرتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا تو فرمانے لگیں۔

هكذا كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم ليصبح
رسول الله صلى الله عليه وسلم
كايحي معمول تھا۔
(النسائي)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

احب عبادي الى ابيهم
فطراً
مجھے وہ بندہ محبوب ہے جو افطار
میں جلدی کرتا ہے۔

(الترمذی، کتاب الصوم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ جب تک افطاری میں جلدی سے کام لیں گے خیر پر ہی قائم رہیں گے۔ (المسلم، کتاب الصیام)

حضرت ابو دروداء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لن تتوال امتي على منتي
ما لم ينتظروا بفطرهم
میری امت اس وقت تک میرے
طریقہ پر رہے گی جب تک وہ افطار
کے لیے ستاروں کے طلوع ہونے کا
انتظار نہیں کرے گی۔
(مجمع الزوائد، ۱۵۲، ۱۳)

انہی سے مروی ہے

ما را آیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم صلی صلاۃ المغرب

حتی یفطر ولو کان علی
شربة ماء

(المستدرک، کتاب الصیام)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے نماز مغرب
سے پہلے افطاری نہ فرمائی ہو اگرچہ وہ
پانی کا گھونٹ ہی ہو۔

۵۳۔ افطار میں شرکت فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی صحابی افطار کی دعوت دیتے تو آپ صلی اللہ
علیہ وسلم ان کی دعوت افطار قبول فرماتے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی
اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے افطاری کے لیے روٹی اور
زیتون پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرما کر فرمایا۔

افطر عندکم الصائمون تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار

واکل طعامکم الا برا صا کیا نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا

وصلت علیکم الملائکۃ اور تم پر ملائکہ نے رحمت کی دعا کی

(البودادۃ باب الدعاء لرب الطعام)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

افطر رسول اللہ صلی اللہ افطر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم عند سعد بن معاذ علیہ وسلم عند سعد بن معاذ

فقال افطر عندکم الصائمون فقال افطر عندکم الصائمون

واکل طعامکم الا برا صا واکل طعامکم الا برا صا

واکل طعامکم الا برا صا واکل طعامکم الا برا صا

ملائکہ نے تمہارے لئے دعا کی ۔

علیکم الملائکۃ

(ابن ماجہ ، ۱۲۶)

۵۴۔ اجتماعی افطاری

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی اجتماعی افطاری بھی ہوا کرتی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے

افطرتنا مرة مع رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم فقر لبوا
الیہ زیتاً فاكلوا کلنا
ہم نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ افطار کیا آپ کی خدمت اقدس میں زیتون پیش کیا گیا، آپ نے اسے تناول فرمایا اور ہم نے بھی ۔

جب آپ فارغ ہوئے تو یہ دعا فرمائی ۔

اکل طعامکم الابرار وصلت
علیکم الملائکۃ و افطر عندکم
الصائمون
تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا،
ملائکہ نے دعا کی اور تمہارے پاس
روزہ داروں نے افطار کیا

(فتاویٰ رضویہ، ۱: ۶۴۳)

۵۵۔ مساکین کے ساتھ افطار

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تربیت کا ہی اعجاز تھا کہ آپ کے صحابہ افطار تنہا نہ کرتے بلکہ اپنے ساتھ معاشرے کے فقرا و مساکین کو بھی شامل کر لیتے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مروی ہے ۔

ولا یفطر الا مع المساکین مساکین کے بغیر افطار نہ فرماتے

فاذا معهم اهلہ عتہ لم
یتعش تلک اللیلۃ
بلکہ ان کا یہ بھی معمول تھا کہ اگر وہ کھانا کھا رہے ہوتے کوئی سائل
آجاتا

اخذ یصیبہ من الطعام و
قام فاعطاه السائل فیرجع
وقد اکل اہلہ ما بقی فی
المجنتۃ فیصبح صائمًا ولم
یاکل شیًا۔

(لطائف المعارف، ۳۱۲)

۵۵ نماز سے پہلے افطار فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے افطار فرما لیا کرتے
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم۔

کان یفطر قبل ان یصلی
(البوداؤد، کتاب الصیام)

محدث ابن حبان نے "الثقات" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول
مبارک ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان
صائمًا فی الصیف لم یصل
آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب
روزہ میں ہوتے تو اگر موسم گرما

حتی یا تہ رطب و ماء فیا ہوتا تو نماز سے پہلے تازہ کھجور
کل واذا کان صائماً فی الشتم اور پانی اور اگر موسم سرما ہوتا تو
لم یصل حتی یا تہ تمر و خشک کھجور اور پانی تناول فرماتے
ماء

حافظ ابن حجر مکی لکھتے ہیں آپ کے اس معمول مبارک سے واضح ہو جاتا ہے کہ افطار کو نماز سے موخر کرنا سنت کے خلاف ہے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۵۰)

اس کی تائید شریعت کے اس حکم سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ حالت بھوک میں کھانا پہلے اور نماز بعد میں ادا کی جائے۔

۵۶۔ کھجور اور پانی سے افطار

افطار کے لیے ماکولات اور مشروبات میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پسندیدہ چیزیں کھجور اور پانی تھا
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یفطر علی رطبات تازہ کھجور کے ساتھ افطار فرماتے
فان لم تکن فعلی اگر تازہ نہ ہوتیں تو خشک کھجور اور
تمرات فان لم تکن اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند
حناخوات من ماء گھونٹ کے ساتھ افطار فرماتے۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام)

نماز سے پہلے افطار کے معمول میں گزرا اگر موسم گرما ہوتا تو تازہ کھجور اور

پانی اور اگر موسم سرما ہوتا تو خشک کھجور اور پانی سے افطاری فرماتے

۵۷ دودھ کا استعمال

اکثر کھجور اور پانی استعمال فرماتے مگر بعض اوقات دودھ بھی استعمال فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دودھ کے بارے میں مروی ہے۔

۱۰۔ اِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَفْطُرُ
عَلَى لَبَنٍ وَعَلَى تَمْرٍ الْعَجْوَةِ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ اور
عجورہ کھجور کے ساتھ بھی روزہ افطار
فرمایا۔

امت کو بھی انہی چیزوں کے ساتھ افطاری کی تعلیم عطا فرمائی حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم افطار کرو

فَلَيَفْطُرْ عَلَى تَمْرٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ
فَلْيَحْمِنْ حَسْوَةً مِنْ مَاءٍ
تو کھجور کے ساتھ کرو اگر نہ ملے تو پانی
کے چند گھونٹ کے ساتھ کرلو۔
(صحیح ابن حبان، ۱۹۲)

تین اشیاء کا تذکرہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ مبارکہ میں بھی تین اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے جب صحابہ نے آپ سے عرصہ کیا ہم میں سے ہر کسی میں یہ طاقت کہاں؟ کہ وہ روزہ دار کو سیر کر کے کھلائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَيُعْطَى اللّٰهُ هَذَا الْمَثْوَابَ مِنْ
فِطْرٍ مَا ثَمَاعِلَى تَمْرَةٍ أَوْ عَلَى
اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص
کو عطا فرمائے گا جس نے کسی کا روزہ

شریۃ او مذاقۃ من لبن افطار کرو یا خواہ وہ کھجور کے ساتھ
ہو یا پانی یا دودھ کا گھونٹ ہو۔

۵۸۔ آگ کی مس کردہ شی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ہر اس شی سے روزہ افطار کرنا پسند فرماتے جسے آگ نے مس نہ
کیا ہو۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
یحب یفطر علی ثلاث
تمرات او شی لم تصبہ
الناس
آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین کھجوروں
سے اور ہر شی سے افطاری پسند
فرماتے جسے آگ نے مس نہ کیا
ہوتا۔

(الجامع الصغیر حدیث ۶۹۹۷)

اسی کی حکمت اہل علم نے یہ بیان کی ہے کہ طعام جنت سے مناسبت
کی بنا پر تھا

وفي تجنب ما اصابته النار
لغا ولا بطعام الجنة
(مع الرسول فی رمضان ۲۸۶)
آگ سے بچی ہوئی سے بچنا، جنتی
کھانے سے مناسبت کی بناء پر
تھا۔

۵۹۔ افطاری کی ایک حسین کیفیت

امام عبد الوہاب شعرائی قدس سرہ نے ”کشف القم عن جمیع الامة“
میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

افطاری کی ایک نہایت ہی حسین کیفیت ذکر کر چکی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں کھجور لیتے اور غروب آفتاب کا انتظار فرماتے جیسے ہی وہ ڈوبتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور منہ میں ڈال لیتے روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وهو صائم يترصد
 غروب الشمس بتمر فلهما
 قوارت القاسها في فيه
 (كشف الغم، کتاب الصوم)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو روزے کی حالت میں دیکھا آپ
 کھجور پکڑے سورج کے غروب ہونے
 کا انتظار فرما رہے ہیں جیسے ہی وہ
 ڈوبا آپ نے کھجور منہ میں ڈال لی

۱۶۰۔ ابتدا کس سے فرماتے؟

افطار میں کھجور، پانی اور دودھ پسند فرماتے رہا یہ معاملہ کہ ان میں سے ابتدا کس سے فرماتے تو سابقہ احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا کھجور سے فرماتے اس کے بعد مشروب لیتے کیونکہ ان میں الفاظ ہیں۔

فان لم يجد تمرات حسا
 حسوات من ماء

اگر کھجور نہ ہوتی تو چنہ گھونٹ پانی
 پر افطار فرماتے۔

اسی لیے امام نووی نے المجموع میں تصریح فرمائی۔

والصواب فطرة على تمر
 ثم ماء للحديث الصحيح فيه

درست یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھجور لیتے پھر پانی جیسا کہ
 حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

(اتحاف اهل الاسلام، ۱۵۴)

لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے موقع پر

پہلے مشروبِ ریانی لیتے پھر کھجور وغیرہ کا استعمال فرماتے ام المومنین حضرت
ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین مالت
وسلم یبدأ بالشرب اذا کان روزہ میں ہوتے تو افطار کے وقت
صائما ابتدا مشروب سے فرماتے۔

امام عبدالمروت المناذی اس کے تحت لکھتے ہیں۔
اذا اراد الفطر فیکدمہ علی آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت
الاکل مشروب کو ماکول پر مقدم فرماتے۔

(فیض القدیر، ۱۹۸۵ء)

اس تعارض کا ازالہ اس روایت سے ہو جاتا ہے جسے امام ترمذی نے
نقل فرمایا۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم یفطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم
فی الشتاء بتمرات و فی الصيف سرمای کھجور سے افطار فرماتے اور
علی الماء موسم گرما میں پانی سے

(احکامات اہل الاسلام، ۱۵۳)

یعنی سردی کے موسم میں کھجور اور گرمی میں پانی پہلے لیتے۔
یاد رہے امام ترمذی والی روایت شاید نفلِ روزہ کے بارے میں ہو
کیونکہ آپ کی ظاہری حیات میں رمضان المبارک موسم گرما میں ہی آیا۔

۶۱۔ مشروب کا استعمال آہستہ آہستہ فرماتے

ام المومنین نے آپ کے مشروب لینے کی کیفیت بھی بیان فرمائی یوں نہ ہوتا

کہ آپ ایک سانس میں مشروب پی لیتے بلکہ گھونٹ گھونٹ کر کے مشروب لیتے۔

دکان لا یعید بشراب مرتین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی ایک سانس میں
اد ثلاثا ہی نہ پیتے بلکہ دریا تین دفعہ سانس
(الجامع الصغیر، حدیث ۶۹۵۶) لے کر پیتے۔

ائمہ مساجد سے درخواست

ہمارے ہاں یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر مساجد میں افطار کے بعد مغرب کی جماعت میں وقفہ نہیں کیا جاتا فی الفور نماز شروع کر دی جاتی ہے بہت سے لوگوں کی جماعت رہ جاتی ہے اور جو شامل ہوتے ہیں وہ بھی دوڑ کر پہنچتے ہیں نہ تسلی سے افطاری کی جاسکتی ہے اور نہ اطمینان سے جماعت میں شرکت، اس لئے مساجد کے ائمہ اور انتظامیہ سے پہلی درخواست ہے کہ وہ درمیان میں دس منٹ کا وقفہ کر لیں تاکہ افطاری اور نماز کی ادائیگی اطمینان سے کی جاسکے۔

۶۲۔ افطار کروانے پر اجر و ثواب بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کے احترام میں اس کے افطار کروانے کی تلقین فرماتے ہوئے اس کا اجر و ثواب بیان کرتے سابقہ خطبہ میں گزرا آپ نے فرمایا جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اسے جہنم سے آزادی دیدی جاتی ہے اور روزہ دار کے ثواب میں کمی کیے بغیر اسے روزہ دار کے برابر ثواب و اجر ملتا ہے۔

ابن خزمیہ نے صحیح میں اور ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی روزہ دار

کو سیر کر کے کھلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو آپ نے فرمایا ایک مٹھی طعام
دیدے میں تے عرض کیا اگر روٹی کا ٹکڑا نہ ہو آپ نے فرمایا

فمذقة من لبن قال افرأیت تو دودھ کا ایک گھونٹ عرض کیا اگر
ان لم یکن عتده قال تشربة دودھ بھی نہ ہو تو فرمایا پانی کا گھونٹ
من ماء کافی ہے۔

کنز العمال، حدیث (۲۳۶۵۸)

۶۳۔ رزق حلال سے افطار پر اجر

ہر مسلمان کو ہر حال میں رزق حرام سے بچنا ضروری ہے ایسے نہ ہو سارا دن روزہ
رکھ کر حرام پر افطار کر کے روزہ ضائع کر لیا جائے بجائے برکتوں اور سعادتوں
کو حاصل کرنے کے انسان ان سے محروم کر دیا جائے اسی لیے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے رزق حلال سے افطار کی تلقین فرمائی اور اس پر اجر بیان فرمایا۔
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس نے بھی کسی روزہ دار کو کھانا یا مشروب پیش کیا۔

من کب حلال صلت علیہ اور وہ اس کی حلال کمائی تھی اس
الملائکة فی ساعات شهر پر پورا رمضان ملائکہ دعا کرتے ہیں
رمضان و صلی علیہ جبریل اور جبریل انہیں شب قدر کے لئے
لیلۃ القدس دعا کرتے ہیں۔

(المعجم الکبیر، ۶: ۳۲۱)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

صافحہ جبریل لیلۃ القدس ایسے شخص کے لیے شب قدر جبریل
ومن صافحہ جبریل تکثر معاقد کرتے ہیں اور جس کے ساتھ

دموعه و یرق قلبه - وہ مصافحہ کریں اسکے دل میں رقت
اور اسے حالت زاری نصیب ہوتی
ہے۔

۶۴۔ افطار کے موقع پر دعا فرماتے

جن مواقع پر دعائیں بارگاہ ایزدی میں قبول ہوتی ہیں ان میں سے ایک
افطاری کا وقت بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر خود بھی دعا فرماتے
اور امت کو بھی اس کی تلقین فرمائی اس موقع پر آپ سے درج ذیل مختلف
الفاظ میں دعائیں ملتی ہیں۔

۱۔ حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب افطار فرماتے تو یہ دعا کرتے۔

اللہم لك صمت وعلی
ذقك افطرت
(ابوداؤد، کتاب الصیام)
اے اللہ میں نے تجھے راضی و
خوش کرنے کے لئے روزہ رکھا اور
تیرے عطا کردہ رزق سے افطار
کیا۔

۲۔ امام ابن سنی نے انہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات مبارکہ
نقل کیے ہیں۔

الحمد لله الذی اعانتی
فصمت ورزقنی فافطرت
(عمل الیوم والليلة، ص ۴۷)
تمام حمد اس ذات اقدس کی جس
نے سیری معرو فرمائی میں نے روزہ
رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا تو
میں افطار کیا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار فرماتے تو یہ کلمات کہتے۔

ذهب الظمأ وابتليت
العروق وثبت الاجراء
شاء الله تعالى۔
پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور
اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر حاصل
ہو گیا۔

(المستدرک، ۱: ۲۲۲)

خود حضرت ابن عمر سے افطاری کے وقت یہ دعا منقول ہے۔

الحمد لله اللهم اني امثلك
بوجنتك التي وسعت كل
شيء ان تغفر لي
تمام حمد الله تعالى کے لیے ہے، اے
اللہ میں آپ سے اس رحمت کے واسطے
سے اپنی بخشش مانگتا ہوں جو ہر شے
سے بڑھ کر ہے۔
(اتحاف اهل الاسلام، ۱۵۷)

امت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب افطاری کرو تو پڑھو

بِسْمِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُمَّ
صمت وعلى رزقك وعلييت
توكلت سبحانك و بحمدك
تقبل مني انك انت السميع
العليم
اللہ کے نام سے شروع، تمام حمد اللہ
کے لئے ہے، اے اللہ تیری رضا کے
لئے میں نے روزہ رکھا اور تیرے رزق
پر، تجھ پر عبور و سہ کیا، تیری ذات
منزہ ہے اور تیری ہی حمد ہے مجھ سے
قبول فرما تو ہی سننے اور جاننے والا ہے
(عمل اليوم والليلة، ۴۷۴)

روزہ دار کی دعا

ساتھ اس بات کی بھی نشاندہی فرمادی کہ روزہ دار کی دعا بارگاہ ایزدی سے رو
نہیں کی جاتی بلکہ مقبول ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں
کی دعا رد نہیں کی جاتی، عدل کہنے والا، حاکم،

والصائم حتى يفطر روزہ دار کی بوقت افطار
اور مظلوم کی دعا، اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے
ہیں اور اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

بعزتي لا نصرك ولولعدي
محبی اپنی عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور
دالترمذی، ابن ماجہ
کروں گا اگرچہ کچھ ٹھہر کر ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان
مبارک ہے۔

ان للصائم عند فطره دعوة
روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد
لا ترد
نہیں کی جاتی۔
(ابن ماجہ، ۸۷۵۳)

خصوصی نکتہ

رمضان کے روزہ اور دعا کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ
رمضان کے روزے کی قرینیت اور اس کے فضائل و احکام بیان کرتے ہوئے
درمیان میں ارشاد فرمایا۔

وَإِذَا كُنَّاكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي
اور جب میرے بندے آپ سے میرے
قَرِيبٌ أُنِيبُ دُعَاةَ الدَّاعِ
بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں
إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي
جب کوئی دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ
قبول کرتا ہوں پس تم میری مالو اور مجھ
پرا ایمان لے آؤ تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔
(البقرہ، ۱۸۶)

جو بندے کو آگاہ کر رہا ہے ان دنوں اپنے رب سے پہلے سے بھی جی بھر کر مانگا
جائے۔

۶۵۔ دعائیں کثرت فرماتے

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس راز سے کما حقہ آگاہ تھے اس لیے رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ دعا فرماتے، ام المؤمنین کبیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک معمول یہ تھا۔

اذا دخل رمضان ابتهل
فی الدعاء
جب رمضان شروع ہو جاتا تو دعائیں
تفرع اور کثرت فرماتے۔

امام منادی نے اس کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا۔

ای تفرع و اجتهد فیہ
یعنی زیادہ آہ و زاری اور اس میں محنت
فرماتے
(فتیٰ القدیر، ۲۵: ۱۳۲)

۶۶۔ دعا افطار کے بعد سنت ہے

اگرچہ افطاری سے قبل بھی دعا جائز ہے مگر معمول نبوی اور سنت دعا افطار کے بعد ہے کیونکہ احادیث میں یہی ہے کہ آپ افطار فرما کر دعا کیا کرتے تھے مثلاً ابو داؤد میں حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا افطر قال اللهم
صحت و علی رزقک افطرت
جب افطار فرمایا تو یہ دعا فرماتے اے
اللہ میں نے تیری خوشنودی کیلئے روزہ
(سنن ابو داؤد، باب القول عند الافطار)
لکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

حضرت ملا علی قاری نے، شیخ ابن الملک کے حوالے سے ”اذا افطر قال“ کا معنی
ان الفاظ میں بیان کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ای قرأ بعد الافطار
روزہ افطار کرتے کے بعد یہ دعا کرتے

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصوم)

بعض لوگوں نے یہاں افطار سے ”ارادۃ افطار“ مراد لیا ہے اعلیٰ حضرت

فائل بریلوی ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فحمل افطر علی معنی لفظ افطر کو بغیر کسی ضرورت
ارادة الافطار صرف عن کے اس کے حقیقی معنی سے ہٹانا جائز
الحقیقة من دفن حاجة نہیں یہی معاملہ لفظ افطر کا
الیہ و ذالایحوز و هكذا ہے۔

فی افطرت

(فتاویٰ رضویہ، ۱۰، ۶۳۰)

واقعہ اگر آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افطار کے وقت دعاؤں کے
الفاظ پر نظر ڈالے تو از خود واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی دعا افطار کے بعد تھی
مثلاً آپ کے الفاظ ہیں۔

و علی لذقل افطرت میں نے تیرے ہی رزق پر افطار کیا
آپ کی ایک دعا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں منقول
ہے۔

ذهب النظم و ابتلت پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں
العروق و ثبت الا حیران اور انشاء اللہ جبر ثابت ہو گیا۔
شاء اللہ

(المستدرک، ۱، ۴۲۲)

یہ الفاظ کس قدر واضح طور پر نشاندہی کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی دعا افطار کے بعد ہوا کرتی تھی۔
امام ابن حجر مکی نے افطاری کے موقع پر دعا کے بیان کے لئے عنوان ہی یہ قائم
فرمایا ہے۔

الا ذکار التی بقال عقب وہ دعائیں اور وظائف جو بعد از

افطاری کیے جانے چاہئیں۔

الفطر

آگے چل کر فرماتے ہیں راوی حدیث کے الفاظ ”کان اذا افطار قال“
واضح کر رہے ہیں

ان هذه الاذکار انما یسن
الایات بہا عقب الفطر
کہ ان اذکار کو افطار کے بعد
بجالانا سنت ہے۔

کچھ لوگوں نے کہا دعا افطاری سے پہلے ہو یا بعد میں دونوں میں مساوات
ہے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔

الظاهر ہوا کہ بعد الافطار و
قلیلہ سواء فی ایتانہ بالمستحب
ضعیف لمخالفتہ لصریح الاحادیث
المذکورۃ
ظاہر یہی ہے کہ افطار کے بعد یا پہلے
دونوں کو مستحب ہونے میں برابر
قرار دینا ضعیف ہے کیونکہ یہ
صریح احادیث کی مخالفت ہے

(اتحاد اہل الاسلام، ۱۵)

اسی مسئلہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں مولانا
عبد المجید چشتی فریدی پانی پتی نے ۱۵ رمضان ۱۳۱۲ کو ایک استفتاء ارسال کیا جس
میں انہوں نے دونوں طرف کے اقوال مع دلائل ذکر کیے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس
پر مستقل ایک رسالہ بنام ”العروض المعطار فی من دعویٰ الافطار“ تحریر فرمایا جس
میں پانچ دلائل سے واضح کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افطار کے وقت دعا کا معمول
افطار کے بعد تھا نہ کہ

جواب میں لکھتے ہیں۔

مقتضائے دلیل یہ ہے کہ (آدمی) یہ دعا روزہ افطار کے پڑھے۔

رقادی رضویہ (۱۰، ۶۳۴)

ایک اور مقام پر اسی دعا پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے (فتاویٰ رضویہ، ۱۰، ۶۲۹)

۶۷۔ نماز تراویح کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا سال رات کو بارگاہ خداوندی میں قیام کرتے مگر رمضان المبارک کی راتوں میں خصوصاً قیام کرتے ہوئے نماز تراویح ادا فرماتے اور رمضان میں قیام کی تفصیلت بیان کرتے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام رمضان ايمانًا و
احتسابًا غفر له ما تقدم
من ذنبه

جس نے ایمان اور رضا الہی کی خاطر
رمضان المبارک میں قیام کیا اسکے
سابقہ گناہ معاف کر دیتے جاتے

(بخاری، باب فضل من قام رمضان) ہیں۔

انہی سے دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
كان يرغب في قيام
رمضان من غير ان
يامرهم فيه بعزيمة
(المسلم، باب في قيام رمضان)

قیام رمضان کا شوق دلاتے
لیکن اس کا پابند نہ فرماتے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی خطبہ میں ہے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

شهر جعل الله صيامه
فريضة وقيامه تطوعاً
(صحيح ابن خزيمة)

اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے
فرض اور اس کا قیام نقل قرار
دیا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا
 ان الله قد فرض عليكم
 صيام رمضان وسنت
 لكم قيامه
 اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے
 فرض فرمائے اور میں نے تمہارے
 لئے قیام سنت فرمایا ہے۔

(رسالہ رمضان، ۷۷)

۶۸۔ تین دن باجماعت تراویح

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے ایک مرتبہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز
 پڑھی، صحابہ نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی، دن کو صحابہ کے
 درمیان رات کی نماز و قیام کا تذکرہ ہوا تو دوسری رات پہلے سے زیادہ
 لوگ جمع ہو گئے، تمام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی
 دن کو دیگر لوگوں کو بھی اطلاع ہو گئی لہذا تیسری رات اور زیادہ لوگ
 جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

فلما كانت الليلة
 الرابعة عجز المسجد عن
 اہله
 جب چوتھی رات آئی تو اس
 قدر لوگ جمع ہوئے کہ مسجد
 نا کافی ہو گئی۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات تشریف نہ لائے، نماز
 فجر کے لئے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے
 خطاب میں فرمایا۔

انه لم يخف على
 تمہاری موجودگی مجھ پر محنتی نہیں

مکانکم و لکنی خشیت
ان تفتروض علیکم فتعجزوا
عنہا
تھی لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ
ہوا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دی
جائے اور تم ان کی ادائیگی سمجھو
(البخاری، فضل من قام رمضان) آجاؤ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے
مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنوایا اور کئی راتیں نماز ادا کی صحابہ کو اطلاع ملی تو
وہ بھی جمع ہو گئے اور نماز میں شریک ہوتے لگے، ایک رات آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آواز نہ سنی تو گمان کرتے لگے شاید آج آپ
صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہو گئے ہیں بعض صحابہ نے کھٹکارتا شروع
کیا تاکہ ہماری موجودگی محسوس فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ انور سے
باہر تشریف لائیں، اس موقع پر آپ تشریف لائے اور فرمایا میں تمہاری
کیفیت اور خواہش سے آگاہ ہوں۔

حتی خشیت ان یکتب
علیکم ولو کتب علیکم ما
تمتعربہ فصلوا ایہا
الناس فی بیوتکم فان
افضل صلوٰۃ المرء فی
بیتہ الا الصلوٰۃ المکتوبۃ
ہر نماز گھر میں افضل ہے۔

(المسلم، استحباب التاقل فی بیتہ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے صحابہ مسجد نبوی میں
متفرق طور پر قیام کیا کرتے، پانچ پانچ چھ چھ ہو کر ایک دوسرے سے

قرآن سنتے، ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا میرے حجرے کے سامنے چٹائی کا پردہ بتا دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے بہت سے صحابہ وہاں جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رات کا فی دیر تک نماز پڑھائی، حجرہ میں تشریف لائے اور وہ چٹائی اسی حالت پر رہی تاکہ دوسری رات بھی قیام کیا جاسکے، دن کو دیگر صحابہ کو بھی اطلاع ہو گئی تو تمام مسجد لوگوں سے بھر گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لے گئے لیکن لوگ وہیں ٹھہرے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے سے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ گزشتہ رات کی نماز و قیام کے بارے میں کس کس صحابہ اس لئے اکٹھے ہوتے تاکہ آپ کی اقتدا میں نماز ادا کریں، فرمایا عائشہ

اطوی عنا حصیرک اپنی چٹائی وہاں سے اکٹھی کرلو۔

میں نے ارشاد گرامی کے مطابق چٹائی اٹھالی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات گھر میں قیام فرمایا اور لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے تو فرمایا لوگوں اللہ کی قسم بجز اللہ میں بیدار رہا اور تمہارا مجتمع ہونے سے بھی میں آگاہ تھا۔

ولکنی تخوفت ان یفرض
علیکم
مگر مجھے اندیشہ ہوا کہ میں تم پر
یہ قیام فرضی و لازم نہ ہو جائے
والمسلم

۶۹۔ بیس رکعات کا معمول

رمضان المبارک کی راتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو خصوصی نماز (تراویح) ادا کرتے اس کی رکعتیں بیس تھیں امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان
عشرین رکعة والوتر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رمضان میں بیس رکعات
اور وتر ادا فرمایا کرتے،

(غایۃ الاحسان، ۴۶)

جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک نماز تراویح پڑھاٹی اس کے بعد جماعت نہ ہوئی حتیٰ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی نماز تراویح لوگ اپنے اپنے گھروں میں یا مساجد میں تنہا ادا کیا کرتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مشہور قاری قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کی جماعت کا حکم دیا اس کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے۔

کان البقیام علی عهد
عمر ثلاث وعشرین
رکعة
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
دور میں بیس رکعتیں ادا
کی جاتی تھیں۔

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۲۷)

یعنی بیس رکعات تراویح اور تین وتر ادا کیا جاتے تھے۔
حضرت اعمش، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے
میں نقل کرتے ہیں۔

کان یصلی عشرین رکعة آپ بیس رکعات اور تین وتر
ویوتر ثلاث ادا فرماتے

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۲۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے آپ نے قاری قرآن
کو نماز تراویح کی جماعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔
یصلی بہم دمعات رمضان میں بیس رکعات
عشرین رکعة لوگوں کو پڑھائیے۔

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۲۷)

باقی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعات پڑھنا فرماتے تھے
اس سے مراد ہجیر کی نماز ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی گویا
اس روایت میں آپ کی تہجد کی نماز کا بیان ہے، آج تک حرمین شریفین
ذادھما اللہ شوقاً میں بیس رکعات ہی ادا کی جاتیں ہیں مدینہ منورہ کے
قاضی عطیہ محمد سالم نے اس موضوع پر مستقل کتاب "التراویح اکثر من
الف عام فی مسیّد النبی علیہ الصلوٰۃ السلام" لکھی ہے جس میں بڑی
تفصیل کے ساتھ اس معمول کو واضح کیا ہے۔

مسیّد نبوی شریف کے ایک مدرس شیخ ابوبکر الحزائری تراویح کے
بارے میں رقمطراز ہیں۔

اختلفت في عدد ركعاتها تراويح کی رکعتوں میں اختلاف
والاکثرون علی اتھامعشون ہے اکثریت کی رائے میں بیس
رکعة دون الوتر رکعات ہیں

(رسالة رمضان،،،)

ترک حرام ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معمول کو ترک کر دینے کے
باوجود تاقیامت امت کا باجماعت تراویح کا معمول ہے جو واضح کر
رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی عمل کو ترک فرمانا ضروری نہیں
اس کی حرمت کی وجہ سے ہو بلکہ اس کی متعدد حکمتیں ہو سکتی ہیں
جیسا کہ مذکورہ معمول ترک فرماتے کی خود حکمت بیان فرمادی کہ مجھے اندیشہ
ہے کہہیں تم پر یہ نماز فرض ولا تم نہ ہو جائے اس مسئلہ کی تفصیلی بحث
ہماری کتاب ”مسئلہ ترک“ میں ملاحظہ کیجئے

۴۔ آپ کی خصوصیت صوم وصال

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ مغرب کے
وقت افطار کرنے کے بجائے سحری کے وقت افطار فرماتے، یعنی سحری
ہی آپ کی افطاری بھی ہوتی، آپ کے ان روزوں کو صوم وصال کہاجاتا
تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم

سحری کے وقت روزہ افطار

یواصل الی السحر

فرماتے۔

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۶۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یواصل من السحری الى

سحری سے لیکر دوسری سحری

تک روزہ رکھتے

السحر

(المعجم الاوسط للطبرانی)

۴۔ دن کو بھی روزہ، رات کو بھی روزہ

بعض اوقات افطار ہی نہ فرماتے مسلسل روزہ رہتا جیسے دن کو رکھتے

رات کو بھی روزہ ہی رہتا کیونکہ بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ

عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو صوم وصال سے منع

کرتے ہوئے فرمایا اگر تم صوم وصال ضرور رکھنا ہی چاہو۔

فلیواصل الى السحر

تو صرف سحری تک رکھ سکتے ہو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو وصال کا روزہ رکھتے ہو۔

(یعنی افطار فرماتے ہی نہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

احی لمست کھیت کھروانی

میں تمہاری مانند نہیں ہیں میں تم

ابیت لی مطحریطعنی

حال میں رات بسر کرتا ہوں مجھے

وساقی یسقینی

کھلاتے والا کھلاتا ہے اور پلاتے

(البخاری، باب الوصال) والا پلاتا ہے۔

شیخ ابن رجب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وظاهر هذا يدل على

یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ

انہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بھی

کان یو اصل اللیل کلد، حالت روزہ میں ہی رہتے۔

(لطائف المعارف، ۳۴۲)

امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں وصال کا حقیقی معنی یہی ہے
ان لیصل صوم یوم بصوم ایک دن کے روزے کے ساتھ
یوم اخر من غیر اکل او ہی بغیر کھائے پٹے دوسرے
شرب بلینہا هذا هو دن کا روزہ رکھ لینا وصال کہلاتا
الصواب فی تحقیق الوصال ہے اور اس کا معنی صحیح یہی ہے

(دعۃ القاری، ۱۱: ۷۳)

اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں جس کھانے پینے کا ذکر آیا ہے
اس سے کیا مراد ہے؟

۱۔ بعض نے اس سے حقیقتہً کھانا مراد لیتے ہوئے کہا، رات
کو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصی نعمت عطا فرما
دیتا تھا۔

۲۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ ایسی خصوصی قوت نصیب ہو جاتی جو
بھوک پیاس سے مانع ہو جاتی تھی۔

مگر دونوں پر اشکال وارد ہو جاتا ہے پہلے پر یہ کہ اگر آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کسی کھانا کھاتے تو روزہ دار ہی نہ رہتے چہ جائیکہ وصال کا روزہ
ہو دوسرے پر یہ کہ اگر بھوک پیاس محسوس ہی نہیں ہوتی تو روزہ کا مقصد
فوت ہو گیا، اس لئے بعض اہل معرفت نے کھانے پینے سے مراد بیان
کرتے ہوئے اور معنی بیان کیا، امام نووی شرح المہذب میں لکھتے ہیں۔

معتاہ ان محبة اللہ
شغلتنی عن الطعام
والشراب

اللہ تعالیٰ کی محبت مجھے
کھانے پینے کی طرف متوجہ
نہیں ہونے دیتی۔

(اتحاف الی الاسلام، ۱۶۱)

شیخ ابن قیم نے بڑی تفصیل کے ساتھ یہی معنی تحریر کیا ہے

ان المراد به ما يغذيه
الله به من معارفه وما
يفيض على قلبه من
لذة ملاجاة وقرّة
عنده يقربه، وتنعمه
بحبه، والشوق اليه،
وتوايع ذلك من الأحوال
التي هي غذاء القلوب،
وتعيم الأرواح، و
قرّة العين، وبهجة
النفوس والروح و
القلب بما هو أعظم
غذاء وأجود و أنفعه،
وقد يقوى هذا الغذاء
حتى يغني عن غذاء
الاجسام مدة من
الزمان، كما قيل:

اس سے مراد وہ غذا ہے جو
اللہ تعالیٰ معارف کی صورت
میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
عطا فرماتا، وہ لذتِ مناجات
ہے جو آپ کے قلبِ اقدس
کو نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ
کے قرب کی ٹھنڈک، اس کی
محبت کا انعام اور اس کا شوق
اور دیگر ایسے احوال و کیفیات
جو دلوں کی غذا، ارواح کے
لئے نعمت آنکھوں کے لئے
ٹھنڈک، نفوس اور روح اور دل
کے لئے ایسی غذا جو تمام
غذاؤں سے بڑھ کر عمدہ
اور نافع ہوتی ہے۔ یہ غذا
اس قدر قوی ہے کہ انسان
مدت تک غذا جسمانی سے

لها احادیث من ذکرائ
تشغلها - عن الشراب و
تلہیها عن الزاد لها
بوحہلک نور تستفی
به - ومن حدیثک فی
اعقابہا احادی اذا شکت
من کلال السیرا وعدھا
روح القدوم فتحیا
عند ميعاد ومن له أدنی
تجربة وشوق، یعلم استفاء
الجسم بغذاء القلب والروح
عن کثیر من الغذاء الحيواني
ولاسيها المسوي والفرحان
الظافر بمطلوبه الذي قد
قوت عينه بمحبوبه،
وتنعم بقربه، والروني
عنه، والطاق محبوبه
وهذا اياه وتحفه تصل اليه
كل وقت، ومحبوبه يعني به
معتن بأمره، مكرمه له غاية
الاکرام مع المحبة التامة
له، أفليس فی هذا اعظم

یہ نیاز کر دیتی ہے جیسا کہ
کسی نے خوب کہا تیری یادوں
نے نفس کو کھانے پینے سے
بالا کر دیا ہے، اس کے لیے
تیری زیارت و دیدار روشنی
کا سبب ہے اور تیری باتیں
اس کیلئے ہدی کا کام دیتی ہیں
جب سفر کی تھکاوٹ پریشان
و مضطرب کرتی ہے تو تیری یاد
ہی روح و دل کو دوبارہ
زندگی عطا کرتی ہے۔ اور
جسے بھی اس معاملہ محبت
کا تھوڑا سا تجربہ اور شوق ہے
وہ جانتا ہے قلب و روح
کی غذا آدمی کو غذا حیوانی و جسمانی
سے بے نیاز کر دیتی ہے خصوصاً
وہ خوشی و لذت جو ایسے
مقصود و مطلوب کے حصول
پر ہوتی ہے کہ اس کی آنکھیں
محبوب کے دیکھنے سے ٹھنڈک
پاتیں ہیں، اس کا قرب و رضا
اسکی سب سے بڑی نعمت

غذاء لهذا المحب؛ فكيف
 بالمحبیب الذی لا شیء أجل
 منه، ولا اعظم، ولا أجل
 ولا أكمل، ولا أعظم
 إحساناً إذا امتلأ قلب
 المحب بحبه، وملأ
 حبه جميع أجزاء رقبته
 وجوارحه وتمكن
 حبه منه اعظم تمكن
 وهذا حاله مع حبيب
 أقلیس هذا المحب عند
 حبيب يطعمه ويسقيه
 ليلاً ونهاراً؛ ولهذا
 قال "إني أظل عند ربي
 يطعميني ويسقيني" ولو كان
 ذلك طعاماً وشرباً بالقر
 لما كان صائماً فضلاً عن
 كونه مواصلاً، وإيضاً
 فلو كان ذلك في الليل،
 لم يكن مواصلاً، ونقل
 أصحابه إذا قالوا له
 أنك تواصل دلتواصل

ہوتی ہے، محبوب کے الطاق
 بدایا و تحائف اسے ہر وقت
 سامنے رہتے ہیں، محبوب اسے
 ہر شی محبوب ہو اور محبت کاملہ
 کے ساتھ اس کے آرام و اکرام
 میں مستغرق ہو۔
 کیا یہ محب کے لئے
 سب سے بڑی غذا نہیں
 ہوگی؟
 کیا مقام ہوگا اس محبوب
 کے ملنے پر جس سے بڑھ کر
 کوئی بڑا، بزرگ، اعظم،
 اجل، اکمل اور محسن ہی نہیں،
 حیب محب کا دل اس کی
 محبت میں ڈوبا ہو، اس
 کی محبت سے محب کے دل
 اور تمام اعضاء و جوارح متحرک
 و مالا مال ہوں، اس کی محبت
 کا۔۔۔ محب میں راج ہو،
 یہ شان حضور کو اپنے خالق کے
 ساتھ حاصل ہے کیا ایسا محب
 دن رات اپنے محبوب

ولم یفل (لست کہتیکم)
 بل اقرهم علی نسبة الوصال
 الیہ. وقطع الالحاق بینہ
 و بینہم فی ذلک بما بینہ
 من الفارق، کما فی صحیح مسلم،
 من حدیث عبد اللہ بن عمر،
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 واصل فی رمضان، ف
 اصل الناس قنہا هم،
 فقیل لہ انت تو اصل
 فقال (انی لست مثلكم انی

سے کھا پی نہیں رہا ہوتا؟
 اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا میں اپنے رب کے مال رات
 بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے
 اور پلاتا بھی اب اگر یہ کھانا پینا ملا
 ہو تو روزہ نہیں چہ جائیکہ وصال کا
 روزہ ہو اور اگر رات کو ایسا ہوتا تو
 پھر بھی آپ صاحب وصال نہ رہتے
 ہی وجہ ہے جب صحابہ نے عرض
 کیا آپ وصال فرماتے ہیں تو آپ نے
 اس کا انکار نہیں فرمایا بلکہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری
 مثل نہیں ہوں میں کھلا یا اور پلا یا جاتا
 ہوں۔

۷۲۔ مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرماتے

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مغرب و عشاء کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرمایا کرتے۔

۱۔ امام ابن ابی عاصم نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو عبادت میں پہلے سے بھی بڑھ کر محنت فرماتے۔

و اغتسل بین الاذانین اور مغرب و عشاء کے درمیان غسل
(لطائف المعارف، ۳۴۳) فرماتے۔

یہاں دونوں اذانوں سے مراد مغرب و عشاء ہیں۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول مبارک ان الفاظ میں مروی ہے۔

کان یغتسل بین العشاءین آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری
کل ليلة یعنی من العشاء الاوّل عشرہ میں مغرب و عشاء کے درمیان غسل
(لطائف المعارف، ۳۴۶) فرمایا کرتے۔

۳۔ امام ابن ابی عاصم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں انہوں نے ایک رات رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ شب بیداری کی۔

فاغتسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا،
وستوره حذیفہ و بقیة فضلة حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پرہ کیا

فاغتسل بها حذيفة وستروه
النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
بقیہ پانی سے حضرت حذیفہ نے غسل
کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
پردہ فرمایا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں۔

قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ذات لیلۃ من رمضان فی
حجۃ من جرید النخل
فصبیت علیہ دلو من ماء
(اتحاف اہل الاسلام، ۲۱۰)

رمضان کی رات میں آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھجور کی شاخوں سے بنے
ہوئے حجرہ میں قیام فرمایا اور میں
نے پانی کا ڈول آپ پر اٹھیل دیا۔

شیخ ابن رجب اور امام ابن حجر مکی دونوں نے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے معمولات میں بیان کیا۔

ومنها اغتسالہ صلی اللہ
علیہ وسلم بین العشاءین،
(لطاف المعارف، ۳۴۶)

مغرب و عشاء کے درمیان غسل
فرماتا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
معمولات میں شامل ہے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۲۱۰)

یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر اعمال میں حدیث ضعیف مقبول ہوتی
ہے اور پھر محدثین و فقہاء کرام نے ان سے استدلال کیا اور ان میں بیان کردہ
عمل کو اپنا معمول بنایا۔

امام ابن جریر اہل علم کا معمول یوں بیان کرتے ہیں۔

کانوا یستحبون ان یغتسلوا
کل لیلۃ من لیلالی العشر
الاخیر

اہل علم و معرفت رمضان
کے آخری عشرہ میں ہر رات
غسل کرنا مستحب جانتے ہیں۔

(مکذہ امام رسول اللہ، ۱۱۶)

امام ابراہیم نخعی تابعی کا معمول یہ تھا۔

يَغْتَسِلُ فِي الْعَشْرِ كُلِّ لَيْلَةٍ آخری عشرہ رمضان میں بھوات غسل کرتے۔
(لطائف المعارف، ۳۴۶)

حضرت ایوب السختمانی کے بارے میں منقول ہے وہ تیس اور چوبیس رمضان کی رات غسل کرتے نئے کپڑے پہنتے اور فرماتے تیس اہل مدینہ کی رات اور چوبیس ہماری رات ہے۔ حضرت زربن حبیش، ستائیس رات کو غسل فرماتے۔
خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول یہ ملتا ہے جب رمضان کی چوبیسویں رات آتی۔

اغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبَسَ غسل کرتے، خوشبو لگاتے نیا حلہ،
حَلَّةً أَوْ سَرَّادًا فَإِذَا تہ بند اور چادر اوڑھتے جب صبح
أَصْبَحَ طَوَّأَ هِمًّا فَلَسِمَ ہوتی تو انہیں لے کر رکھ دیتے
يَلْبَسُهَا إِلَى مَثَلِهَا مِنْ قَابِلٍ اور لڑا سال ایسے کپڑے نہ پہنتے۔
(لطائف المعارف، ۳۴۶)

۳۔ سراقہ کس وصلاتے

حالت اعتکاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک عمل بھی ملتا ہے کہ آپ اس طرح لیٹ جاتے کہ سراقہ کسی مسجد سے باہر ہوتا سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سراقہ کس کو دھو تیں اور اسے کنگھی کرتیں۔
بخاری میں ام المومنین سے مروی ہے۔

كَانَ يُخْرِجُ دَاشِدَ مِنْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ اعتکاف میں سراقہ مسجد سے

فاغسلہ

باہر نکالتے اور میں اسے دھویا

کرتی۔

(بخاری، باب غسل المعتکف)

دوسری روایت میں حضرت عروہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے

ان كانت ترجل النبي صلى
الله عليه وسلم وهي حائض
وهو معتكف في المسجد
وهي في حجرتها يناديها
وأُسّه

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
سر اقدس کو حالت اعتکاف میں
کنگھی وغیرہ کیا کرتیں حالانکہ یہ
اپنے حجرہ میں ہوتیں۔

(بخاری باب المعتكف يدخل رأسه البيت)

امام بدرالدین عینی اس کی تفصیلی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں
حجرہ انور کا دروازہ مسجد شریف کی طرف تھا۔

وكانت عائشة تقعد في
حجرتها من وراء القبلة
ويقعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم في المسجد خارج
الحجرة فيميل رأسه
إليها۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے
حجرہ میں قبہ کے پیچھے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے
باہر مسجد شریف فرما ہوتے اور
اپنا سر اقدس ان کی طرف جھکا دیتے

(عمدة القاری، ۱۱ : ۱۵۸)

سر اقدس کا دھلانا بھی واضح کر رہا ہے کہ معتکف غسل کر سکتا ہے
یہی وجہ ہے امام بخاری نے اس حدیث کو اس عنوان کے تحت ذکر کیا

ہے باب غسل المعتكف (اعتكاف کرنے والا غسل کر سکتا ہے)۔
 اس گفتگو سے یہ بھی آشکار ہو جاتا ہے کہ معتكف غسل جمعہ اور
 عبادت میں ذوق و شوق کی بجالی کے لیے غسل کر سکتا ہے اور ظاہر ہے
 یہ مسجد سے باہر ہی ہو گا نہ کہ مسجد کے اندر،
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی معتكف کے غسل جمعہ کے بارے میں
 لکھتے ہیں۔

اما غسل جمعہ روایتی صریح دران	غسل جمعہ کے بارے میں اصول
از اصول نمی یایم جزا کہ در شرح	میں کوئی صریح روایت ہم نے نہیں پائی
اولا و گفته است کہ بیرون می آید	شرح اور اد میں ہے کہ معتكف
بروئے غسل فرض باشد یا نفل	غسل کے لیے باہر آ سکتا ہے۔
(اشعۃ اللمعات ۲۰: ۱۲۰)	خواہ غسل فرض ہو یا نفل۔

آپ پیچھے تفصیلاً پڑھ چکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ
 میں مغرب و عشا کے درمیان غسل فرمایا کرتے اور ظاہر ہے یہ غسل نفلی ہی تھا،
 حضرت شیخ کے مطالعہ میں یہ معمول اور روایت نہیں آئی تھی انہوں نے
 فرمایا میرے نظر سے کوئی صریح روایت نہیں گزری لیکن شرح اور اد میں،
 غسل نفل کی اجازت دی گئی ہے ظاہر ہے ان بزرگوں کے سامنے آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا کیونکہ وہ اجتہادی طور پر ایسی بات کہاں
 کر سکتے ہیں؟

۴۴۔ آخری عشرہ میں پہلے سے بڑھ کر عبادت میں محنت فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا سال ہی عبادتِ الہی میں کوئی کمی نہ فرماتے

ماہ رمضان المبارک میں دوسرے مہینوں سے بڑھ کر عبادت فرماتے اور حبیب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو ان میں تو اور خصوصی عبادت کا اہتمام فرماتے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی العشر الاواخر مالا یجتہد فی غیرہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 آخری عشرہ میں عتبی محنت فرماتے
 دوسرے دنوں میں اتنی نہ فرماتے۔
 (المسلم، باب الاجتہاد فی لعشر الاواخر)

۵۔ وصال کا روزہ اور آخری عشرہ

پچھے گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات دن کے ساتھ ساتھ رات کا بھی روزہ رکھتے اور یہ وصال کے روزوں کا معمول مبارک بھی اکثر طور پر آخری عشرہ رمضان میں ہوتا تا کہ وہ قلیل سے قلیل لمحات جو کھانے پینے میں لگتے ہیں ان کو بھی عبادت الہی کے لیے وقف کیا جائے شیخ ابن قیم لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس قدر عبادت فرماتے۔

حتی انہ کان لیو اصل
 فیہ احیاء لیلو فرساعات
 لیلہ ونہارہ علی العبادۃ
 (صوم النبی، ۵۸)
 حتی کہ بعض اوقات وصال کا
 روزہ رکھ لیتے تا کہ دن رات
 کی ہر گھڑی کو عبادت الہی کے
 لئے ہی مخصوص کیا جاسکے۔

۶۔ کمر باندھ لیتے

آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں مشغولیت کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنی کمر مبارک کو کس کر باندھ لیتے جو خوب محنت و جدوجہد کی علامت ہوا کرتا ہے۔

صحابہ سے مروی ہے جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وجد و شد المتؤزر
خوب محنت فرماتے اور مبارک
کمر کو باندھ لیتے

شد المتؤزر کا معنی بیان کرتے ہوئے امام نووی فرماتے ہیں۔
هو الاجتهاد في العبادات
یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر
زیادۃ علی عادتہ صلی اللہ
ایام کی نسبت عبادات میں
علیہ وسلم فی غلیۃ
محنت اور اضافہ تھا۔

(شرح مسلم، ۱: ۳۷۲)

امام عبدالرؤف المناوی نے ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔
وهو كناية عن الاجتهاد
یہ عبادت میں محنت کا بیان
فی العبادۃ
ہے۔

(فیض القدير، ۵: ۱۳۲)

امام ابن حجر مکی آخری عشرہ کے معمولات میں بیان کرتے ہیں۔
انه صلى الله عليه وسلم كان
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمر باندھ لیا
کرتے۔
يشد المتؤزر

(آتمات اصل الاسلام، ۲۰۸)

،،تمام رات بیدار رہتے

رمضان کی باقی راتوں میں کچھ آرام بھی فرماتے مگر آخری راتوں میں وہ تھوڑا سا آرام بھی ترک فرمادیتے اور تمام رات بیدار رہ کر عبادت الہی میں مشغول رہتے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا۔

اذا دخل العشر احيى الليل جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم تمام رات بیدار رہتے۔

شیخ ابن رجب فرماتے ہیں یہ روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے۔
واحيى الليل كله تمام رات بیدار رہتے۔

(لطائف المعارف، ۳۳۹)

مسند احمد کی روایت اس کی تائید کر رہی ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے بیس دن آپ صلی اللہ
یخلط العشرین بصلاة علیہ وسلم نماز و آرام دونوں کرتے
وتوم فاذا جاء العشر شمر لیکن جب آخری عشرہ شروع ہوتا
شد المشرس تو کمر کس کر باندھ لیا کرتے۔

(مسند احمد، ۱۴۶۱۶)

امام ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ معمول نقل کیا ہے

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان شروع ہوتا تو آپ
اذا شهد رمضان قام ونام صلی اللہ علیہ وسلم قیام بھی فرماتے
فاذا کان اربعاً وعشرین اور آرام بھی لیکن چوبیس رمضان

ہوتی تو آپ ایک لمحہ بھی نیند
نہ فرماتے

لعمریذق ضمنا
(المحلیہ، ۳۰۶:۶)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

لعمریذ والی فراشہ حتیٰ ینسلخ
رمضان
آرام فرما نہ ہوتے۔

دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

وطوی فراشہ
آپ کا مبارک بستر لپیٹ دیا جاتا۔

(اتحاف الی الاسلام، ۲۰۸)

باقی پیچھے جو گزرا کہ حالت اعتکاف میں بستر اور چارپائی بھی بچھائی جاتی
تھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نیند فرماتے
ہوں، ممکن ہے امت کے لئے تعلیم ہو کہ معتکفین مسجد میں بستر وغیرہ لاسکتے
ہیں اور سو بھی سکتے ہیں۔

۸، یارے رمضان کا معمول

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک
معمول فقط آخری عشرہ رمضان کا ہی نہ تھا بلکہ پورے رمضان کا تھا۔ امام
بیہقی نے فضائل اوقات میں اور امام جلال الدین سیوطی نے جامع الصغیر
میں ام المؤمنین سے روایت کے الفاظ یہ نقل کیے ہیں۔

جیسے ہی رمضان شروع ہوتا آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس کر باندھ لیتے

اور اس کے اتمام تک آرام فرما

نہ ہوتے۔

کان اذا دخل رمضان

شد منذرہ ثوب لمریات

فراشہ حتیٰ ینسلخ

(الجامع الصغیر، حدیث ۶۶۸۰)

۹۔ گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے

رمضان کی آخری راتوں میں صرف خود ہی بیدار نہ رہتے بلکہ گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا۔

احی اللیل وایقظ
اہلہ
تمام رات قیام فرماتے اور گھر
والوں کو بھی بیدار رکھتے۔

(المسلم، باب الاجتهاد فی العشر)

یہاں اہل سے مراد صرف ازواج مطہرات ہی نہیں بلکہ ہر وہ چھوٹا بڑا مراد ہے جو نماز ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے کیونکہ طہرائی کی روایت میں یہی ہے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو بیدار کرتے۔

وکل صغیر وکبیر یطیق
الصلاة
اور اس چھوٹے بڑے کو
بیدار کرتے جو نماز پڑھ سکتا
ہے۔ (مسند احمد، ۱: ۳۳۳)

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے

لمریکن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اذا بقی من
رمضان عشرة ايام یدع
احدا من اہلہ یطیق
القیام الا اقامہ
حب رمضان کے دس دن
باقی رہ جاتے تو آپ صلی اللہ
علیہ وسلم گھر میں جسے نماز کی
طاقت ہوتی اسے بیدار فرمادیتے

القیام الا اقامہ
(فتح الباری، ۴: ۲۱۸)

۸۰۔ اعتکاف فرماتے

رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نہایت ہی مبارک معمول اعتکاف ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کان یعتکف العشر الاواخر رمضان کے آخری عشرہ میں ہمیشہ
من رمضان حتی توفاه الله اعتکاف فرماتے یہاں تک کہ اللہ
تعالیٰ ثمر اعتکف ازواجه تعالیٰ نے آپ کو وصال عطا
من بعدہ فرمایا آپ کے بعد ازواج مطہرات
(بخاری کتاب الاعتکاف) اعتکاف کیا کرتیں۔

امام ابن شہاب زہری لوگوں کے اعتکاف نہ کرنے پر کہا کرتے۔

عجبا للمسلمین ترکوا الاعتکاف افسوس مسلمانوں پر انہوں نے اعتکاف
والنبي صلی اللہ علیہ وسلم لم یترکہ ترک کر دیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
منذ دخل المدينة حتی نے وصال تک مدینہ منورہ میں اعتکاف
قبضته الله ترک نہ فرمایا

(فتح الباری، ۴: ۲۲۹)

۸۱۔ پہلے اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ آخری عشرہ کے علاوہ رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرہ میں بھی اعتکاف فرمایا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا پہلا عشرہ اعتکاف

فرمایا پھر دوسرا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا اور یہ اعتکاف ایسے ترکہ خیمہ میں تھا جس کے دروازے پر بطور پردہ چٹائی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی کو مبارک ہاتھ سے پکڑ کر خیمہ کی طرف ہٹایا۔

ثم اطلع رأسه فكلّم الناس سر اقدس نکال کر صحابہ کو قریب
فدنا منه فقال انى اعتكفت آئے کا فرمایا جب وہ قریب آگئے
العشر الاول المتس هذه الليلة تو فرمایا میں نے لیلة القدر کی تلاش
ثم اعتكفت العشر الاوسط میں پہلا عشرہ اعتکاف کیا پھر میں نے
ثم اتيت فقيل لي انها في درمیانی عشرہ اعتکاف کیا پھر مجھے
العشر الاخر فمن احب بتایا گیا وہ آخری عشرہ میں ہے
منكم ان يعتكف فليعتكف تم میں سے جو اعتکاف جاری رکھنا،
(المسلم، کتاب الصیام) چاہتا ہے وہ اسے جاری رکھے۔

ایک مقام پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اعتكف العشر الاوسط من لیلة القدر پر آگاہی سے پہلے
رمضان یلتبس لیلة القدر اس کی تلاش کے لیے درمیانی
قبل ان تبیان له عشرہ میں بھی اعتکاف فرمایا۔

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۳۳)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا گیا کہ لیلة القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے، امام ابن حجر مکی اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

فاعتكافه في الاوسط لرجائها ليلة القدر کی تلاش کے لئے
 قبل ان يبين له ذلك درمیانی عشرہ میں اعتکاف، اس
 فلما تبين له انها في الاخير پر مطلع ہونے سے پہلے تھا جب آپ
 اعرض عن الوسط صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا گیا
 (انتحات اهل الاسلام، ۲۰۱) کہ وہ آخری عشرہ میں ہے تو آپ نے
 وسط کا اعتکاف ترک فرما دیا۔

۸۲ شوال میں قضا اعتکاف

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اعتکاف نہ فرمایا ہوا
 یوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا تو سیدہ
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اعتکاف کی اجازت چاہی جو مل گئی انہوں نے
 الگ خیمہ لگایا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 اعتکاف کی اجازت حاصل کر کے خیمہ لگالیا، جب یہ منظر حضرت زینب
 بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی اعتکاف کیلئے
 خیمہ لگایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول صبح کی نماز کے بعد اپنے خیمہ
 میں جلوہ افروز ہونے کے لئے تشریف لائے تو دیکھا آپ کے خیمہ کے
 ساتھ تین اور خیمے بھی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے اٹھانے کا
 حکم دیدیا۔

فترة الاعتكاف ذلك اس ماہ رمضان میں اعتکاف نہ فرمایا
 الشهر ثم اعتكف عشرًا پھر شوال کے عشرہ میں اعتکاف
 من شوال فرمایا۔
 (البخاری، باب اعتكاف النساء)

اعتکاف ترک فرمانے کی حکمتیں

امام بد الدین عینی اور دیگر محدثین کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک اعتکاف کی درج ذیل حکمتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ کہیں ان کا یہ عمل کمال اخلاص سے خالی نہ ہو، محض آپ کے قرب اور آپس میں غیرت و رشک کی بنا پر ہو۔

۲۔ مسجد میں ہر قسم کے لوگ اعراب اور منافقین کی آمد و رفت تھی خواتین کے لئے آمد و رفت میں تنگی و پریشانی نہ ہو۔

۳۔ ان کے خیموں کی وجہ سے مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی تھی ۴۔ چونکہ یہ بیان فرمائی۔

لأنه صلى الله عليه وسلم	جب آپ نے مسجد میں ازواجِ مطہرات
إذا راهن عنده في المسجد	اگر ارد گرد دیکھا تو محسوس فرمایا یہاں
تصار كانه في منزله بحضرة	تو گھر والا معاملہ ہی بن گیا ہے اور اس
مع ازواجه و ذهاب المقصود	سے مقصد اعتکاف (ازواج اور امور
من الاعتكاف وهو التخلي	دنیا سے جدا ہونا فوت ہو جائے
عن الازواج و متعلقات	گا۔
الدنيا	

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۲۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہی حکمت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

او بالنسبة الى ان اجتماع
النسوة عنده يصير كالجاس
لخواتين کے اجتماع کی وجہ سے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے

فی بیئته و دبما شغلنه
من التعلی لما قصد
من العبادۃ فیہ فوت
مقصود الاعتکاف
آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہی
تشریف فرما ہیں اور یہ بات
خلوت میں عبادت کے منافی ہے
اور اس سے اعتکاف کا مقصد قز
ہونے کا خطرہ تھا۔
(فتح الباری، ۴ = ۲۲۳)

اہم نوٹ

اس پر وہ لوگ ضرور غور کریں جو حالت اعتکاف میں بھی اپنے ارد گرد
عام زندگی کے ماحول کو قائم رکھتے ہیں جس سے یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ
ان دنوں کچھ معمولات میں تبدیلی آئی ہے، اگر معمولات میں تبدیلی نہیں لانی تو پھر
اعتکاف بیٹھنے کی کیا ضرورت؟ آپ نے دیکھا نہیں جب آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دباں گھر والا ماحول ہی محسوس فرمایا تو اعتکاف ترک فرما دیا
حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ماحول اثر انداز نہیں ہو سکتا۔
چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول یہ تھا جس عبادت کو ایک
دفعہ شروع فرما لیتے کبھی اسے ترک نہ فرماتے اس لیے آپ نے یہ متروکہ
اعتکاف کی قضا

اعتکف فی آخر العشر
من شوال
شوال کے آخری عشرہ میں
فرمائی۔

(النجاری، باب الاعتکاف فی شوال)

۸۴۔ وصال کے سال میں دن اعتکاف اکثر طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا مگر رسال کے سال آپ نے بیس روز اعتکاف فرمایا یعنی گیارہ رمضان المبارک سے اعتکاف شروع فرما کر آخر رمضان تک جاری رکھا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرمایا کرتے۔

فلما كان انعام الذي قبض دصال کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم
فيه اعتكفت عشرين يوما نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

(البخاری، باب الاعتکاف فی العشر الاوسط)

بیس روز اعتکاف کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے شارحین حدیث لکھتے ہیں،
۱۔ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کو اس لیے بڑھا دیا۔

من اجل انه علم بانقضاء	چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال
اجله اراد استكثار عمل الخير	سے آگاہ ہو چکے تھے آپ نے عمل
ليس لامته الاجتهاد في العمل	خیل اضافہ فرما کر امت کو تعلیم دی کہ
اذا بلغوا اقصى العمر ليلقوا	عمر کے آخری حصہ میں عمل خیر میں خوب
الله على خير احوالهم	محنت سے کام لیا جائے تاکہ بہتر حال

میں باری تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری
ہو۔

۲۔ دوسری وجہ بعض علما نے یہ بیان فرمائی کہ رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ حضرت جبریل امین قرآن کا دور کیا کرتے تھے جس
سال آپ کا وصال ہوا انہوں نے آپ سے دو دفعہ دور کیا
فلذلك اعتكفت قد صاما اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یعتکف مرتین دو مرتبہ کا اعتکاف ایک دفعہ فرمایا۔

۳۔ امام ابن العربی اس کی وجہ یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی وجہ سے جس اعتکاف کو ترک فرمایا تھا اس کی قضا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ شوال میں کر لی تھی مگر آپ کی خواہش ہوئی کہ قضا رمضان میں بھی کرنی چاہیے۔

اعتکف فی العام الذی یلیہ متصل سال میں بیس دن اعتکاف
عشرین یتحقق قضا العشر فرمایا تاکہ اس کی قضا رمضان ہی میں
فی رمضان ہو جائے۔

۴۔ بعض نے اس عمل مبارک کی حکمت یہ بھی بیان کی ہے کہ یہ مذکورہ اعتکاف کی قضا نہ تھی وہ تو شوال میں کر لی تھی یہ اس اعتکاف کی قضا تھی جو اس سے پچھلے سال سفر کی وجہ سے رہ گیا تھا۔

انہ کان فی العام الذی قبلہ اس سے پہلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کان مسافرا فلم یعتکف حالت سفر کی وجہ سے اعتکاف نہ فرما
فلما کان العام المقبل اعتکف کے تھے تو آئندہ سال میں آپ
عشرین صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف

دعمدة القاری، ۱۱: ۱۵۷ فرمایا۔

ما قضا ابن حجر فرماتے ہیں یہ وجہ اقویٰ ہے کیونکہ اس کا ذکر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔

فما فرعانا فلم یعتکف فلما ایک سال ہم نے سفر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کان العام المقبل اعتکف عشرین اعتکاف نہ فرما کے پھر آئندہ سال میں آپ
دفتح الباری، ۴: ۲۲۹ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس یوم اعتکاف فرمایا

وصال کا کمال شوق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک عمل کی حکمت ان پر محبت الفاظ میں بیان کی ہے۔

از جہت کمال شوق و تہیہ و استعداد
بارگاہ خداوندی میں کے وصال و
بوصول درگاہ بیست
ملاقات کے شوق اور اس کی بہتر
وعدہ وصل چوں شود نزدیک
تیار کیسے ایسا کہا کسی نے کہا
آتش شوق تیز تر گردد
خوب کہا
جب ملاقات کا وعدہ قریب آتا ہے
تو شوق کی آگ مزید بھڑک اٹھتی
(اشعۃ اللمعات ۲: ۱۲۰)

۸۲۔ اعتکاف مسجد میں فرماتے نہ کہ حجرہ میں

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے مسجد سے ہی متصل بلکہ بقول بعض تابعین کے مسجد کے اندر تھے مگر اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اعتکاف نہ فرمایا حضرت عطاء بن ابی رباح سے جب یہ پوچھا گیا کہ مجاورت اور اعتکاف ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا یہ الگ الگ ہیں انہوں نے جواب میں فرمایا یہ دونوں مختلف ہیں، مجاورت کے لیے مسجد شرط نہیں اور اعتکاف کے لیے مسجد شرط ہے پھر اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بطور دلیل بیان کیا

کانت بیوت النبی صلی اللہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس

علیہ وسلم فی المسجد فلسما
 اعتکف فی شہر رمضان
 خراج من بیوتہ الی
 بطن المسجد فاعتکف فیہ
 (عمدة القادی، ۱۱: ۱۲۱)
 حجرے مسجد میں ہی تھے مگر جب
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان
 میں اعتکاف فرماتے تو ان سے نکل کر
 مسجد میں تشریف فرما ہو کر اعتکاف
 فرماتے۔

حجرے میں اعتکاف نہیں ہوتا

یہاں اس بات کا ذہن نشین کر لینا نہایت ضروری ہے کہ جس مقام پر
 اعتکاف کیا جاسکتا ہے وہ مسجد کا ہال، برآمدہ اور صحن ہے کیونکہ انہی پر حقیقتہً
 مسجد کا اطلاق ہوتا ہے اس کے علاوہ وہ حصہ جو مسجد کی ضروریات کے لیے
 وقف ہوتا ہے مثلاً وضو خانہ، حجرہ امام اور گودام وغیرہ وہ مسجد نہیں بلکہ
 وہ حکیم مسجد میں ہوتا ہے لہذا اس حصہ میں اعتکاف نہیں کیا جاسکتا بلکہ
 معتکف حالت اعتکاف میں اگر ان حصص میں بلا ضرورت جائے گا تو اعتکاف
 فاسد ہو جائے گا جب اعتکاف کے لیے مسجد کا ہونا ضروری ہے تو جو لوگ
 حجروں میں اعتکاف کرتے ہیں ان کا اعتکاف نہیں ہوگا۔

آج کئی لوگ اپنا امتیاز اور پیرہ ٹوکول قائم رکھنے کے لیے مسجد کے
 بجائے الگ حجروں میں اعتکاف کرتے ہیں انہیں احساس ہونا چاہیے
 مسجد سب سے افضل و اعلیٰ مقام ہے کہیں ایسا نہ ہو وہ اللہ کے گھر
 کی رحمتوں اور برکات سے محروم کر دیئے گئے ہوں جب اللہ کے حبیب
 صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ چھوڑ کر مسجد میں بیٹھتے ہیں تو ہمیں کیا ہو گیا ہے؟

۸۵۔ اعتکاف کیلئے خیمہ لگواتے

اعتکاف چونکہ نام ہی مخلوق سے جدا کر خالق کی چوکھٹ پر بیٹھ جانے کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر یہ یہ مقام ہر وقت حاصل ہے مگر آپ امت کی تعلیم کی خاطر باقاعدہ خیمہ میں اعتکاف فرماتے تاکہ اعتکاف کرنے والے کو اپنے رب سے خلوت نصیب ہو اور ایسی یکسوئی مل جائے کہ سارا سال اس کا دل اپنے خالق و مالک کی طرف ہی متوجہ رہے، اسی کا دل کسی کار کی طرف ہو مگر دل حقیقی محبوب اور یار کی طرف ہی رہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔

فكنت اضرب له خباء
 میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
 خیمہ نصب کیا کرتی تھی۔

(البخاری، باب اعتکاف النساء)

دوسرے مقام پر فرماتی ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اذا صلى النصف الى ثلثه
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر
 ادا کر کے اپنے مقدس خیمہ میں تشریف
 فرما ہوتے۔

(البخاری، باب من اراد ان يعتكف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ آپ نے پہلا عشرہ
 بھی اعتکاف فرمایا۔

دوسرا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا اور
 یہ اعتکاف تسکی خیمہ میں تھا جس
 کے دروازہ پر چٹائی پرودہ تھا،

ثم اعتكف العشر الاوسط
 في قبة تركية على سدتها
 حصير قال فاحذوا الحصير

بیدہ فحاشا فی ناحیۃ القبة ثم اطلع رائه فکلم الناس

اس چٹائی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف کر کے مراقبہ نکال کر لوگوں سے کلام فرمایا۔

(مؤطا امام مالک، کتاب الاعتکاف)

امام ابن ماجہ نے ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہی باب الاعتکاف فی خیمۃ فی المسجد ہے۔

انہی روایات کی بنا پر اہل سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ معمول بیان کیا۔ شیخ ابن قیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معمول کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

وکان یأمر بتخباء فیضوی له فی المسجد یخلو فیہ بریہ عزوجل

آپ خیمہ لگانے کا حکم فرماتے جو مسجد میں لگا دیا جاتا آپ اس میں اپنے رب کے ساتھ خلوت میں رہتے

(صوم النبی، ۱۹۴۷ء)

ڈاکٹر محمد عبده یمانی لکھتے ہیں۔

کان اعتکافہ فی قبة تنصب له فی المسجد قرب بیتہ (ہکذا اصام رسول اللہ، ۷۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں اعتکاف فرماتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس گھر کے پاس نصب کیا جاتا تھا۔

شیخ عطیہ محمد سالم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث کے محبت لکھتے ہیں۔

فقہی هذا الحدیث اعتکافہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبة تزکیة

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیمہ میں اعتکاف فرماتے تھے

وفي بعض الآثار قبة من
خوص
بعض روایات میں کھجوری خیمہ کا
بھی ذکر ملتا ہے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۸۹)

شیخ محمد بن عبد اللہ العلوی ماشیہ ابن ماجہ میں قبة ترکیة کے تحت
لکھتے ہیں۔

ای قبة صغيرة من لبود
(مفتاح الحاجة، ۱۲۸)
یعنی چمڑے کا چھوٹا خیمہ ہوتا
تھا۔

خدا را سوچئے

آپ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول پڑھا کہ اپنے رب اکرم
سے خلوت کے لئے خیمہ لگاتے۔ اگرچہ آپ خیمہ کے محتاج نہ تھے مگر اس
میں ہمارے لئے تعلیم تھی تم اگر اپنے رب سے یکسوئی چاہتے ہو تو یہ
چند دن اس طرح تنہائی میں بیٹھو بس تمہارا رب ہو اور تم اعتکاف کو
کو میلہ بنانے والے اس پر ضرور غور کریں کہیں لوگوں کو اپنے رب کریم
کی طرف متوجہ کرنے کے بجائے غافل تو نہیں کر رہے؟ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے عمل کی پیروی ہی بندے کو رب کا محبوب بناتی ہے اسے
چھوڑ کر رب کو نہیں پایا جاسکتا لہذا ضروری ہے لوگوں کو اعتکاف کے
موقعہ پر اجتماعیت کے بجائے تنہائی کا درس دیا جائے تاکہ وہ مقصد
اعتکاف کو پاسکیں۔

۸۶۔ خیمہ میں نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے

اعتکاف کی ابتدا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیس رمضان المبارک کی شام کو فرما دیتے، رات مسجد میں ہی بسر ہوتی مگر خیمہ میں اکیس رمضان کی نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کرتے۔

فكنت اضرب له خباء
فیصلی الصبح ثم یدخله
(البخاری، باب اعتکاف النساء)
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیمہ
نصب کیا جاتا اور اس میں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا کر کے
تشریف فرما ہوتے۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ
رمضان کا اعتکاف فرماتے

فاذا صلی الخداة دخل
مکانہ الذی اعتکف فیہ
(البخاری، باب الاعتکاف فی شوال)
جب فجر کی نماز ادا فرما لیتے تو پھر
اس مقام (خیمہ) پر تشریف فرما
ہوتے یہاں آپ متکف ہوتے۔
مسلم کے الفاظ ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف
صلی الفجر ثم دخل معتکفه
(المسلم، کتاب الاعتکاف)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
اعتکاف کرتے تو نماز فجر ادا کر کے
اعتکاف کی جگہ تشریف فرما ہوتے

شارح مسلم امام نووی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انہ دخل المعتکف
وانقطع فیہ وتخلی بنفسه
نماز فجر کے بعد جائے اعتکاف
میں داخل ہو جاتے، تمام لوگوں سے

بعد صلوٰۃ الصبح لا ان ذلک
وقتاً ابتدا الاعتکاف بل
کان من قبل المغرب
معتکفاً لا بشائی جملة
المسجد فلما صلی الصبح
الفرد
(شرح مسلم، ۱: ۱۰۷۳)

منقطع ہو کر تنہائی میں تشریف
لے جاتے اس کا مفہوم یہ نہیں
ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
فجر کے بعد اعتکاف شروع کرتے
بلکہ اعتکاف تو مغرب کے بعد شروع
کرتے مگر مسجد میں ٹھہرے رہتے
فجر کی نماز ادا کر کے تنہائی میں تشریف
لے جاتے۔

تنہائی اور خلوت کی تائید

پچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول گزرا کہ آپ اعتکاف
کے لئے خیمہ لگایا کرتے مذکورہ احادیث اس کی تائید کر رہی ہیں،
ان میں "الفرد" (آپ جدا ہو جاتے) اور دخل معتکفہ (آپ جائے
اعتکاف میں داخل ہو جاتے) کے الفاظ اسی بات کی نشاندہی کر رہے
ہیں۔

محدثین کرام نے لفظ معتکف کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے
کہ اس سے مراد

الموضع الذی کان یخلو فیہ
عن اعین الناس
(حاشیہ مشکوٰۃ، ۱۸۳)

وہ مقام ہے جس میں اعتکاف
کرنے والے لوگوں کی نگاہوں
سے غائب اور خلوت میں چلا
جاتا ہے

انہی روایات کے پیش نظر اہل سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بیان کیا۔

وكان صلى الله عليه وسلم
يدخل معتكفه اذا صلى
فجر اليوم الاول من
العشر
آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ٹے اعتکاف
میں آخری عشرہ کے پہلے دن
نماز فجر کے بعد داخل ہوتے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۰)

ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول کی حکمت یہ ہو کہ چونکہ رات کو مسجد نمازیوں سے خالی ہو جاتی ہے لوگوں کا آنا جانا کم ہو جاتا ہے اس لیے معتکف رات کو خیمہ سے باہر رہ سکتا ہے اور دن کو لوگوں کا آنا جانا زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے وہ خیمہ میں منتقل و مقیم رہے

۱۷۷۔ حسب ضرورت گفتگو فرماتے

دوران اعتکاف حسب ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر لوگوں سے ملاقات اور گفتگو فرمانے کا معمول بھی تھا۔

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے گزرا، آپ نے درمیان عشرہ بھی اعتکاف فرمایا ہم بھی آپ کے ساتھ اعتکاف میں تھے ہمیں خیمہ سے سراقہ نکال کر فرمایا۔

فقیل لی انتہا فی العشر
الا و اخر فمن احب منکم
مجھے آگاہ کیا گیا ہے لیلة القدر
آخری عشرہ میں ہے تم میں سے

ان یعتکف فلیعتکف
 (المسلم، کتاب الصیام)
 جو اعتکافات جاری رکھنا چاہتا
 ہے جاری رکھے۔

۸۸۔ حسب ضرورت ملاقات فرماتے

گفتگو کے علاوہ ملاقات فرماتا بھی ثابت ہے آپ کی اہلیہ محترمہ
 ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

جاءت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تزودہ فی اعتکافہ
 فی المسجد فی العشر الاواخر
 من رمضان فتحدثت عنده
 ساعة ثم قامت فذاہم النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم معها یقلبا
 حتی اذا بلغت باب المسجد
 عند باب ام سلمہ
 (النجاری، باب هل یخرج المعتکف)
 وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آخری عشرہ کے اعتکافات میں مسجد
 میں نیارت کے لیے حاضر ہوئیں،
 تھوڑی دیر تک گفتگو ہوئی رہی جب
 وہ واپس جانے کیلئے اٹھیں تو آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکو الوداع کرنے
 کے لیے ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ مسجد
 کے اس دروازے تک پہنچ گئیں جو باب
 حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قریب ہے

حضرت صفیہ کے آنے کی وجہ

حالات اعتکافات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے حضرت
 صفیہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی حکمت بھی محدثین نے بیان کی کہ یہ —
 زعماء یہود کے رئیس کی صاحبزادی تھیں وہاں سے گرفتار ہو کر آئیں آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے آفاؤ فرما کر اپنے عقد میں لے لیا۔

لقد عز عليها فداق رسول
 الله صلى الله عليه وسلم
 فاستوحشت لبعده فجاثه
 تسعى لزيارته والانس
 به رضوان الله عليها
 ما ابرها وصدقها

ر (هكذا اصام، ۷۶)

روایت ہشام بن یوسف میں ہے کہ اس موقع پر دیگر ازواج مطہرات
 بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئی تھیں (معدۃ القاری ۱۱ : ۱۵۱)
 حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو گھڑ تک چھوڑنے جانے کی حکمت محدثین نے
 بیان کرتے ہوئے کہا -

ان تخرج وجهه صلى الله عليه وسلم
 مع صفية محمول على انه
 خروج لم يكن له بد منه
 لانه كان ليلاً قلم يامن
 عليها -

(الاعتكاف، ۷۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا ایسا تھا
 جس کے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ
 رات کا وقت تھا اور آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ان کے بارے میں غم
 تحفظ محسوس فرمایا -

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے -

ان بيوت رفقتها كانت
 اقرب من منزلها فخشي
 النبي صلى الله عليه وسلم عليها
 دفع الباري، ۴ : ۲۲۲

باقی ازواج مطہرات کے گھر ان کے
 گھر سے قریب تھے ان کا در تھا اس
 لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تنہا
 جانا مناسب نہ سمجھا -

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے
 کان یخرج رأسہ من المسجد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف
 وهو معتکف فاعتسلہ میں سراج سے مسجد سے باہر نکالتے اور میں
 (البخاری، باب غسل المعتکف) اسے دھویا کتنی تھقی۔

یعنی حالت اعتکاف میں نہ تو اتنی سختی ہے کہ انسان بات ہی نہ کرے اور نہ اتنی
 کھلی جھپٹی ہے کہ اس کا مقصد ہی فوت ہو جائے اس لئے یہاں دو باتوں کا خیال رکھنا
 نہایت ضروری ہے۔

۱۔ یہ ملاقات اور گفتگو حسب ضرورت ہی ہونی چاہیے نہ کہ عام معمول کے
 مطابق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس معمول سے اتنا تو ثابت کرنا
 عین اسلام ہے کہ معتکف حسب ضرورت کسی سے گفتگو کر سکتا ہے یا
 کسی سے مل سکتا ہے مگر اس سے جماعتی کافرنسوں جلسوں جلوسوں اور
 میٹنگوں پر ثبوت فراہم کرنا اسلام پر ظلم اور زیادتی کے سوا کچھ نہیں۔
 ۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر تک چھوڑ
 آنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ معتکف ہر وہ کام کر سکتا ہے جس کے بغیر
 چارہ نہ ہو اور وہ کام مسجد میں نہ ہو سکتا ہو اور معتکف کے علاوہ کوئی دوسرا اسے
 انجام بھی نہ دے سکتا ہو۔ اس لئے فقہا کرام نے یہ تصریح کی ہے۔

کل مال لا بد لہ منہ ولا یمن فعلہ فی المسجد قلہ الخروج الیہ فلا یفسد اعتکافہ
 ہر وہ عمل جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور مسجد میں اس کی ادائیگی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں معتکف باہر جاسکتا ہے اس لیے اعتکاف

(الاعتکاف، ۵۹)

فاسد نہ ہوگا۔

۸۹۔ بستر اور چارپائی

خیمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بستر یا چارپائی بھی بچھائی جاتی،
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ
علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تو

طرح لہ فرامشہ اویضع آپ کے لیے بستر یا چارپائی بھی
لہ سریرہ بچھائی جاتی تھی۔

(ابن ماجہ، ۱۲۸)

آپ کا مقام اعتکاف

مذکورہ روایت میں آپ کے مقام اعتکاف کی نشاندہی بھی کی گئی ہے

یوضع لہ سریرہ ولاء
استوانۃ التوبۃ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
ستون توبہ کی پچھلی طرف چارپائی
بچھائی جاتی تھی۔

(ابن ماجہ، ۱۲۸)

یہ ستون ریاض الجنۃ میں ہے، صحابی رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ
سے غلطی ہو گئی تو انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ باندھ لیا اور
قسم کھائی۔

لا ینفکھ الا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وان
یتوب اللہ علیہ
جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہیں کھولیں گے اور اللہ تعالیٰ توبہ
قبول نہیں فرمائے گا میں یہاں
سے نہیں جاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
 باطنوں سے انہیں کھولا اس وجہ سے اس مبارک ستون کا نام ستونِ توبہ ہے
 اسے "ستون ابولبابہ" بھی کہا جاتا ہے۔

محَلِ اعتکاف اور ستونِ سریر

مذکورہ روایت سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ محلِ اعتکاف ستونِ توبہ کی پچھلی
 طرف تھا لیکن اس کی خصوصی نشاندہی کے لیے ترکوں نے ستونِ سریر بنایا جو اس
 مقام پر ہے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے اور وہ ستونِ روضہ
 اقدس کی بالی میں مرجع زیارت ہے، شیخ عطیہ محمد سالم رقمطراز ہیں۔

ویوجد الان اسطوانة تسمى	اب اس مقام پر جو ستون ہے اس
اسطوانة السریر وتقع شرقی	کا نام "اسطوانة السریر" ہے وہ ریاض
الروضۃ فی اول المشک	الجنة کی مشرقی جانب حجرہ نبوی کی پہلی
الموجود علی الحجرۃ	جالی میں ہے۔

دمع الرسل فی رمضان ۹۰

صحابہ اس مقام کی زیارت کرواتے

صحابہ کرام نے اس مقام کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ اپنے شاگردوں کو
 اس مقام کی نشاندہی کرتے اور اس کی زیارت کرواتے حضرت عبداللہ
 بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد رشید حضرت امام نافع رحمہ اللہ تعالیٰ
 کا بیان ہے۔

قد ادا فی عبد اللہ بن محبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی

عمر المکان الذی کان یعتکف
 فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم من المسجد
 (المسلم کتاب الاعتکاف)

اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مقدس
 مقام کی زیارت کروائی یہاں اللہ
 تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف
 فرمایا کرتے۔

۹۰۔ کھانا و پینے تناول فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں فقط تجدید وضو وغیرہ کے لئے
 حجرہ انور میں تشریف لے جاتے لیکن کھانا و پینے تناول نہ فرماتے بلکہ مسجد
 میں ہی مقام اعتکاف میں تناول فرماتے
 ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فقط حاجت انسانی کے لئے گھر تشریف لاتے اس کے تحت شیخ عطیہ محمد
 سالم لکھتے ہیں۔

اما طعامہ و شرابہ فکان
 یؤتی بہ الیہ فی معتکفہ
 (مع الرسول فی رمضان، ۹۲)

آپ کے لئے کھانا مقام اعتکاف
 میں ہی لایا جاتا تھا۔

ڈاکٹر محمد عبدہ بیانی رقمطراز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت طبعی اور
 تجدید وضو وغیرہ کے لئے گھر تشریف لے جاتے۔

اما طعامہ و شرابہ فکان
 ینتہ الی معتکفہ فی المسجد
 (ہکذا، صام رسول اللہ، ۴۴)

لیکن کھانا مسجد میں ہی آپ کے
 محل اعتکاف میں لایا جاتا تھا۔

۹۔ شب قدر کی فضیلت بیان فرماتے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شب قدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ليلة القدر، خیر من الف

شب قدر، ہزار ماہ سے افضل

شہر (القدر)

ہے۔

یعنی ہزار سال کی عبادت کے برابر نہیں بلکہ بڑھ کر ثواب ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی فضیلت اور قدر منزلت بیان فرمایا کرتے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام ليلة القدر، یأتا

جس نے حالت ایمان اور اپنا

و احتساباً غفر له ما تقدم

اعتساب کرتے ہوئے شب قدر

من ذنبه

میں قیام کیا اسے سابقہ گناہ

(البخاری، فضل ليلة القدر)

معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قامها، يتغاءها ثم

جس نے اسکی تلاش کے لئے

وقعت له غفر له ما تقدم

قیام کیا پھر اسے نصیب ہو گئی

من ذنبه وما تأخر

تو اس کے آگے پچھلے گناہ معاف

(مسند احمد، ۵: ۳۱۸) کر دیئے گئے

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آقا دو جہاں صلی اللہ

علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر اور اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا
اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے۔

من حرم خیرھا فقد حرم
(النسائی، فضل شہر رمضان) جو اسکی خیر سے محروم رہا وہ
محروم کر دیا گیا۔

۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول خطبہ حبیب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم میں بھی یہ کلمات ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک ایسی رات ہے
جو ہزار مہینہ سے افضل و بہتر ہے۔

فبہ لیلة خیر من الف
شہر (صحیح ابن خزیمہ) اس میں ایک رات ہے جو
ہزار ماہ سے بڑھ کر ہے۔

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم پر رمضان المبارک سایہ فگن ہو رہا ہے اس میں ایک ایسی رات
ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے

من احرما فقد حرم
الخیر کلہ ولا یحرما الا
محروم
جو اس سے محروم رہا وہ تمام
خیر سے محروم کر دیا گیا اور اس
سے سوائے محروم کے کوئی محروم
داخات اہل الاسلام، ۲۱۹) نہیں رہتا۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الله ينظر ليلة القدر
الى الموتين من امة محمد
فيغفر عنهم ويرحمهم
الاربعا۔
شب قدر میں اللہ تعالیٰ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے
ال ایمان پر نظر رحمت فرما کر
انہیں معاف فرماتا ہے اور

ان پر رحم کرتا ہے مگر ان چار
آدمیوں پر نظر رحمت نہیں فرماتا۔

شرابی، والدین کا نافرمان، کاہن اور صلہ رحمی قطع کرنے والا

(اتحاد ۲۳۳۶)

۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا شب قدر میں حضرت جبریل، جماعت ملائکہ کے ساتھ زمین پر
آتے ہیں اور ہر ذکر الہی کرنے والے کے لیے دعا کرتے ہیں خواہ وہ حالت
قیام میں ہو یا حالت قعود میں ہو (شعب الایمان للبیہقی)

۹۲۔ شب قدر کی علامات بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کی فضیلت کے ساتھ ساتھ اس کی
علامات بھی بیان فرماتے۔

۱۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا شب قدر، رمضان کی
تیس رات ہے، حضرت زربین حبش رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس پر کیا دلیل
تو فرمایا۔

اس علامت کی بنا پر جس کی اطلاع	بالعلامة التي اخبرنا بها
ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول الله صلى الله عليه وسلم
نے دی اس دن اس کا سورج	انها تطلع يومئذ لا شعاع
بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے	لها كانتها طست
گویا وہ طشت کی طرح ہوتا ہے	(المسلم، باب فضل ليلة القدر)

مسند احمد کے الفاظ ہیں۔

وایة ذلك ان الشمس

اس کی علامت یہ ہے کہ اس

یصبح الغد من تلك الليلة کی صبح کا سورج بخیر شعاعوں
ترقّق نہیں لہا شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت اقدس میں شب قدر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایکریذ کو حین طلع القمر تم میں سے کس کو یاد ہے اس
وہو مثل شق جفنة رات چاند پیالہ کی مانند طلوع ہوا
(المسلم، کتاب الصیام) تھا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا شب قدر کی علامت یہ ہے۔

صافیة بلجة کان وہ نہایت ہی صاف روشن ہوتی
فیہا قمر أساطعاً لبدفہا ہے اس میں چاند چمکدار، نہ اس
ولا حر ولا یلکوکب میں ٹھنڈک اور نہ گرمی اور اس
ان یوسی بہ فیہا حتی میں صبح تک ستارے نہیں مارے
تصبح جاتے۔

(الفتح الربانی، ۱۰ : ۲۶۶)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مجھے شب قدر سے آگاہ کیا گیا پھر اسے بھلا دیا گیا۔ یہ
آخری عشرہ میں ہے۔

وہی ليلة طلقة بلجة لا یہ رات صاف شفاف ہوتی ہے
مارة ولا بادرة کان فیہا نہ اس میں گرمی اور نہ ٹھنڈک
قمر یقضع نواکبہا لا ہوتی ہے اس میں چاند ہونے

یخرج شیطانہا حتی یمخرج کے باوجود ستارے واضح ہوتے
فجرہا ہیں اس دن طلوع آفتاب بغیر
(صحیح ابن خزمیہ، ۳۳۰:۲) شیطان کے ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے شب قدر کے بارے میں فرمایا۔

لیلة سمحة طلقة لاحادة رات نہایت معتدل اور صاف
ولا یاردة تصبح شمسها ہوتی ہے نہ گرم اور نہ ٹھنڈی،
صبحتها ضعیفة حمراء اس دن کا سورج سرخی مائل
(مسند طالیسی، ۳۲۹) طلوع ہوتا ہے۔

حضرت ابو عقیب اسدی کہتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت وہ اپنے گھر کی چھت پر تھے
ہم نے یہ کہتے ہوئے سنا۔

صدق اللہ ورسولہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے
سچ فرمایا۔

جب نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمن آپ
کہہ رہے تھے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اس کی کیا حکمت تھی؟
فرمانے لگے، شب قدر سبعہ اواخر کے نصف میں آتی ہے۔

وذلك ان الشمس تطلع اس دن سورج سفید طلوع ہوتا
یومئذ بیضاء لا شعاع ہے اس کی شعاعیں نہیں ہوتی
لہا فتظرتہا فوجدتہا میں نے اسے آج دیکھا تو اسے
لما حدثت فکبرت اس طرح پایا تو میں نے اللہ کی
(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳:۳۰۷) بڑھائی بیان کی۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب قدر کی رات کے بارے میں فرمایا۔

ليلة بلجة لاحارة ولا وہ رات روشن ہوتی ہے نہ
ياردة ولا سحب فيها گرم نہ ٹھنڈی نہ اس میں بادل
ولا مطر ولا ريح ولا يبرئ ہوتے ہیں نہ ہوا اور نہ اس میں
نيسها بنجم۔ ستارے ٹوٹتے ہیں۔

اور اس کے دن کے بارے میں فرمایا۔

تطلع الشمس لا شعاع لها سورج بغیر شعاعوں کے طلوع
ہوتا ہے

(المعجم الكبير للطبرانی، ۲۲: ۵۹)

۹۳ شب قدر پانے کا طریقہ بیان فرماتے

امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رافت کا یہ عالم کہ آپ
نے شب قدر پانے کا طریقہ بھی بیان فرمادیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
من صلي العشاء الاخيرة جس نے تمام رمضان میں نماز
في جماعة في رمضان فقد عشا باجماعت ادا کی اس نے
ادرك ليلة القدر شب قدر پالی۔

(صحیح ابن خزیمہ، ۳/۳۳۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلي المغرب والعشاء جس نے شب قدر میں عشا و

فی جماعۃ فقد اخذ من فجر جماعت کے ساتھ ادا کی اس
لیلۃ القدس بنصیب وافر نے شب قدر سے خوب حصہ
دالکامل، ۴، ۸۲: (۸۲) پالیا۔

امام ابو الشیخ اصبرہانی نے سند ضعیف سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی العشاء الاخرۃ جس نے تمام رمضان میں عشا
جماعۃ فی رمضان فقد
ادل لیلۃ القدس کو پالیا۔

(غایۃ الاحسان، ۵۸)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے
مرسل نقل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے رمضان المبارک
پایا، دن کو روزہ رکھارات کو قیام کیا، اپنی نگاہ شرمگاہ، زبان اور ہاتھ کی حفاظت
کی، باجماعت نماز ادا کی، جمعہ میں عید حاضر رہا۔

استكمل الاجر وادل اس نے اجر کامل طور پر پالیا،
لیلۃ القدس، وفاز بجائزۃ شب قدر اور رب اکرم سے
الرب انعام حاصل کرتے ہیں کامیاب
(غایۃ الاحسان، ۵۸) ہو گیا۔

۹۴ تلاش شب قدر کی تلقین فرماتے

اپنے صحابہ کو لیلۃ القدر کی جستجو و تلاش اور اس کے حصول کی تلقین فرمایا
کرتے۔

۱۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔

تحر والیلۃ القدسی فی
العشر الاواخر من رمضان
رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر
پانے کی کوشش کرو۔

(البخاری، ۲۰۱۷)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رحمتہ للعالمین صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا

التمسوها فی العشر الا
واخر من رمضان
شب قدر کو رمضان کے آخری
عشرہ میں تلاش کرو۔

(البخاری، ۲۰۲۱)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔

من کان متحریها فلیتحرها
فی البیض الاواخر
جو شب قدر تلاش کرتا چاہے
وہ اسے رمضان کی آخری سات
راتوں میں تلاش کرے۔

(البخاری، ۲۰۱۵)

۹۵۔ لیلۃ القدر کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر میں تمام رات قیام فرماتے خوب عبادت
ودعا کا اہتمام فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من قام لیلۃ القدسی ایما
واحنا باغفر له ما تقدم
من ذنبه
جس نے حالت ایمان اور رضا
الہی کے لیے شب قدر میں
عبادت کی اس کے سابقہ

گناہ معاف کر دیئے جائیں گے

(بخاری و مسلم)

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کی خاطر دس راتیں (آخری عشرہ) قیام فرماتے، پیچھے گزر چکا ہے کہ اپنی مبارک کمر کس کر باندھ لیتے اور شب روز عبادت الہی میں محنت و جدوجہد فرماتے حتیٰ کہ وصال کا روزہ رکھ لیتے تاکہ جو وقت کھانے پینے کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ عبادت الہی میں گزرے۔

۹۶۔ دعا کی تعلیم دیتے

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے میں نے رحمتہ للعالمین اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کان یوقظ اہلہ فی
العشر الاخیر من
رمضان
رمضان کے آخری عشرہ
میں اپنے گھروالوں کو بیدار
فرماتے۔

(فتح الباری، ۴: ۲۱۸)

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ
ادائیت ان و افقت
لیلۃ القدر ما اقول فیہا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس
بارے میں کیا فرماتے ہیں
اگر میں لیلۃ القدر پاؤں تو اس
میں کیا پڑھوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کے
حضور دعا کرو اور مانگو

اللهم انا لك عفو و تحب
 العفو فاعف عني
 اے اللہ تو معاف فرمانے والا
 ہے معافی دینے کو پسند فرماتا
 ہے پس مجھے معاف فرما دے
 (الترمذی، کتاب الدعوات)

دعا کی تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعا کی مختصر تشریح بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

عَفُو، اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے۔ اس کا معنی ہے بندوں کے گناہوں سے درگزر فرمانے والا اور ان سے ان کے گناہوں کے اثرات ختم فرما دینے والا،

تَحِبُّ الْعَفْو۔ معافی دینے کو پسند فرماتا ہے۔ یعنی اپنے بندوں کو معافی دینا پسند فرماتا ہے اور یہ بھی پسند فرماتا ہے کہ بندے سے ایک دوسرے کو معاف فرما دیں، جو بندہ چاہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ معافی دے وہ اس کے بندوں کو معافی دینا سیکھتے یعنی دوسروں کو معاف کر کے یہ عرض کرے اے اللہ میں نے بندہ ہو کر دوسروں کو معاف کر دیا ہے تو خالق و مالک ہے مجھے معاف فرما، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے۔

لا یرحم لا یرحم
 جو کسی پر رحم و شفقت نہیں
 کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا

تم مہربانی کرو اہل زمین پر

خدا مہربان ہو گا فرش بریں پر

اور اگر بندہ ناتوان و محتاج ہو کر کسی کو معاف نہیں کرتا تو وہ کس منہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو عذاب کی

بنسبت معافی دنیا محبوب ہے، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے۔

اعوذ برضاک من سخطک
و عفوک من عقوبتک
(المسلم، باب یقال فی الركوع)
میں تیری ناراضگی سے تیری رضا
میں پناہ چاہتا ہوں اور تیرے
عذاب سے تیرے عفو و درگزر
میں پناہ چاہتا ہوں۔

اس دعا کی جامعیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بتائی ہوئی دعا اس قدر جامع ہے کہ دنیا و آخرت کی کوئی شئی اس سے باہر و خارج نہیں واقعہً جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا انعام و مشردہ مل جائے اس کے دونوں جہاں سنور گئے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے

اللہم انی اسألك
العافیة
اے اللہ میں تجھ سے عافیت
مانگتا ہوں

(المسلم، کتاب الذکر)

حضرت عبداللہ بن ادنی رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

لا تاتمنوا لقاء العدو واسألو
الله العافیة
دشمن سے ٹھٹھ بھیر کی تمنامت
کرو، اللہ تعالیٰ سے عافیت
مانگتے رہا کرو۔

(البخاری، کتاب الجہاد)

ایک صحابی کو یہ دعا مانگنے کی تعلیم دی۔

اللہم عافنی فی بدنہ
اے اللہ مجھے میری بدن میں عافیت

اللہم عافنی فی جسدی
 اللہم عافنی فی بصری
 (المسلم، کتاب الذکر)
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 مقبر نبوی پر تشریف فرما ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تنہا ہ کیا اور رو
 دیئے حتی کہ تین دفعہ ایسے کیا پھر فرمایا۔

ان الناس لم يعطوا فی هذه
 الدنيا شيئا افضل من العفو
 والعافية فسلوها الله
 عز وجل۔
 لوگوں کو اس دنیا میں معافی
 اور عافیت سے بڑھ کر کوئی
 شئی نہیں دی گئی لہذا تم اللہ
 عزوجل سے انہی کو مانگا کرو۔

(مسند حمیدی، ۱-۵)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے آپ فرمایا
 کرتے۔

لان اعاني فاشكر احب
 الى من ان ابتلى فاصبر
 (فتح الباری، ۶: ۱۵۶)
 مجھے عافیت ملے اور اس پر
 میں شکر ادا کروں میرے لئے
 یہ اس سے بہتر ہے کہ میں کسی
 مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں
 اور صبر کروں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

لیس بعاد من لم یکن
 غاية امله من الله سبحانه
 وتعالى العفو
 وہ صاحب معرفت ہو ہی نہیں
 سکتا جس کی اپنے رب سبحانہ
 وتعالیٰ سے آخری اور انتہائی

(لطائف المعارف، ۳۷۱) امید معافی کی نہ ہو۔

حضرت مطر رحمہ اللہ تعالیٰ یہ دعا کیا کرتے۔

اللہم ارض عنا فان لم
ترض عنا فاعف عنا
اے اللہ ہم سے راضی ہو جا
اگر راضی نہیں ہوتا تو ہمیں معاف
داتقان اهل الاسلام، ۲۳۳) فرمادے۔

حضرت صلہ بن الیثم ساری رات عبادت الہی میں بسر کرتے اور سحری
کے وقت یہ دعا کرتے۔

اللہم انی اسألك ان
تجیرنی من النار ومثلی
یجتزئ ان یسأل الجنة
(لطائف المعارف، ۳۸۲)
اے اللہ میں آپ سے دوزخ
سے نجات کی دعا کرتا ہوں اور
مجھ جیسا آپ سے جنت کا سوال
کرنے کی کیسے ہر آت کر سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کا یہی وصف بیان کرتے
ہوئے فرمایا۔

كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجُونَ
وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ
وہ رات کو بہت کم سوتے ہیں
(عبادت میں مشغول رہتے ہیں)
اور بوقت سحری اپنے رب سے
معافی مانگتے ہیں۔

گویا ان کا سبق یہ ہے کہ جس کے گناہ کثیر و عظیم ہیں وہ رضا کے بجائے
معافی کا خواستگار بنے

ان كنت لا اصلح للقبوب فشا تكم عقوب عن الذنوب
(اگرچہ مجھ میں محبوب کے قرب کی صلاحیت نہیں مگر معافی دینا تو اس
کی شان کر رہی ہے)

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ بعض صلیٰ اپنے رب اکرم کے حضور
یوں دعا کرتے

اللهم ان ذنوبي قد
عظمت فجلت عن الصفقة
وانتها صغيرة في جنب
عقول قاعف عني
اے اللہ میرے جرائم بلاشبہ اتنے
بڑے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں
مگر تیرے عفو و درگزر کے مقابلہ
میں ان کوئی حقیقت نہیں لہذا
مجھے معاف فرما دے۔

ایک بزرگ کی دعا کے یہ کلمات ہوا کرتے تھے۔

جرمی عظیم و عقول کبیر
قاجمع بلین جرمی و عقول
یا کریم
میرے جرائم عظیم مگر تیرا عفو کبیر
ہے اے کریم میرے جرم اور
اپنے عفو و درگزر کو اکٹھا
فرما کر فیصلہ فرما دے۔

(لطائف المعارف، ۳۷۰)

قاسمی عطیہ محمد سالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بارے میں لکھتے
ہیں۔

وهذا الدعاء في ايسار
جامع كل الخير يا عجا
لان من رزق عوض في
يدته ونفسه ومن الحيا
والعقاب في عفو وبعادة
المدارين
یہ دعا مختصر ہونے کے باوجود
تمام عبادتوں کو معجزہ شامل
ہے کیونکہ جسے بدن و نفس
میں حساب اور عقاب سے
عاقبت نصیب ہوگی وہ سعادت
دارین سمیٹنے میں کامیاب ہو گیا۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۶)

دیگر معمولات پر اسے ترجیح دی جائے

چونکہ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ وظیفہ ہے شب قدر میں اس کو دیگر معمولات پر ترجیح دینی چاہیے لہذا بارگاہ الہی کی طرف امیدوارین کو دل کو متوجہ کر کے نہایت ہی اخلاص اور آہ و زاری سے کثرت کے ساتھ یہ دعا کی جائے، بعض اہل معرفت کا تو یہ قول ہے کہ دعا اس رات نقلی عبادت سے بھی افضل ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الدعاء في تلك الليلة میرے نزدیک اس رات میں دعا

احب الي من الصلوة کرنا نقلی نماز سے افضل ہے

(لطائف المعارف ۳۶۷)

اگرچہ جمہور علما کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات دعا کے ساتھ قیام کا بھی حکم دیا ہے ہاں وہ عمل افضل ہوگا جس میں کثرت کے ساتھ دعا ہو مثلاً کثرت دعا اس نماز سے افضل ہوگی جو دعا سے خالی ہوگی۔

شیخ ابن رجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فيمصح بين الصلاة والقراءة آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ،

والدعاء والتفكير وهذا تلاوت قرآن ، دعا اور تفکر

افضل الاعمال واكملها سب کو بجا لاتے اور آخری

في ليالي العشر وغيرها عشرہ رمضان ۔ اور دیگر اوقات

(لطائف ۳۶۸) میں یہی اعمال افضل و اکمل ہیں

معافی کی تعلیم میں حکمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدس و مبارک موقع پر بندہ دل کو اپنے رب اکرم سے معافی مانگنے کی تعلیم دی، شارحین حدیث نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بندوں نے رمضان المبارک میں، اس کے آخری عشرہ اور لیلۃ القدر میں خوب عبادت میں محنت و جدوجہد کی ہوتی ہے کہیں ان کی نگاہ اپنے اعمال پر نہ چلی جائے انھیں بجائے اپنے اعمال پر نظر رکھنے کے اپنے رب کی رحمت و فضل پر نظر رکھ کر معافی کا خواستگار ہونا چاہیے کیونکہ کون ہے جو اپنے رب کی بارگاہ کے شایان شان عمل بجالا سکے اور اس کی کسی ایک نعمت کا شکریہ ادا کر سکے، انسان تو اس کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ان کا کما حقہ شکریہ بجالائے شیخ ابن رجب اس کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انما امر بسؤال العفو
فی لیلۃ القدر، بعد الاجتهاد
فی الاعمال فیہا و فی
لیالی العشر لان العارفين
یجتہدون فی الاعمال
ثم لا یرون لانفسہم
عملاً صالحاً ولا حالاً
ولا مقالاً فیوجعون
الی سؤال العفو کمال
المذنب المقصر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر
اور آخری عشرہ میں عبادت
و ریاضت میں محنت و جدوجہد
کے بعد عفو و درگزر کا سوال کرنے
کا حکم و تعلیم اس لیے دی کہ اہل
معرفت اعمال میں محنت کے
باوجود اپنے کسی عمل، حال اور
مقال پر نظر نہیں رکھتے بلکہ کوتاہی
کرنے والے گناہ گار کی طرح
وہ اپنے رب سے معافی مانگتے

(لطائف المعارف، ۳۷۱) ہیں۔

حافظ ابن حجر مکی رقمطراز ہیں۔

انہما امر صلی اللہ علیہ وسلم
بمسوال العفو فی لیلة القدر
بعد الاجتہاد فی الاعمال
فیہا و فی لیل العشر
ایثاداً للمقام الاعظم الاکل
والعمل الاستی الرفع وهو
بذل الوسع فی العمل مع
عدم رؤیتہ والاعتقاد
بہ والتحویل علیہ لشہودہ
لتقصیر عدم وقائہ
لما یجب لتلك الاعمال
وینفی لہا من الکمالات
والاعتیارات فمن تأمل
ذلک علم انہ لیس لنفسہ
عمل ولا قال ولا حال
فیرجع الی سوال العفو
کحال المذنب المقصر
(اتحاد اہل الاسلام، ۲۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
شب قدر اور رمضان کی آخری
راتوں میں ریاضت و مجاہدہ
کے بعد معافی مانگنے کی تعلیم
کے ذریعے بڑے کامل مقام اور
ارفع و بلند عمل کی طرف متوجہ کیا
ہے اور وہ یہ ہے کہ اعمال میں
پوری محنت کرنے کے باوجود
ان پر نظر، اعتقاد، بھروسہ اور
گھمنڈ نہ کیا جائے کیونکہ ان کا کیا
مقام ہے اور جو شکر لازم ہے
اسکی ادائیگی ان کے ساتھ ہو ہی
نہیں سکتی، بلکہ ان سے اعلیٰ اور
کامل عمل ہونا چاہیے جو ان میں
غور کریگا وہ جان لے گا میرا نہ
کوئی عمل ہے نہ حال و قال لہذا
وہ گناہ گار بندے کی طرح معافی
مانگنے والا بن جائے گا۔

۹۔ مسجد میں قیام کا معمول

شب قدر کی تلاش کے لئے گھر میں بھی قیام کیا جاسکتا ہے مگر افضل و مستحب یہ ہے کہ اس کے لئے قیام مسجد میں کیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی ملتا ہے،

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا حتیٰ کہ جب سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا، تیسویں رات کا ایک تہائی حصہ، چوبیس کو قیام فرمایا پچیس کو نصف رات تک قیام فرمایا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بقیہ حصہ بھی قیام فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی جب امام کے ساتھ کچھ رات نماز ادا کرتا ہے تو اس کی بقیہ رات بھی عبادت میں شمار ہو جاتی ہے، چوبیس کو آپ نے قیام نہ فرمایا، ستائیس کو قیام فرمایا

بعث الی اہلہ واجتمع الناس
فقام بنا حتیٰ خشینا ان یفوتنا
الفلاح
اور اپنے گھر والوں اور لوگوں کو
جمع کر کے اتنا قیام فرمایا کہ ہمیں
سحری فوت ہونے کا خوف لاحق

ہوا۔

(ابوداؤد، ۱۳۷۵)

پھر کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا، نسائی میں یہ اضافہ ہے
انہ قام لیلة السابع و
العشرین ککھا حتیٰ السحرا
وصلوا الفجر
ستائیس رات کو تمام رات قیام
فرمایا حتیٰ کہ سحری کا وقت ہوا،
سحری کی اور نماز فجر ادا کی۔

مسند احمد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے تیس رات کو ہمارے ساتھ ایک تہائی رات تک قیام فرمایا پھر فرمایا۔

لا احسب ما تطلبون الا
میں محسوس کرتا ہوں جس کی
وداع کر تمہاری تلاکش ہے وہ بعد میں

آنے والی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس رات کو نصف رات تک قیام کیا اور
فرمایا، تمہارا مطلوب بعد میں ہے۔

ثم قمنا معه ليلة سبع و
پھر ہم نے ستائیس کو آپ کے

عشرین حتی أصبح وسكت
ساتھ صبح تک قیام کیا اس کے

بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی
ڈاکٹر فاروق حمادہ اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔

وبهذا الحديث نستدل
اس حدیث سے ہم یہ استدلال

على ان احياء الليلة يكون
کر سکتے ہیں کہ شب قدر میں

في المسجد ويكون باجتماع
قیام مسجد میں ہونا چاہیے اس میں

الناس فيها صغيرهم
لوگ جمع ہونے چاہیں خواہ وہ بڑے

وكبيرهم ومن يستطيع
ہوں یا چھوٹے۔

ذلك

(دلیلة القدر، ۱۰۴)

۹۸۔ غسل کا معمول

جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ
خصوصاً شب قدر میں مغرب کے بعد غسل فرمایا کرتے۔ حضرت انس بن مالک
اور حضرت زبیر بن جہش رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں فرمایا کرتے شب قدر

ستائیں رات ہے۔

فاذا كان تلب الليلة جب یہ رات آئے تو غسل کرو
فليغسل احدكم ويقطر اور دودھ سے افطار کرو اور افطار
على لبن وليؤخر فطره کے کھاتے کو سحری تک موخر کرو
الى السحر

(مصنف عبدالرزاق، ۲/۲۵۳)

فقط دودھ پر افطار اس لئے تاکہ بیدار رہنا آسان ہو۔
حضرت ابراہیم نخعی تابعی کے بارے میں ہے
يغتسل كل ليلة في العشر وہ رمضان المبارک کے آخری
الاواخر في رمضان عشرہ میں ہر رات غسل کیا
کرتے۔
(مصنف، ۲/۲۵۴)

امام محمد بن جریر الطبری اسلاف کا معمول بیان کرتے ہیں۔
كانوا يستحبون ان وہ آخری عشرہ رمضان میں
يغتسلوا كل ليلة ہر رات غسل کیا کرتے تھے
من ليال العشر الاواخر
فی رمضان

(مصنف، ۲/۲۵۴)

توشیو اور بہتر لباس

صحابہ اور تابعین کا یہ بھی معمول ملتا ہے کہ شب قدر کے موقع پر
خوشبو لگاتے اور اچھا لباس پہنتے حضرت ثابت بنانی تابعی بیان کرتے
ہیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے

حلتہ اشتواہا بالفتادیم
وكان يلبسها في الليلة
التي ترجي فيها ليلة
القدرا
ہزار درہم کا حلہ خرید رکھا
تھا اسے اس رات زیب
تن فرماتے جس میں شب قدر
کی امید ہوتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب
چوبیس رات آتی (ان کے نزدیک یہی شب قدر ہے) غسل کرتے خوشبو
لگاتے

ولیس حلة واذا راوداء
فاذا اصبع طواهما فلم
يلبسهما الى مثلها
من قابل
خوبصورت حلہ، تہہ بند اور
چادر پہنتے اور صبح کے وقت
ان کو طے لگا کر رکھ دیتے پھر
اس طرح کے کپڑے آئندہ
سال نہ پہنتے۔

حضرت ایوب السختمانی تابعی کے بارے میں ہے وہ تیسویں رات
کو شب قدر جانتے اس میں غسل فرماتے، خوشبو لگاتے۔
ویلیس تو بلیں جدیدیں اور دونوں کپڑے نئے
ویستہجر پہنتے۔

(مصنف عبدالرزاق، ۴: ۲۵۰)

شیخ حافظ ابن رجب ان معمولات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے
ہیں۔

فتیس بھذا یتحب
فی اللیالی التي ترجی
فیہا لیلة القدرا التظلمت
اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جن
راتوں میں شب قدر کی امید ہو
ان میں تظلمت، زینت خوشبو

والتزين والتطيب
بالعقل والطيب واللباس
الحسن كما يشرع في الجمع
والاعیاد وكذا للشرع
اخذ الزينة بالثياب
في سائر الصلوات كما قال
تعالی خذوا زينتكم عند
كل مسجد

(طائف المطاف، ۳۷۷)

۹۹۔ قیام میں تمام گھر والوں کو شریک کرنا

شب قدر کے موقع پر تمام گھر والوں حتیٰ کہ باشعور بچوں کو بیدار کرنا
مستحب ہے جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ
اور خصوصاً شب قدر میں تمام اہل کو بیدار فرماتے سیدنا علی رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

كان يوقظ اهله في العشر
الاواخر من رمضان
(مصنف عبدالرزاق، ۴/۲۵۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے جب ستائیس رات آئی تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بعث الى اهله واجتمع
الناس
اپنے گھر والوں کو بلا بھیجا اور
لوگوں کو بھی جمع فرمایا۔

(پوراورد، ۱۳۷۵ء)

امام اسود، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

لانت توقظنا لیلۃ ثلاث
وعشرین آپ تیسویں رات میں ہمیں بیدار
رکھا کرتیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳: ۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

یرش الماء علی اہلہ لیلۃ
ثلاث وعشرین، آپ تیسویں رات اپنے
گھر والوں پر بیدار کرتے کے
(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳: ۷۷) لئے پانی چھڑکتے

لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے

اس پر اجماع ہے کہ لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے ہاں فقط اس کی تعیین اٹھالی گئی ہے تسائی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمایا وہ رمضان میں آتی ہے میں نے عرض کیا، کیا وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے۔

فإذا قبضوا رفعت ام
جب ان کا وصال ہوا تو ساتھ
ہی الی یوم القیامۃ ؛ اسے بھی اٹھا لیا گیا ہے یا یہ قیامت تک باقی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بل ہی الی یوم القیامۃ
بلکہ یہ تا قیامت باقی ہے
(النسائی)

امام عبدالرزاق حضرت عبداللہ بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں میں
 نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کچھ لوگ کہتے ہیں
 ان لیلة القدس رفعت شب قدر اٹھالی گئی ہے۔
 آپ نے فرمایا۔

كذب من قال ذلك ایسا کہنے والا کاذب اور جھوٹا
 (فتح الباری، ۴: ۲۱۲) ہے۔

حضرت عبداللہ بن شریک سے ہے کہ حجاج نے شب قدر کا تذکرہ
 اس انداز میں کیا گویا وہ اس کا انکار کر رہا ہے تو صحابی رسول حضرت زہب بن حبیش
 رضی اللہ عنہ نے اسے پتھر مارنے کا ارادہ فرمایا مگر لوگوں نے روک لیا۔ (غایتہ الاحوال، ۲۸)

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مسلم میں رقمطراز ہیں
 اجمع من یعتقد بہ من تمام قابل اعتقاد علماء متقدمین و
 العلماء المتقدمین والمتأخرین متأخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ
 علی ان لیلة القدس یاقیة شب قدر تقیامت باقی ہے کیونکہ اس
 دائمة الی یوم القیامة کی تلاش پر احادیث صریح صحیحہ وارد
 لا حدیث الصریجة الی ہیں۔
 الصمیجة فی الامر یطلبها
 (المجموع للإمام النووی، ۶: ۴۵۸)

بعض لوگوں کا رد

کچھ روافض نے شب قدر کا انکار کرتے ہوئے اس روایت
 سے کہا کہ جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے کے لیے تشریف لائے اس وقت دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا مگر

قتلاسی فلاں و فلاں فلاں فلاں آپس میں جھگڑ رہے
فرقت تھے تو اسے اٹھالیا گیا۔

(موطأ مالک، ۱/۳۲۰)

تو یہ روایت واضح کر رہی ہے کہ شب قدر اٹھالی گئی ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اسی حدیث کے آخری الفاظ اس کی تردید کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وعسى ان يكون خيرا لكم یہ مخفی ہونا تمہارے لیے بہتر ہے
فالتسوها في التاسعة والسابعة تم اسے نو، سات اور پانچ،
والخامسة رات میں تلاش کرو۔

(البخاری، نقل ليلة القدر)

”تَوَدُّ قَعْتُ“ کا معنی شب قدر کا اٹھایا جانا نہیں بلکہ اس کی تعیین کا اٹھایا جانا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

المراد انه اتى علم تعيينها مراد یہ ہے کہ اس سال اس
في تلك السنة کی تعیین کا علم اٹھالیا گیا۔

فتح الباری، ۴/۸۰۸

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

یہ بات ثابت ہے کہ اس
سال اس کی تعین کا علم اٹھا
لیا گیا تھا۔

اذا تقرى ان الذی
ارتفع علم تعینہا تلك
السنة

(فتح الباری، ۴: ۲۱۷)

۱۰۰ شب قدر اور علم نبوی

متعدد احادیث واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کی تعین کا علم عطا فرمایا تھا
اور فقط ایک سال اس کی تعین کا علم اٹھا لیا تھا۔

۱۔ اگر لوگ دیگر راتوں میں نماز ترک نہ کریں تو میں آگاہ کروں

حضرت عبداللہ بن اُمیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اس رات کے
بارے میں آگاہ فرمایا ہے

تبتغی فیہا لیلۃ القدر
جس میں شب قدر تلاش
کی جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لولا ان تنزل الناس
الصلاة الا تلك الليلة
لاخبرتك
اگر لوگ اس کے علاوہ راتوں میں
نماز ترک نہ کریں تو میں تجھے
اسکے بارے میں آگاہ نہ دیتا۔

امام ہیثمی اس کے بارے میں لکھتے ہیں

اسناد حسن اس روایت کی سند حسن ہے

(مجمع الزوائد، ۳، ۱۷۸)

امام طبرانی نے بھی اسے المعجم الکبیر میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے (نایۃ الاحسان، ۵۳)

یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کا علم رکھنے کے باوجود لوگوں کو اس حکمت کے تحت آگاہ نہ فرمایا کہیں لوگ دیگر راتوں میں عبادت ترک نہ کر دیں۔

۲۔ اگر اجازت ہوتی تو میں آگاہ کر دیتا

حضرت مرثد رعتی اللہ عنہ سے ہے میں نے منیٰ میں جبرہ وسطیٰ کے پاس حضرت ابو ذر رعتی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا تو فرماتے لگے۔

ماکان احد یسأل عنہا جس قدر شب قدر کے بارے میں، میں نے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم سے پوچھا ہے اس قدر کسی نے نہیں پوچھا۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے وہ رمضان میں ہوتی ہے یا غیر رمضان میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بل ہی فی رمضان یہ رمضان میں ہوتی ہے

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سنا ہے یہ انبیاء کے ساتھ ہوتی ہے جب ان کا وصال ہوتا ہے تو کیا اسے اٹھایا جاتا ہے یا یہ قیامت

تک باقی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بل ہی الی یوم القیامۃ یہ قیامت تک باقی ہے
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ رمضان کے کسی حصہ میں ہوتی ہے
فرمایا اسے عشرہ اول اور عشرہ آخر میں تلاش کرو، اس کے بعد کچھ دیر
اور باتیں ہوتی رہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

فی اہی العشرین ؟ ان دونوں عشروں میں سے
کس میں ہوتی ہے۔

فرمایا اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔
لا تسألنی عن شیء بعدھا اب اس کے بعد مجھ سے کچھ نہ
پوچھو۔

کچھ دیر ٹھہر کر میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرما
دیجئے آپ مجھ سے اتنے خفا ہوئے کہ اس قدر کبھی خفا نہیں ہوئے
اور فرمایا۔

ان اللہ لو شاء لا ظلم
علیہا القسوہا فی السبع
الدواخر اگر اللہ تعالیٰ پسند فرماتا تو
تمہیں اس سے آگاہ فرما دیتا
تم سات آخری راتوں میں تلاش

د صحیح ابن خزیمہ، ۳: ۳۲۱) کرو۔

امام حاکم نے اسے روایت کر کے فرمایا یہ شرائط مسلم پر صحیح
روایت ہے، امام ذہبی نے امام حاکم کے اس حکم کو ثابت رکھا۔
(المستدرک، ۱: ۴۳۷)

امام اوزاعی سے مروی روایت میں یہ کلمات ہیں
ان اللہ لو اذن لی لا خیر لکم اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے اس کے بتانے کی اجازت

بہا فالتمسوها فی
العشر الاواخر فی احدی
السبعین و لا تسألنی
عنہا بعد مرتکب هذه

دی ہوتی تو میں ضرور اسکے بارے میں آگاہ کر
دیتا تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو
اس کے بعد مجھ سے سوال نہ کرو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے گفتگو فرمانے لگے فقوڑی دیر
کے بعد میں نے عرض کیا

ا قسمت علیک یا رسول اللہ یا رسول اللہ آپ کو قسم مجھے بتائی وہ
لتخبر فی ای السبعین ہی؟ کونسی ساتویں میں ہے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا
لا ام لک ہی تکون فی
السبع الا و اخر
تیری ماں نہ ہو یہ آخری ساتواں
میں ہے۔

(موارد الظمان، ۹۲۶)

محدث بزار کے الفاظ یہ ہیں۔

الم انہل عنہا لواء ذن لی
لانتبأتک یہا
کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا
اگر میرے لیے ربکا طرف سے اجازت ہوتی تو میں
تجھ اسکے بارے میں ضرور آگاہ کر دیتا۔

(دکشف الاستار، ۱۰۳۵)

یہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ مجھے اس
کا علم ہے لیکن آگے بتانے سے منع فرما رکھا ہے

۳۔ صحابی کا اس قدر سوال کرنا

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب
کے پانچے میں اس قدر سوالات کرنا بھی واضح کر رہا ہے کہ وہ جانتے

تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگاہ ہیں ورنہ اتنی دفعہ
عرض نہ کرتے۔

۴۔ صحابی کو آگاہ فرمانا

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ
میں کافی دور ایک دیہات میں رہتا ہوں بھلا اللہ وہاں نماز ادا
کرتا ہوں۔

فہم فی بلیلة انزلہا
الی هذا المسجد
مجھے آپ حکم دیں میں کوئی رات
مسجد نبوی میں آپ کی خدمت
میں آکر سیر کیا کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انزل لیلة ثلاث عشرين رمضان کی تیسویں رات آیا
یہ صحابی ہمیشہ تیسویں رمضان کو مسجد نبوی میں اگر شب بیداری
کرتے۔ لوگوں نے ان کے صاحبزادے سے پوچھا بتاؤ آپ کے والد
گرامی اس رات کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا وہ عصر کے بعد مسجد
نبوی میں داخل ہو جایا کرتے۔

فلا یخرج الا لحاجة حتی
صلی الصبح فاذا صلی الصبح

اور صبح تک مسجد سے بغیر کسی
حاجت کے باہر نہ آتے، فجر

وحدوا ینتہ علی باب
المسجد فجلس علیہا و لحق

کی نماز ادا کر کے اپنی سواری
پر سوار ہو کر اپنے دیہات چلے

بیادیتہ جاتے۔

(ابوداؤد، ۱: ۱۹۶)

اس کے تحت فوائد بیان کرتے ہوئے شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی رقمطراز ہیں۔

فہذا یثحر ضمناً بان الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم قد دلہ علی
افضل لیاالی العشر الاخیرون
رمضان وہی لیلة القدر
یہ حدیث ضمناً اس بات سے آگاہ
کر رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہاں کو رمضان کے آخری عشرہ کی افضل
رات کے بارے میں آگاہ فرمایا اور وہ شب

ہی ہے۔

(ایام ورمضان، ۱۹۲)

حافظ ابن عبدالبر اس حدیث کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

اما حدیث عبداللہ بن
انیس الجہنی فہو
مشہور
حضرت عبداللہ بن انیس الجہنی
رضی اللہ عنہ والی حدیث مشہور
کے درجہ پر فائز ہے۔

(التمہید، ۲: ۲۰۵)

اسی صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں چھوٹا تھا بنو سلم کے
لوگوں کی ایک مجلس میں شریک تھا انہوں نے کہا کون ہے جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلة القدر کے بارے میں پوچھے میں نے
کہا یہ کام میں کروں گا یہ اکیس رمضان کی بات ہے میں نے اس
دن مغرب کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کی اور آپ
کے حجرہ انور کی چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے مجھے اندر داخل ہونے کا فرمایا پھر آپ نے رات کا کھانا کھایا
جب فارغ ہوئے تو فرمایا میرے نعل لاؤ میں نے پیش کیے

میں بھی آپ کے ساتھ چلا، راستہ میں فرمایا۔

كان للـ حاجة
میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔

ارسلني اليك رط من
مجھے آپ کی خدمت میں بنو

بنی سلمة يسأؤك عن
سلمہ کے لوگوں نے بھیجا ہے تاکہ

ليلة القدس
شب قدر کے بارے میں معلوم کروں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج کو کتنی رات ہے میں نے عرض
کیا آج رمضان کی بائیسویں رات ہے فرمایا۔

هي الليلة ثم رجع فقال
فرمایا یہی رات پھر فرمایا آئینہ

والقابلة بريد ليلة
رات یعنی رمضان کی تیسویں

ثلاث وعشرين
رات ہے۔

(ابوداؤد، ۱: ۱۹۶)

جھنی کی رات

چونکہ اس صحابی کا تعلق جھنی قبیلہ سے تھا لہذا یہ رات اہل مدینہ
کے ہاں لیلۃ الجھنی (جھنی کی رات، کے نام سے مشہور ہوئی۔

امام ابن عبد البر رمضان کی تیسویں رات کے بارے میں لکھتے ہیں

هذه الليلة تعرف بليلة
مدینہ طیبہ میں یہ رات لیلۃ الجھنی

الجھنی بالمدينة
کے نام سے معروف ہے۔

(اتحاف أهل الإسلام ۲۲۵)

مسند ابن راہویہ میں ہے کہ قبیلہ بنو بیاضہ میں سے ایک صحابی تھے،

جنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دور دیہات میں رہتا ہوں مجھے شب قدر کے بارے میں فرمایا بیٹے تاکہ میں بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جایا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انزل لیلۃ ثلاث و تم تیسویں رمضان کو آجایا کرو
عشرین

(مستد اسحاق بن راہویہ)

اگر تعین کا علم نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسویں کا تعین نہ فرماتے۔

شب قدر اور اہل مدینہ کا معمول

روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ اہل مدینہ رمضان کی تیسویں رات کو شب قدر کے طور پر منایا کرتے تھے یعنی اس میں خصوصی عبادت اور دعا کا اہتمام کیا کرتے شیخ ابن رجب امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ غالب گمان یہی ہے کہ شب قدر تیسویں رمضان ہے پھر لکھتے ہیں

وهذا قول اهل المدينة

یہ اہل مدینہ کا قول ہے، اسے حضرت

وحکاء سفیان الثوری عن

سفیان ثوری نے اہل مکہ و مدینہ سے

اهل مکة والمدینة

بیان کیا ہے۔

(لطائف المعارف ۳۵۸)

شب قدر کے بارے میں مختلف بزرگوں کے معمولات بیان کرتے ہوئے امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے استاذ حضرت ایوب السختانی رحمہما اللہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

حضرت ایوب السخنیانی تیسویں اور چوبیسویں
رات کو غسل کرتے نئے کپڑے پہنتے خوشبو
لگاتے اور فرماتے تیسویں اہل مدینہ
کی رات ہے اور چوبیسویں
اہل بصرہ کی

وكان ايوب السخنياني
يغتسل ليلة ثلاث
وعشرين واسرع وعشرين
وبليس ثوبين حديدين
ولستحمر و ليقول ليلة ثلاث
وعشرين هي ليلة اهل
المدينة والى تليها

ليلتنا يعنى للبصريين

(لطائف المعارف، ۳۲۶)
اُگے چل کر لکھتے ہیں۔

حضرت حمید، حضرت ایوب
اور حضرت ثابت اہلبیت اہلبیت
اور چوبیسویں دونوں رات میں
شب بیداری کیا کرتے تھے۔

كان حميد و ايوب و
ثابت يجتاطون فيمقون
بين الليتين اعنى ليلة
ثلاث واسرع

(لطائف المعارف، ۳۵۹)

حافظ ابن حجر مکی اہل مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ان قول اهل المدينة
وحكاه سفيان الثوري عن
اهل مكة ايضا انها ليلة
ثلاث وعشرين وعليه
لكحول وكانت عائشة
اهل مدينة كقول اور لقول حضرت
سفيان ثوري عن اهل مكة كما
يحي قول ہے کہ شب قدر تیسویں
رات ہے امام مکحول کی بھی رائے
ہے بسیدہ عائشہ اور حضرت محمد اللہ

وابن عباس یوقتظان
ابن عباس رضی اللہ عنہ اس رات
اہلہا فیہا
میں اپنے گھر والوں کو بیدار رکھتے۔

(دلائل اہل الاسلام، ۲۲۵)

۵۔ ایک اور صحابی کو مطلع فرمانا

مذکورہ صحابی کے علاوہ بھی ایک صحابی کو لیلۃ القدر کے بارے
میں آگاہ فرمایا، مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سے ہے ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بوڑھا آدمی ہوں مجھ پر روزے رکھنا دشوار
ہیں۔

فمرنی بلیۃ لعل اللہ تعالیٰ
یوفقنی فیہا للیلۃ القدرا
مجھے ایسی رات بتا دیں جس میں اللہ
تعالیٰ مجھے شب قدر عطا فرمادے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
علیلہ بالسابعۃ
تم ساتویں رات عبادت کرو۔

(مسند احمد)

حافظ ابن حجر مکی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور فرمایا لفظ
سابعہ میں دو احتمال ہیں اس سے سابقہ تیسویں یا آئندہ ستائیسویں
بھی مراد ہو سکتی ہے تو ممکن ہے اس سے مراد بھی تیسویں رات ہی
ہو (دلائل، ۲۲۶)

امام بیہقی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا۔
وہ حالہ رجال الصیغ
اس روایت کے رجال، صحیح کے
رجال ہیں۔
(مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۶)

شیخ ابن رجب کا اس پر تبصرہ یہ ہے
 و اسنادہ علی شرط
 اس کی سند امام بخاری کے شرائط
 پر ہے۔
 البخاری

۶۔ حضرت سفیان بن عیینہ کا قول

بخاری میں حضرت سفیان بن عیینہ کا قول منقول ہے۔
 ما کان فی القرآن مادلاً قرآن میں جس چیز کا بیان "مادلاً"

فقد اعلمہ وما قال یدل
 فانه لم یعلمہ
 (البخاری، باب فضل لیلۃ القدر)
 کے ساتھ ہے اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 علم عطا کیا گیا ہے اور جس کو ذکر یہ ریل کے لئے
 ہے اس کا علم آپ کو نہیں،

شیخ ابو حاتم رازی سے ان کا یہ قول ان الفاظ میں منقول ہے۔
 کل شیء فی القرآن وما
 ادراک فقد اخبی بہ وما
 یددیک قلم یخبیہ بہ
 (عمدة القاری، ۱۱: ۱۳۰)
 جس کا ذکر قرآن میں و ظاہر اہل سے ہے
 اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا ہے
 اور جس کا ذکر وہ دیکھ سے ہے اس کی خبر آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔

حافظ ابن حجر اس قول کے تحت رقمطراز ہیں۔
 ومقصود ابن عیینہ
 انه صلی اللہ علیہ وسلم
 کان یعرف تعین لیلۃ القدر
 (فتح الباری، ۴: ۱۳۰)
 امام ابن عیینہ کا مقصود یہ ہے کہ
 کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر
 کو معین طور پر جانتے تھے۔

دوسرے حصہ کا رد

مذکورہ ضابطہ کے پہلے حصہ کو تسلیم کیا گیا ہے مگر دوسرے حصہ کو کامل طور پر نہیں بلکہ جزوی طور پر تسلیم کیا گیا ہے محدثین کرام نے اس پر سوال اٹھایا ہے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ

وما یدر یل لعلہ یزکی اور تمہیں کیا معلوم، شاید! وہ ستھرا ہو

نا بینا صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حال

سے واقف تھے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

وقد تعقب هذا المحقق بقوله تعلق لعلہ یزکی فانها نزلت فی ابن ام مکتوم وقد علم صلی اللہ علیہ وسلم بحالہ وادقہ ممن تزکی و نفعته الذکری

اس حدیثی پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی وما یدر یل لعلہ یزکی، سے اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں خوب جانتے تھے کہ وہ ان لوگوں

میں سے ہیں جو تزکیہ پانے والے اور نفعیت نفع اٹھا دیتے ہیں۔ (فتح الباری، ۴ : ۲۰۶)

یعنی ان کا یہ کہنا کہ یہاں ”وما یدر یل“ کا لفظ آیا ہے اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں کیا گیا محض نظر ہے کیونکہ مذکورہ آیات میں ”وما یدر یل“ ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا۔

۷۔ محدثین کی تائید

یہ بات تو مسلمہ ہے کہ اس سال شب قدر کی تعیین کا علم اٹھا

لیا گیا لیکن محدثین نے یہاں یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تعیین کا علم تھا یا نہیں؟
امام بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی دونوں نے ان الفاظ میں سوال ذکر کیا ہے۔

لما تقر بان الذی ارتفع
علم تعیینہا فی تلك السنة
فهل اعلم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بعد ذلک بتعیینہا
حب یہ بات ثابت ہے کہ اس سال شب قدر کی
تعیین کا علم اٹھایا گیا ہے تو کیا اسکے بعد حضور
صلی اللہ علیہ وسلم اس کا معین طور پر
علم رکھتے ہیں۔

اور دونوں نے جواب میں حضرت سفیان بن عیینہ کے حوالے سے کہا۔

انه اعلم بعد ذلک بتعیینہا
دمعة القاری، ۱۱، ۱۳۸
فتح الباری، ۲، ۲۱۷
اس سال کے بعد آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کو شب قدر کی تعیین کا
علم تھا

اور قریب کے عظیم محدث شیخ عبد اللہ الصدیق البخاری اس مسئلہ پر
رقمطراز ہیں

قلت والصیح انه صلی اللہ
علیہ وسلم کان یعلمہا
دقایة الاحزان، ۵۳
صحیح یہی ہے کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم شب قدر کے بارے
میں علم رکھتے تھے۔

الغرض ان سات شواہد سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کا معین طور پر علم تھا، اس کا انکار ہرگز مناسب نہیں

اشکال کا جواب

یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اس کا جواب بھی دینا ضروری ہے
اشکال یہ ہے شیخ محمد بن نصر نے حضرت واسبب المفاضی سے نقل
کیا کہ انہوں نے حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔

هل كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم يعلم ليلة
القدر؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شب قدر کے بارے میں جانتے
تھے؟

انہوں نے فرمایا۔

لا أعلمها لما أقام الناس
تميزها (فتح الباری، ۴/۲۱۷)

نہیں اگر جانتے ہوتے تو لوگوں سے
دیگر راتوں میں قیام نہ کرواتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ ان کا یہ قول
محض اجتہاد ہے حتمی بات نہیں کیونکہ

لا احتمال ان يكون التعبد
وقع بذلل أيضًا فيحصل
الاجتهاد في جميع العشر
(فتح الباری، ۴/۲۱۷)

یہ بھی تو احتمال ہے کہ اس
ذریعہ سے بھی عبادت کی جائے
تاکہ پورے عشرہ میں عبادت الہی
میں محنت و جدوجہد رہے۔

ارشاد نبوی سے تائید

حافظ ابن حجر کی رائے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی شاہد ہے
جب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا یا رسول اللہ مجھے لیلة القدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے تو آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔

لولا ان تتوب الناس الصلاة
الاتك الليلة لا خير لك
(مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۸)
اگر لوگ اس رات کے علاوہ میں
عبادت ترک نہ کر دیں تو میں شب
قدر پر مطلع کر دوں۔

یعنی مخفی رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ بارگاہ خداوندی
میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

۱۔ رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رمضان المبارک کی پہلی رات کی فضیلت
بیان فرماتے اس طرح اس کی آخری رات کی عظمت و عزت کو بھی اجاگر
فرماتے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کی ہر رات افطار کے وقت لاکھوں
افراد کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اسی
کی سہ گھڑی میں اس قدر افراد کو آزاد کیا جاتا ہے۔

فاذا كان اخرا ليلة من	حب رمضان کی آخری رات
شهر رمضان اعتق	آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن
الله في ذلك اليوم بعدد	میں اتنی مقدار لوگوں کو دوزخ
ما اعتق من اول الشهر	سے آزاد فرماتا ہے جس قدر تمام
الى اخرا	مہینہ میں اس نے آزاد فرمائے

(لطائف المعارف، ۳۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا رمضان کے حوالے سے میری امت پانچ ایسی چیزیں عطا ہوئیں ہیں
جو کسی بھی امت کو حاصل نہیں ہوئیں۔

- ۱۔ صائم کے منہ کی یو اللہ تعالیٰ کو کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے۔
- ۲۔ افطار تک روزہ دار کے لئے ملائکہ بخشش مانگتے ہیں۔
- ۳۔ ہر دن اس کے لئے یہ کہتے ہوئے جنت سجائی جاتی ہے کہ عنقریب میرے بندے اس میں آئیں گے۔

۴۔ شیاطین کو رمضان میں جھکڑ دیا جاتا ہے

۵۔ ویغفر لہم فی آخر امت کو اس کی آخری رات

لیلۃ فیہ میں معاف کر دیا جاتا ہے۔

عرض کیا یا رسول اللہ

اھی لیلۃ القدر؟ کیا یہ لیلۃ القدر ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یمکن العامل ان یتما نہیں مزدور جب اپنا عمل مکمل کر لیتا

یوفوا جہ اذا قضی عملہ ہے تو اسے پورا اجر دیدیا جاتا ہے

(مسند احمد ۲: ۲۵۲)

بعض اوقات آخری رات رمضان المبارک کی انتیس ہوتی ہے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یعتق اللہ فیہا مثل جمیع اللہ تعالیٰ اس میں اتنی مقدار

من اعتق فی کل الشہر دوزخی آزاد فرماتا ہے جتنی مقدار

دمع الرسول فی رمضان (۹۹) تمام مہینہ میں فرماتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول عشرہ کو رحمت، درمیانے کو مغفرت اور آخری کو دوزخ سے آزادی بھی قرار دیا۔

وداع رمضان اور صحابہ و تابعین کا معمول

اسلاف کے بارے میں منقول ہے وہ رمضان المبارک کے حصول کے لئے چھ ماہ دعا کرتے اور اس کے گزرنے پر چھ ماہ قبولیت کی دعا کرتے رہتے۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب رمضان المبارک کی آخری رات آئی تو اعلان کرواتے۔

من هذا المقبول فنهيه
ومن هذا المحروم فنعذيه
جس کی عبادات سب ہو گئیں ہم
انہیں مبارک دیتے ہیں اور جو محروم
رہا اس سے تعزیت کرتے ہیں،
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کلمات کے علاوہ یہ الفاظ
بھی منقول ہیں۔

ایہا المقبول ہینالک، عبادت قبول ہونے کیلئے مبارک ہو
ایہا المر دو وجیر اللہ مصیبتک اے روہو جانے والے اللہ تعالیٰ
(لطائف المعارف، ۱، ۳۷۷)

تیری پریشانی کا ازالہ کرے
حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے جس نے اس عزم اور ارادہ
سے رمضان کے روزے رکھے

انہ اذا قطر بعد رمضان
ان لا یغصی اللہ دخل
کہ وہ رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ
کی تافرمائی نہیں کرے گا تو وہ
الجنة بغیر مسألة ولا حاجة
بغیر حساب کتاب جنت میں سے
داخل ہوگا۔

لیکن جس نے اس عزم سے روزے رکھے۔
 اذا افطر بعد رمضان
 عصی ربه فصيامه عليه
 رمضان کے بعد اپنے رب کی
 نافرمانی کروں گا اس کے روزے
 اس کے منہ پر مار دیئے جاتے

(لطائف المعارف، ۳۸۵) ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اختتام رمضان پر تمام شہروں
 میں ایک مراسلہ روانہ فرماتے جس میں لوگوں کو استغفار اور صدقہ الفطر
 کی تاکید کی جاتی کیونکہ صدقہ الفطر روزہ دار سے سرزد ہونے والی کوتاہیوں
 کا ازالہ کرتا ہے اور استغفار، روزہ میں واقع ہونے والی کمیوں کے ازالہ کا سبب
 ہے۔ اور ساتھ یہ تلقین کرتے، لوگو تم بھی اپنے جدا مجد حضرت آدم علیہ
 السلام کی طرح اپنے رب کے حضور ان کھاتے سے معافی مانگو۔

دینا ظلمنا انفسا وان لم
 تغفرتنا وترحمنا لنكونن
 اے ہمارے رب ہم نے اپنی
 ذاتوں پر ظلم کیا اور اب اگر آپ
 معاف و رحم نہیں فرمائیں گے تو ہم
 من الناس من
 (الاعراف، ۲۳)

گھاٹے والے ہیں۔

اور جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی تم بھی اس طرح مانگو
 وَالْاَلَا تَغْفِرُنِي وَتَرْحَمُنِي اِنْ
 قِنَ الْخَاسِرِينَ
 اگر مجھے معاف نہ فرماتے اور
 مجھ پر رحم نہ فرماتے تو میں خاسر ہوں
 (ہود، ۴۷)

اسی طرح مانگو جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مانگا
 وَالَّذِي اَلْمَعَ اَنْ يَغْفِرُنِي
 میں اس سے امید رکھتا ہوں

خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ
(الشعراء، ۸۲)
وہ روز قیامت میرے گناہ معاف
فرما دے گا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے کلمات سے دعا کرو
رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی
فَاغْفِرْ لِی
(القصاص، ۱۶)
اے میرے رب میں نے اپنی
ذات پر ظلم کیا تو مجھے معاف
فرما دے

اور حضرت یونس علیہ السلام کی — طرح دعا کرو۔
لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ
اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ
(الانبیاء، ۸۷)
تیرے سوا کوئی عبادت کے
لائق نہیں تیری ذات پاک ہے
میں ظلم کرنے والوں میں سے
ہوں۔

واقعة استغفار، روزہ میں واقع ہونے والے داغوں اور سوراخوں
کو جوڑنے کا کام دیتی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے غیبت
روزے کو بچاڑ دیتی ہے اور استغفار اسے جوڑ دیتی ہے

فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ
اَنْ يَّجِئَ بِصَوْمٍ مَّرْقُوعٍ
فَلْيَسْتَغْفِرْ
تم میں سے جو چاہتا ہے وہ
پیوند شدہ روزہ کے ساتھ
آئے وہ استغفار کثرت سے
کرسے۔

کیسے تھے وہ لوگ

رمضان المبارک ہی نہیں اسلاف ہر عمل کی قبولیت کے لئے نہایت
ہی خوفزدہ و پریشان ہوتے تھے یہی وجہ ہے رمضان المبارک کی قبولیت

کے لئے چہرہ چہرہ ماہ دعا کرتے رہتے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا
وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَتْهَمُ
إِلَىٰ لَبِّهِمْ رَاجِعُونَ
(المومنون ۵۸)

وہ لوگ جو راہِ خدا میں دیتے
ہیں تو جو کچھ دیتے ہیں اسی
طرح دیتے ہیں کہ ان کے دل
ڈرتے ہیں کہ انہیں خدا کی طرف
پلٹنا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے آپ لوگوں سے فرمایا کرتے
کوذا بقول العمل اشد
اهتماماً منكم بالعمل الم
تسمعون الله عز وجل
يقول انما يتقبل الله
من المتقين،

عمل میں اہتمام کرنے سے
اس کی قبولیت کے لیے زیادہ
اہتمام کرو کیا تم نے اللہ تعالیٰ
کا فرمان نہیں سنا اللہ صاحبِ
تقویٰ سے قبول فرماتا ہے۔

صحابی رسول حضرت فضالہ بن علیہ رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں فرمایا کرتے۔

لان اكون اعلم ان الله
قد تقبل مني مثقال حبة
من خردل احب الي من
الدنيا وما فيها لان الله
يقول ان يتقبل الله من
المتقين
(لطائف المعارف، ۵، ۳)

اگر مجھے علم ہو جائے اللہ تعالیٰ
نے میرے عمل کو دانے کی مقدار
قبول فرمالیا ہے تو یہ مجھے دنیا
و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اللہ
تعالیٰ صاحبِ تقویٰ سے
قبول فرماتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار تابعی کا ارشاد گرامی ہے۔

الخوف على العمل ان لا يتقبل عمل کے نہ قبول ہونے کا خوف

اشد من العمل عمل سے بڑھ کر ہوتا چاہیے۔

شیخ عبدالعزیز بن ابی رواد بیان کرتے ہیں ہم نے اسلاف کو عمل صالح کے بارے میں یوں پایا کہ اس میں خوب محنت اور اہتمام سے کام لیتے۔

قاذا فعلوه وقع عليهم اور کرنے کے بعد انہیں یہ غم
الهم اقبل منهم ام لا؟ لاحق ہو جاتا کیا یہ قبول بھی ہو
گایا نہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ عید کے دن خطبہ میں فرماتے
لوگو تم نے تیس دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے روزے رکھے، تیس
راتیں تراویح ادا کیں،

وخرجتم اليوم تطلبون من آج تم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا
اللہ ان يتقبل منكم کرتے نکلے ہو کہ وہ تمہارے
اعمال کو قبول فرمائے۔

حضرت وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالیٰ نے عید کے روز کچھ لوگوں
کو خوب ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا اگر ان کی عبادات کو قبول کر لیا گیا ہے۔
فما هذا فعل الشاكرين تو یہ شکر گزاروں کا عمل و طریقہ نہیں
اور ان کی عبادات کو قبول نہیں کیا گیا۔

فما هذا فعل الغافلين تو یہ عمل خوف رکھنے والوں کا
نہیں

امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کیلئے زینہ بنایا ہے تاکہ لوگ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے سبقت لے جائیں تو جنہوں نے سبقت حاصل کر لی وہ کامیاب ہو گئے اور جو پیچھے رہ گئے وہ خائب و خاسر ہو گئے۔

فالعجب من اللاعب
الضاحك في اليوم الذي
يفوز فيه المحسنون ويخسر
فيه المبتلون

تعجب ہے اس شخص پر جس
نے لہو و لعب میں زندگی بسر
کر دی اور جس نے رہا ہے، آج
نیکی کرنے والے کامیاب اور
جھٹلانے والے خائب و خاسر
ہیں۔

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ اسلاف میں سے ایک بزرگ عید کے دن نہایت غمگین تھے ان سے کہا گیا آج تو خوشی و سرور کا دن ہے لیکن تم اس حال میں ہو فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو۔

ولكن عيدا مرنى مولاي
ان اعمل له عملا فلا
احدى ايقبله متى ام لا
(لطائف المعارف، ۳۷۶)

میں تو ایک بندہ ہوں جسے
اس کے مولیٰ و آقا نے عمل کا
حکم دیا اب میں نہیں جانتا
یہ قبول بھی ہے یا نہیں ؟

آپ کی ظاہری حیات میں زیادہ مرتبہ رمضان انتیس کا ہوا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں جو نور رمضان پائے ان میں سے زیادہ مرتبہ رمضان انتیس دنوں کا ہوا، کم ہی رمضان تیس کے ہوئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

لما صمنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 وسلم تسعاً وعشرین اکثر تیس کی نسبت انیس روز سے
 مما صمنا معہ ثلاثین اکثر دفعہ رکھے۔

(البدایہ والنہایہ ۳/۱۸)

۲. عید رات میں شب بیداری کا معمول

جس طرح رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 قیام فرماتے اس طرح عید رات کو بھی قیام فرماتے اور اپنی امت کو
 بھی اس کی تلقین فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں یہ بھی
 ملتا ہے کہ آپ عید رات بھی جائے اعتکاف میں رہتے اور وہاں ہی
 صبح عید گاہ تشریف لے جاتے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائے
 یخرج الی المصلی العید من اعتکاف سے عید گاہ تشریف
 مقتطفہ لے جایا کرتے،

(مع الرسول فی رمضان، ۱۷۷)

اس معمول کے پیش نظر بعض مالکی علماء کی رائے یہ ہے کہ مقتطف
 کو نماز عید تک جائے اعتکاف میں ہی رہنا چاہیے حتیٰ کہ وہ جائے اعتکاف
 سے عید گاہ جائے اور نماز عید ادا کر کے پھر گھر جائے حافظ ابن حجر عسقلانی

نے یہ رائے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

المعتکف لا یتیم اعتکافہ حتی یعدوا الی المصلی قبل انصرفہ الی بیتہ
 مقتطف کا اعتکاف تب پورا ہو گا جب وہ گھر جانے سے پہلے
 عید گاہ جائے گا۔

(فتح الباری، ۲: ۳۵۸)

امام ابراہیم نخعی تابعی، صحابہ اور تابعین کا معمول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کاذا یستحبون للمعتکف معتکف کے لئے یہ مستحب ہے
فقط ان یبیت لیلة الفطر کہ وہ رات مسجد میں ہی بسر
فی مسجد حتیٰ لکون خروجه کرے حتیٰ کہ عید گاہ کی طرف
متہ (دفعۃ الصوم، ۲: ۹۲۴) وہاں ہی سے جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ایک باب قائم کیا جس کا عنوان من
کان یحب ان یعدو المعتکف لما هو من مسجدہ الی المصلیٰ ہے۔
۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔

من قام لیلتی العیدین جس نے عیدین کی راتوں میں رخصت
معتبالہ لم یمت قلبہ یوم الہی کی خاطر قیام کیا اس کا دل اس
تموت القلوب دن نہیں مرے گا جب دل مریں
داہن ماجہ، باب فہمین قام لیلتی العیدین گئے۔

۲۔ امام ابو القاسم صہبانی نے کتاب الترغیب میں حضرت معاذ بن جبل رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احیا اللیالی الخمس جس نے یہ پانچ راتیں قیام کیا
وجبت لہ الجنۃ اس کے لئے جنت ثابت ہو
گئی۔

تمرویہ کی رات، عرفہ کی رات، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات
اور شب بھرات۔

۳۔ امام طبرانی نے المعجم الکبیر اور اوسط میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احياء ليلة الفطر
وليلة الاضحية لم تمت قلبه
يوم تموت القلوب
حس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ
کی رات عبادت اور قیام کیا اس
کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن
دل مردہ ہو جائیں گے

۴۔ ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الله ليطلع في العيد
الى الارض فابرزوا من
المنازل فليحفظكم الرحمة
اللہ تعالیٰ عیدین کے موقعہ پر زمین پر خصوصی
توجہ فرماتا ہے اپنے گھروں سے (نماز کے لئے)
نکلنا کہ تمہیں رحمت حاصل ہو۔

۵۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے بصرہ کے گورنر کو لکھا۔

عليك يا ربع ليال من
الجنة فان الله يعترغ
فيهن الرحمة افراغاً
سال میں چار راتیں ایسی ہیں جن
میں اللہ تعالیٰ خوب رحمت و
کرم برساتا ہے۔

رحیب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔

۶۔ حضرت امام شافعی کا ارشاد گرامی ہے ہمیں اسلاف سے یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

جمعہ کی رات، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، پہلی رحیب کی

رات اور نصف شعبان کی رات،

(دغایۃ الاحسان، ۶۱)

عید رات میں تکبیر الہی

اللہ تعالیٰ ہمیں حکم فرماتا ہے جب رمضان کے روزے مکمل کر لو تو اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر بڑھائی بیان کرو۔
ارشاد فرمایا۔

ولتکملوا العدة ولتکبروا
اللہ علی ما ہداکم
(البقرہ)

مدت کو مکمل کرو اور اس انعام
و ہدایت پر اللہ تعالیٰ کی بڑھائی
بیان کرو۔

ڈاکٹر سید بن حسین العفانی بزرگوں کا معمول بیان کرتے ہیں۔
وکان ابن المسیب وغرۃ
وابوسلمہ وابوبکر یكبرون
لیلة الفطر فی المسجد یحہون
بالتکبیر

حضرت ابن مسیب، حضرت عروہ
حضرت ابوسلمہ اور حضرت ابوبکر عید
رات کو مسجد میں بلند آواز سے
تکبیر پڑھا کرتے تھے۔

(فقہ الصوم وفضل رمضان ۲۱: ۹۱۷)

اہم نوٹ

ہم عید کا چاند دیکھتے ہی شہر اور اس کی مارکیٹوں کا رخ کرتے ہیں۔
عید کی ساری رات خریداری یا دیگر لہو و لعب میں گزار دیتے ہیں اس
رات کی فضیلت سے ہم بے خبر ہیں حالانکہ اوپر گزرا عید رات ان مقدس
راتوں میں سے ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نوازتا ہے،

یہ مغفرت و بخشش کی رات ہے، اس میں غفلت کے بجائے اپنے رب کے حضور میں حاضری دینی چاہیے اور اپنے رب کی بڑھائی بیان کرتے رہنا چاہیے۔

انعام خداوندی کا دن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن کو انعام الہی کا دن قرار دیا ہے، امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اور شیخ حسن بن سفیان نے اپنی سند میں حضرت سعید بن اوس انصاری سے نقل کیا کہ میرے والد گرامی نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو ملائکہ مختلف راستوں پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں، اے مسلمانوں! اپنے رب کریم کے در پر آؤ وہ تم پر بھلائی اور اجر جزیل کے ساتھ احسان فرمائے گا۔

لقد اتمتم بقیام اللیل فصمت
وامتم بصیام النهار فصمت
واطعتم ربکم فاقبضوا اجر
جو انزکم

تمہیں قیام لیل کا حکم دیا گیا تم نے
قیام کیا، تمہیں دن کو روزہ رکھنے
کا حکم ملا تم نے روزے رکھے،
اپنی پروردگار کی طاعت کی اب
اپنی انعامی سندیں حاصل کرو۔

حب لوگ عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں آواز دیتے والے خوشخبری دیتا ہے۔
الا ان ربکم قد غفر لکم
فارجعوا الی رجا لکم فہو
یوم المجاہزہ

سنو تمہارے پروردگار نے تمہیں
معاف فرما دیا اب تم اپنے گھروں
کی طرف جاؤ تو آج کا دن انعام
کا ہے۔

یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے مگر بیہقی اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا شاہد نقل کیا ہے۔ (غایۃ الاحسان، ۶۴)

اور وہ یہ ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید الفطر کے دن فرشتے زمین پر آکر راستوں میں کھڑے ہو کر یہ آواز دیتے ہیں جسے جن والس کے علاوہ تمام مخلوق خدا سنتی ہے

وہ کہتے ہیں اے امت محمدیہ :-

اخر جوالی رب کریم یعطی
الجنیل ویغفر الذنب العظیم
اپنے رب کریم کی بارگاہ میں حاضر
ہو جاؤ وہ تمہیں اجر جزیل عطا
فرمائے اور تمہارے بڑے گناہ
معاف فرمادے۔

جب لوگ عید گاہ میں حاضر و جمع ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے، اے میرے ملائکہ

ماجزأ الا جلیوا اذا عمل
عملہ ؟
مزدور جب عمل کرے تو اس
کا کیا اجر ہے ؟

وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے معبود ادا اس کو پورا اور کامل اجر
دیا جانا چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

انی اشہدکم انی قد جعلت
ثوابہم من صیامہم
وقیامہم رقتائی ومغفرتی
الصرفاً مغفوساً لکم
میں خوشخبری دیتا ہوں ہیں نے
ان کو روزوں کا ثواب اور ان
کا قیام میری رقتا اور میری
مغفرت و بخشش کے لئے ہے
ماؤ تمہیں معافی دیدی گئی ہے

تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو جبریل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ذکر الہی میں مشغول و مستغرق لوگوں کے لیے دعا رحمت کرتے ہیں خواہ وہ حالت قیام میں ہوں، باحالت قعود میں، اور جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں پر ملائکہ میں فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے اے میرے فرشتو! ان میرے بندوں اور غلاموں نے میرا فریضہ پورا کیا ہے اور آج دعا کے لئے نکلے ہیں

وعزتی وجلالی وکرمی و
علوی وارتفاع مکانی
لاجینہم
مجھے اپنی عزت، اپنے جلال
اپنے کرم، اپنے علو اور اپنے
بلند مقام کی قسم میں تمہاری دعائیں
قبول فرماتا ہوں۔

اور فرماتا ہے جاؤ میں نے بخش دیا۔
ویدلت سبیا تکم حسنا
میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں
سے بدل دیا ہے۔

تو وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔
(شب الایمان للبیہقی)

یوم عید اور معمولات نبوی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ
فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ
خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ
(یونس، ۵۸)

اسے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعلان
فرمادو اللہ کے فضل اور اس
کی رحمت کے حصول پر خوشی کیا
کر دے اس تمام سے بہتر ہے جو
تم جمع کر رہے ہو۔

اس موقع پر خوشی کا اظہار اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یہی وجہ ہے اس
دن روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور اللہ تعالیٰ کی معافی سے اعراض
کی وجہ سے حرام ہے۔

۱۰۳۔ اچھے کپڑے پہننا

امام شافعی اور امام بغوی نے امام جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے دادا
سے روایت کیا۔

ان التی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یلبس برد حیرة
فی کل عید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عید
کے موقع پر دھاری دارمینی کپڑے
کا لباس زیب تن فرمایا کرتے۔

(الصیام ورمضان، ۳۵۷)

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں۔

دکان یلبس للتخرج الیہا
اجمل ثیابہ وکان لہ حلة
یلبسها للحدیدین والجمعة
ومرة کان یلبس بردین

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لیے
اچھا لباس پہنتے آپ کے پاس
عیدین اور جمعہ کے لیے حلتہ تھا کبھی
دھیز چادریں اور کبھی ایسی چادر بھی

اخضرین ومروۃ بردا احمر
لیس ہوا حمر بعثتا کما
یظنہ بعض الناس فانه
لو کان کذلک لم یکن بردا
وانہا فیہ خطوط حمر کا
لبرود الیمنیۃ فتی احمر
باعتبار ما فیہ من ذلک

اوڑھی جس میں دھاری دار
سرخ خطوط تھے بعض لوگوں نے
اسے سر اسرخ سمجھا ہے۔ جو
درست نہیں۔

(ذاوالمعاد، ہدیہ فی صلاۃ العیدین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔
یلبس احسن ثیابہ فی عیدین میں اچھے کپڑے پہنا کرتے
تھے۔

(فتح الباری، ۲: ۴۳۹)

امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
حکم فرمایا ہم عید کے روز یہاں تک ہو سکے عمدہ کپڑے پہنیں۔
وان نتطیب باجود ما اور عمدہ خوشبو لگائیں
مجد (المستدرک للحاکم)
حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اہل علم صحابہ اور تابعین
کے بارے میں سن رہا ہوں۔

یستحبون الطیب والزینۃ
فی کل عید وہ نماز عید کے لیے خوشبو اور
زینت کو محبوب جانتے

۱۰۳۔ غسل فرماتے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یغتسل یوم الفطر ویوم الاضحیٰ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر
(ابن ماجہ، باب الاغتسال فی العیدین) غسل فرماتے۔
حضرت نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں
کان یغتسل یوم الفطر قبل عید گاہ میں جانے سے پہلے
ان یغذوا لی المصلیٰ غسل کیا کرتے۔
(مصنف عبدالرزاق)

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں عید الفطر میں تین سنن ہیں۔
المشی الی المصلیٰ والاکل قبل عید گاہ کی طرف پیدل چلنا،
المخرج والاغتسال نکلنے سچے کھانا اور غسل کرنا ہے
(ارواء الغلیل، ۲: ۱۲۲)

۱۰۴۔ نماز عید الفطر سے پہلے کچھ کھانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول بھی ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کچھ نہ کچھ تناول فرما کر نماز عید الفطر کے لیے تشریف لے جاتے اور عید الاضحیٰ
کے موقع پر نماز ادا فرماتے کے بعد تناول فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یغذو یوم الفطر حتیٰ یاکل عید الفطر کے لئے تشریف لے
تمرات و یا حکمہن و تدرہ جاتے تو پہلے طاق کھجوریں تناول
(البخاری، باب الاکل یوم الفطر) فرماتے

شیخ ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

ماخرج یوم فطر حتی یا کل
تمرات ثلاثاً و خمساً و
او سبعا و اقل من ذلك
او اکثر و قرأ
عید الفطر کے موقع پر تمہیں، پانچ
سات یا کم و بیش کھجور تناول
فرما کر نماز کے لئے تشریف
لے جاتے۔

(المستدرک)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
لا یغدو یوم الفطر حتی یا کل
ولا یا کل یوم الاضحی حتی
میرجع
عید الفطر کے لئے کچھ نہ کچھ تناول
فرماتے اور عید الاضحی کے موقع پر واپس
تشریف لا کر تناول فرماتے۔

(الترمذی، ابن ماجہ)

مسند احمد میں یہ اضافہ بھی ہے عید الاضحی سے واپس تشریف لانے کے
کے بعد

فی اکل من اضحیتہ
اپنی قربانی کا گوشت تناول فرماتے

۱۔ شیخ ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ تعلقے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ لزوم ہذہ
کے بعد لزوم افطار کا حکم ہے

استحب تعجیل الفطر مبادرۃ
الی امتثال امر اللہ تعالی
لہذا اللہ تعالی کے حکم (افطار) کو
جلدی بجالانا مستحب ٹھہرا۔

۲۔ شیخ مہلب نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے۔

ان لا یظن ظان لزوم
تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرے نماز عید

الصوم حتى يصلي العيد . تک روزہ رکھنا ہے گویا آپ
فكانه اراد سد هذه الذريعة نے سد رافع کے طور پر یہ عمل
(فتح الباری، ۲: ۴۴۷)

(۳) شیخ ابن متیر رقمطراز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین میں وقت
م شروع میں تناول فرمایا

لاخراج صدقتها الخاصة عیدین میں صدقہ کا وقت مخصوص
بها فاجراج صدقة الفطر ہے عید الفطر میں پہلے ہے اس
قبل الغداة الى المصلى واخراج لئے آپ نے پہلے تناول فرمایا اور
صدقة الاضحية بعد ذبحها عید الاضحیٰ میں بعد میں ہے اس لئے
(فتح الباری، ۲: ۳۵۹) وہاں بعد میں تناول فرمایا۔

بعض مالکی علماء کی رائے

بعض مالکی علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائے
اعتکاف سے ہی عید گاہ تشریف لے جاتے تھے کہیں کوئی یہ محسوس نہ کرے
کہ عید تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ روزہ میں ہوتے ہیں اس لئے
آپ کچھ نہ کچھ تناول فرماتے حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ رائے ان الفاظ میں
نقل کی ہے۔

قال بعض المالكية لما كان بعض مالکی علماء فرماتے ہیں معتكف
المعتكف لا يتم اعتكافه کا اعتکاف تک مکمل ہوتا ہے جب
حتى يغدوا الى المصلى قبل وہ گھر لوٹنے سے پہلے جائے اعتکاف
الصرفه الى نيتہ نحشى سے ہی عید گاہ جاتے تو خوف تھا
ان يعتمد في هذا الجزء کہ کوئی پہلے کی طرح آج بھی نماز

من التہار باعتبار استحباب عید تک روزہ ہی محسوس نہ کرے
الصائم ما یعتمد من استصحاب اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
دفتح الباری، ۲: ۳۵۸) تناول فرما کر فرق فرما دیا۔

۱۰۶۔ کھلے میدان میں نماز ادا کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز عید ادا نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ
کھلے میدان میں نماز عید ادا فرماتے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یخرج ج یوم الفطر والاصحی عید الفطر اور عید الاضحی کے لئے
الی المصلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں
(بخاری و مسلم) تشریف لے جاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
عید کے روز عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے آپ کے آگے صحابی نیزہ اٹھا
کر چلتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں پہنچ جاتے تو آپ کے سامنے
گاڑ دیا جاتا، آپ اسے سترہ بنا کر نماز پڑھاتے۔

قلبان المصلی کان فضاء اس لئے کہ عید گاہ کھلے میدان
لیس فیہ شئی یستتر بہ میں تھی اور اس
(ابن ماجہ) میں سامنے کوئی پردہ یا دیوار نہ تھی

نماز عید کھلے میدان میں ادا کرنا سنت ہے البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً
جگہ نہیں یا بارش وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے حضرت ابوسعید

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے -

اصابہم مطر فی یوم عید فصل
عید کے روز بارش ہوگی تو رسول

بہم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم صلاة العید فی المسجد
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد
میں نماز عید پڑھا دی -

(ابوداؤد، باب یصلی بالناس فی المسجد)

کھلے میدان میں نماز عید ادا کرتے کی حکمت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد

عیدہ یمانی رقمطراز ہیں -

ان یجتمع اهل البلد او
اکثرهم فی مکان واحد
یکبرون اللہ ویشکرونہ
ویتعارفون فیما بینہم
ویتیاد لون التهنئة
بالعید من عبادتہم ویوم
اجتماعہم وتراحہم
وتعاونہم علی الیرو
التقوی
تمام اہل شہر یا اکثر ایک ہی جگہ میں جمع ہو
کر اپنے اللہ کی بطعانی بیان کریں، اس
کا شکر یہ ادا کریں اس میں منغارت
ہوں، ایک دوسرے کو عید کی
مبارک دیں، ان کی عبادات
اور ان کے اجتماع پر، ایک
دوسرے سے نیکی اور تقویٰ پر
تعاون کا عہد کریں -

(ہکذا صام رسول اللہ، ۶-۲)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا مقصد یوں بیان

کرتے ہیں -

ان کل امة لا بد لها
من عرونة ویجتمع فیہا
اہلہ بالتظہر شوکتہم
ہر قوم کے لیے کوئی میدان ہوتا
ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں -
تاکہ ان کی شرکت و کثرت کا اظہار

وتعلم کثرتهم ولذاک ہو یہی وجہ ہے رسالت ماب صلی اللہ

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخالفت فی الطریق ذہاباً وایاباً لیطلع اهل کلبا الطریقین علی شوکة المسلمین

(حجة الله البالغة)

شیخ عبد الرحمن حسن المبدی فی ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلے میدان میں نماز عید ادا فرماتے اور اس میں خواتین سمیت ہر ایک کو شرکت کا حکم فرماتے اس کے بعد لکھتے ہیں۔

ولت هذه الاحادیث علی ان اعظم مظاہر العید فی الاسلام صلاة العید الجامعة للمسلمین کباراً و صغاراً نساء و رجالاً حتی الہبات الذبکار و الحیض وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یشان الحیض فاما الحیض فیعتزلن الصلاة و یشہدن الخیر و وعدة المسلمین ومن لا حلیاب لہا تستریہ تستعیر حلیابا حرمها

یہ احادیث واضح کر رہی ہیں کہ اسلام میں عید کے موقع پر سب سے بڑا خوشی کا مظاہرہ نماز عید ہے جس کے اجتماع میں تمام چھوٹے بڑے، مرد اور خواتین حتیٰ کہ صاحب حیض عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خواتین کو فرمایا نماز سے الگ رہو مگر مسلمانوں کے ساتھ دعا میں ضرور شریک ہوں اور جس کے پاس حجاب نہیں وہ دوسری عورتوں سے مانگ لے، یہ ارشاد گرامی کس قدر عید کے اجتماع میں خواتین کی شرکت

من الرسول علی شہود من
کاتقا ضاکرتا ہے۔

العید (الصیام ورمضان ۳۵۱)

۱۰۔ تمام خواتین کو شرکت کا حکم

نماز عید کے اجتماع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام خواتین کو اس میں شرکت کا خصوصی حکم فرماتے خواہ وہ حالت حیض میں کیوں نہ ہوں، ہاں ایسی خواتین کو حکم ہوتا کہ وہ نماز میں شریک نہ ہوں لیکن دعا و اجتماع میں ضرور شرکت کریں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

امرونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تخرجہن فی الفطر والاضحی العواقق والحیض وذوات الخدود فاما الجین فیحتزلن الصلاة ویشہدن الخیر وعوة المسلمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عیدین میں نکلنے کا حکم دیا حتیٰ کہ تمام خواتین کو حکم تھا خواہ بوڑھی ہوں، صاحب حیض ہو یا پردہ دار خواتین ہاں حیض والی خواتین نماز سے الگ رہتی خیر اور دعا میں شریک ہوتیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس حلیاب نہ تو پھر فرمایا کوئی دوسری بہن اسے دیدے۔ (المسلم)

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یخرج نساء وبناتہ فی العیدین

اپنی تمام ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کو نماز عید میں شریک فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب خروج النساء)

۱۰۸۔ پیدل چل کر جانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف پیدل تشریف لے جاتے حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یخرج الی العید ماشیا و عید گاہ پیدل تشریف لے جاتے
یرجع ماشیا اور پیدل ہی واپس آتے۔

(ابن ماجہ، باب الخروج الی العید)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے۔

ان من السنۃ ان تاتی العید ماشیا (الترمذی)
ہے نماز عید کے لیے پیدل جانا سنت

حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز
کان یاتی العید ماشیا عید کے لئے پیدل تشریف
(ابن ماجہ) لے جاتے

۱۰۹۔ آمد و رفت میں راستہ بدلنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے جس راستہ پر تشریف لے
جاتے واپسی اس پر نہ ہوتی بلکہ دوسرے راستہ کو شرف بخشتے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید
اذا خرج الی العید یرجع کے لئے تشریف لے جاتے تو
فی غیر الطریق الذی خرج واپسی دوسرے راستہ سے
فیہ (البخاری) تشریف لاتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا مبارک معمول تھا۔

اذا خرج الى العيد يرجع
في غير الطريق الذي
خرج فيه (المسلم)
شیخ ابن قیم اس مقدس معمول کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے رقمطراز
ہیں۔

قیل یسلم علی اهل الطريق
وقبل لینال بركته القریان
وقیل یتق حاجة من له
حاجة عنهما وقیل بیظہر
شعائر الاسلام فی سائر الفجاء
والطرق وقیل لیغیظ المتنافقین
برؤیتهم عزة الاسلام و
اہلہ و قیام شعائرہ وقیل
لتکثر شهادة البقاع فان
الذاهب الی المسجد والمصلی
احدی خطوبہ ترفع درجة
والاخری تحط خطیئة حتی
یرجع الی منزلہ وقیل
وهو الاصح انه لذلك
ولغیرہ من الحکم التي لا
یخلو فعلہ عنہا

تاکہ دونوں راستہ والوں کو سلام کا شرف
بخشیں بعض نے کہا تاکہ دونوں اطراف
کے لوگوں کو برکت حاصل ہو جائے بعض
نے نزدیک اسکی وجہ یہ بھی تاکہ ہر کوئی
اپنی حاجت عرض کر سکے بعض نے کہا
تاکہ تمام راستوں میں شعاہد اسلامی کا علیہ
ہو جائے بعض نے کہا تاکہ مسلمانوں کی
عزت و یکجہ کراہل نفاق حل اٹھیں بعض
نے کہا تاکہ کثرت کے ساتھ مقامات گواہ
بن جائیں کیونکہ مسجد و عید گاہ کی طرف
سہر قدم اٹھانے پر گناہ کی معافی
اور درجہ کی بلندی ہوتی ہے اور
رحم یہ ہے کہ مذکورہ اور ان
کے علاوہ بھی متعدد حکمتیں پیش
نظر آتیں۔

رزاد المآء، ہدیہ فی صلاۃ العیدین)

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی متعدد حکمتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قیل لیسوی بینہما فی مزیۃ تاکہ دونوں اطراف کے لوگ آپ

الفصل میں وردہ او فی البئر کے گزرنے کے شرف کو برابر طور پر

بہ او یثم لا لحدۃ المسلس حاصل کر لیں، اس سے برکت پالیں

من طریق التي یر یعالاند اور وہ خصوصی محکم پائیں جو آپ

کان معروفًا بذلک صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے سے راستہ

کو حاصل جا یا کرتی تھی۔ (فتح الباری، ۲: ۳۷۹)

ڈاکٹر محمد عبیدہ یحییٰ نے حکمت یہ بیان کی ہے کہ راستہ اس لئے بدل

لیتے۔

لیس با کبر عدد من الناس تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی طرف

فیہنہم بالعید ویسلم علیہم گزر کر انہیں عید کی مبارک دی جائے

لیس ہم بذلل ویشع انہیں سلام کا شرف عطا کیا جائے تاکہ

الفرح فی انفسہم ان کے دل اور سینوں میں خوشی کی

مزید لہر دوڑ جائے۔ (ہکذا صام رسول اللہ، ۲۷)

۱۱۔ عید گاہ میں نماز عید کے پہلے اور بعد میں نماز نہ پڑھنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں فقط نماز عید ادا فرماتے اس سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز ادا نہ فرمایا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نماز عید کی فقط دو رکعتیں ادا فرماتے

لم یصل قبلہا ولا بعدہا ان سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز

نہ پڑھتے (التجاری، باب القیۃ بعد العید)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے واضح ہوتا ہے
 کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پر گھر میں دو رکعات نماز ادا فرماتے
 انہ کان لا یصلی قبل العید آپ عید گاہ میں نماز عید سے پہلے
 شیاً فاذا رجع الی منزله صلی کوئی نماز ادا نہ فرماتے ہاں حیب
 رکعتیں گھر واپس تشریف لائے تو دو
 (ابن ماجہ، باب فی الصلوة قبل العید) رکعتیں ادا فرماتے۔

۱۱۔ بغیر اذان و تکبیر کے نماز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کی جماعت اذان اور تکبیر کے بغیر کرواتے۔
 حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے ہے

صلی اللہ علیہ وسلم العید غیر مرة ولا مرتین میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 بغیر اذان ولا اقامة۔ متعدد دفعہ بغیر اذان و تکبیر کے نماز
 عید ادا کی

(المسلم، کتاب صلاة العیدین)

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اذان ولا اقامة
 بغیر اذان و اقامت نماز عید ادا فرماتے۔

الصیام ورمضان، ۳۴۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے

لفریکن یؤذن یوم القطر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع
 ولا یوم الاضحیٰ پہرہ اذان نہیں دی جاتی تھی۔

(المسلم، کتاب صلاة العیدین)

۱۲۔ نماز کی ادائیگی خطبہ سے پہلے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ میں خطاب پہلے ارشاد فرماتے مگر عیدین میں نماز کی ادائیگی پہلے ہوتی اور خطاب بعد میں فرمایا کرتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقعہ پر عید گاہ تشریف لاتے تو
فیبدأ بالصلاة سب سے پہلے نماز ادا فرماتے

(المسلم، کتاب صلاة العیدین)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

اول شئ یبدأ به الصلاة جس سے آپ نے ابتداء فرمائی وہ نماز تھی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ تشریف لائے۔

فصلی فیبدأ بالصلاة تو آپ نے سب سے پہلے نماز

(المسلم، صلاة العیدین) پڑھائی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت

ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا معمول یوں منقول ہے۔

یصلون العید قبل الخطبة تمام خطبہ سے پہلے نماز عید

(المسلم، کتاب صلاة العیدین) ادا فرماتے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے میں نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتدا میں نماز عید ادا کی۔

کلمہ کا نوا یصلون قبل
الخطبة
تمام کے تمام نماز عید خطبہ دیتے
سے پہلے پڑھاتے۔

(البخاری، باب الخطبة بعد العید)

۱۱۳۔ نماز میں سورۃ ق اور القمر کی تلاوت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو واقد لیشی
رضی اللہ عنہ سے پوچھا

ما کان یقرأ أبہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی
الاضحیٰ والمقطر
تو انہوں نے بتایا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
عید الاضحیٰ اور فطر میں قرآن کا کونسا
حصہ تلاوت فرمایا کرتے؟

کان یقرأ فیہما "ق والقرآن
المجید واقتربت الساعة
وانشق القمر (المسلم)
ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ق و
القرآن المجید اور اقتربت الساعة
تلاوت فرمایا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ" اور دوسری رکعت میں "ھل آتال
حدیث الغاشیہ" تلاوت فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب القراءة فی العیدین)

۱۱۴۔ خطاب نماز کے بعد فرماتے

نماز عید ادا فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب فرماتے۔
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے عید گاہ میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم تشریف لا کر سب سے پہلے نماز عید پڑھاتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تمام لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتے۔

قیعظہم ویوحیہم و
یا مرہم
آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظا نصیحت
اور تند و تعلیقات سے نوازتے۔

(المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے کئی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز عید پڑھنے کا شرف پایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نماز عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھاتے اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھے کھڑے ہو کر خطاب فرماتے
قامریتقوی اللہ وحث
لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اسکی اطاعت

و فرمانبرداری اور انہیں وعظ و نصیحت ارشاد فرماتے۔
و ذکرہم
علی الطاعة و وعظ الناس

(النسائی)

۱۱۵ خطبہ کے درمیان بیٹھنا

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دوران کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے اسی طرح عید کے خطبہ کے دوران بھی کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے
مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر اذان و اقامت کے بغیر پڑھاتے۔

وکان یخطب خطبتین
حب خطبہ ارشاد فرماتے

قائماً یفصل بینہما بجلستہ
توان کے درمیان بیٹھ کر

(الصیام ورمضان، ۳۴۸)

فصل فرماتے

۱۶۔ خطاب میں تکبیر کی کثرت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب کے دوران تکبیر (اللہ تعالیٰ کی کبریائی) کی کثرت فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یکبر بین اضعاف الخطبة عیدین کے خطبہ میں کثرت
ویکثر التکبیر فی خطبة کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بڑھائی
العیدین بیان فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب الخطبة فی العیدین)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے ایام مخصوصہ میں جو خواتین ہوتی
انہیں بھی عید کے اجتماع میں شرکت کا حکم تھا۔

المحییٰ یخیر حین یموت الخلف وہ بھی اجتماع میں شریک ہوتی
الناس یکمان مع الناس تمام کے پیچھے بیٹھیں جب لوگ
الورداء، باب خروج النساء تکبیر پڑھتے تو ان کے ساتھ وہ
بھی اللہ کا نام بلند کرتی۔

شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

فلیس الا قتداء بالنبی تکبیر کہنے میں آپ صلی اللہ علیہ
فی هذا معلوم ان شعار وسلم کی اقتداء کرنی چاہیے اور
التکبیر هو شعار المسلمین یہ حقیقت ہے کہ عید کے موقع
فی العید پر تکبیرات کہنا مسلمانوں کا شعار

(الصیام ورمضان، ۳۵۸) ہے۔

۱۱۔ خواتین کے اجتماع سے الگ خطاب

عیدین کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کے اجتماع میں خطاب فرمانے کے بعد، خواتین کے اجتماع میں تشریف لے جاتے اور انہیں الگ خطاب فرماتے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی نماز پڑھاٹی اور پھر لوگوں کو خطاب فرمایا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فارغ ہوئے۔

فاتی النساء فذكرهن وهو تو خواتین کے اجتماع میں تشریف

یتو کا علی ید بلال وبلال فرماہوتے بلال سے ٹیک لگائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
باسط توبہ یلقى فیہ النساء تے انہیں خطاب فرمایا بلال چادر پھیلائے ہوئے
الصدقة تھے اور خواتین اس میں صدقات مل رہی تھیں۔

(البخاری، باب موطئہ الامام الذمار یوم العید)

چند اہم معلومات

- ۱۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اس لئے لے جایا گیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خازن اور ناظم مالیات تھے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔
لان بلالاً کان خادماً للنبي حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خادم اور مولیٰ
قبض الصدقة صدقات کے انچارج ہوا کرتے تھے،

(فتح الباری، ۲: ۳۷۳)

- ۲۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جو صدقات اس موقعہ پر جمع کئے وہ صدقہ

فطر نہیں تھا بلکہ یہ نقلی صدقات تھے کیونکہ بخاری کی روایت میں موجود ہے کہ
ابن جریج نے حضرت عطاء سے پوچھا

زكاة يوم الفطر ؟ کیا صدقہ فطر تھا ؟

تو انہوں نے فرمایا۔

لاولكن صدقة يتصدق

حينئذ یہ صدقہ نہیں تھا بلکہ اس موقع پر
نقلی صدقات دیئے گئے

(البخاری، باب موعظة الامام)

۳۔ وہ عطیات تمام کے تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرہ کے فقرا و مساکین
میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔

فقسمة على فقراء المسلمين آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام صدقات

(البوداؤد، باب الخطبة يوم العيد) مسلمان فقراء پر تقسیم فرما دیتے

العرص ہمارے طرح گھر نہیں لے جایا کرتے بلکہ تمام تقسیم فرما کر گھر تشریف

لے جاتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ لوگوں سے ہم جس کی خاطر رقوم

اور چنہ حاصل کرتے ہیں اس پر خرچ کریں نہ کہ اپنی ذات پر خرچ کر دیں۔

اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد عالی ہر وقت سامنے رہنا چاہیے۔ جو لوگ یتامیٰ کا مال

نا جائز کھاتے ہیں وہ اپنے پیڑوں میں آگ بھرتے ہیں۔

۱۱۔ عید پر مبارک باد

عید کے روز ایک دوسرے کو مبارک باد کہتے ہوئے دعا دینا بھی ثابت ہے

امام ابن عدی نے حضرت وائلہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں عید کے روز

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

تقبل اللہ منا ومنك۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا عمل

قبول فرمائے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا۔

نعم تقبل اللہ منا ومنك ہاں اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے

قبول فرمائے

اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں محمد بن ابراہیم

ثانی ہیں جو ضعیف ہیں۔

(فتح الباری، ۲: ۳۵۷)

لیکن اس کی تائید صحابہ کے معمول سے ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ہم نے محاطیات میں سند حسن کے ساتھ حضرت جبیر بن نفیر سے نقل کیا ہے۔

كان اصحاب رسول الله

صلى الله عليه وسلم اذا التقوا

يوم العيد يقول بعضهم

لبعض تقبل الله منا ومنك

(فتح الباری، ۲: ۳۵۷)

اس روایت کو امام سیوطی نے بھی وصول لایماتی با اصول التہانی میں

حسن قرار دیا ہے۔

یعنی ابن تیمیہ سے عید کے روز مبارک باد کہنے کے بارے میں سوال

ہوا تو انہوں نے بھی صحابہ کا یہی معمول نقل کر کے ہونے کہا۔

اما لا يتداوم بالتهنئة

فلیس سنتہ ما موسیٰ ایہا

سے اور ایسی چیز جس سے

ولا هو ايضا مما نهى عنه منع کیا گیا مبارک دینے اور
فمن فعله فله قدوة ومن چھوڑنے والے دونوں کے پاس
ترکہ فله قدوة دلیل ہے۔

(مجموعہ الفتاویٰ، ۲۴، ۲۵۳)

شیخ قمولی، جو اہر میں لکھتے ہیں سال، ماہ اور عید کی آمد پر لوگ ایک دوسرے کو جو مبارک دیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

لم ارل احد من اصحابنا كلاً ما
في التهنئة بالعيد والاعوام
والاشهر كما يفعل الناس
(ذرقانی علی الموابہ، ۱۱، ۲۲۳)

لوگ جو ایک دوسرے کو عید سال
اور مہینوں کی آمد پر مبارک باد
کہتے ہیں اس میں ہمارے علماء
کو کوئی اعتراض نہیں۔

۱۱۹۔ صدقہ فطر کی تعلیم

اسلام نے ہر مرحلہ خصوصاً خوشی کے موقع پر غرباء، یتامیٰ اور مساکین کو یاد رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ عید الفطر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو صدقہ فطر ادا کرنے کی تلقین فرمائی، اچھے میزبانوں کا طریقہ بھی یہی ہوتا ہے کہ اپنے مہمان کو بدایا اور تحائف کے ساتھ رخصت کیا کرتے ہیں، رمضان المبارک ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور مہمان آتا ہے ہمیں چاہیے ہم اسے تحائف کے ساتھ الوداع کہیں، صدقہ الفطر اس کے تحائف میں شامل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے دو دن عید الفطر سے پہلے خطبہ ارشاد فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں
خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر

الناس قبل الفطر بیومین، قام کے دو دن پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی
بصدقۃ الفطر (باب من روی النسخ) کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ
وسلم زکوٰۃ الفطر لازم فرمایا ہے۔
(ابوداؤد، باب زکوٰۃ الفطر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے
فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر من
رمضان علی الناس (المسلم)
لوگوں پر رمضان کے اختتام پر
صدقہ فطر لازم فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر لازم کرتے ہوئے فرمایا کہ صدقہ فطر
طہرۃ للصائم من اللغو
الرفث وطعمۃ للمساکین
(ابوداؤد، باب زکوٰۃ الفطر)
روزہ دار کے لغو اور نجس کلامی
کے لیے طہارت اور مساکین
کے لئے طعام کا ذریعہ ہے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے صدقہ فطر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا

اغتوهم من طواف هذا
الیوم
آج فقرا کو اسی طرح دو کہ انہیں
کسی سے ملنا نہ پڑے۔

الصیام ومقتان، ۳۹۹، بحوالہ بیہقی

گھر کے ہر فرد کی طرف سے

صدقہ فطر گھر کے ہر فرد کی طرف سے ادا کرنا لازم ہے خواہ وہ بڑا ہو

یا چھوٹا بچہ، خواہ وہ مرد ہو یا خاتون حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں یہ اعلان کروایا

صدقہ فطر ہر مسلمان پر لازم ہے

ذکر ادا انٹی، حرا و عبد

صغیر و کبیر

(الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے انہوں نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا اپنے روزوں کا صدقہ دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ہر ایک پر لازم فرمایا ہے۔

حرا و مملوک ذکر ادا انٹی

خواہ وہ آزاد ہے یا غلام خواہ

وہ مرد ہے یا عورت خواہ وہ

چھوٹا ہے یا بڑا۔

اس کی مقدار

اگر کھجور یا جو ہوں تو ان کا ایک صاع اور اگر گندم ہو اس کا نصف صاع لازم ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی مقدار بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ہذہ الصدقة صاعاً من

تمر او شعیر او نصف صاع

من قمح۔

(البوداؤد باب من روی نصف صاع)

یہ صدقہ ایک صاع ہوتا ہے

اگر کھجور یا جو ہوں اور اگر گندم

ہو تو نصف صاع۔

ادائیگی کا وقت

صدقہ فطر کی ادائیگی رمضان المبارک میں کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ ہاں

تماز عید الفطر ادا کرنے سے پہلے پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

امر بزيادة الفطران تؤدى
قبل خروج الناس الى الصلاة
سے پہلے اس کی ادائیگی کا حکم
فرمایا۔ (البخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر تمہارے روزے میں کئے جانے والے لغو کاموں اور فحش کلام کا ازالہ کرتا ہے اور مساکین کا سبب طعام ہے۔

فمن اداها قبل الصلاة فهي
زكاة مقبولة ومن اداها
بعد الصلاة فهي صدقة
من الصدقات
جس نے اسے نماز عید سے پہلے
ادا کیا تو یہ مقبول صدقہ ہے اور
جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ
فقط صدقہ ہے۔

(ابوداؤد، باب زکوة الفطر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا یہ معمول ملتا ہے۔
كانوا يعطون قبل الفطريوم
او یومین
وہ فطراتہ عید سے قبل ایک
یا دو دن ادا کر دیتے تھے۔

(البخاری)

حضرت نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں
بیان کرتے ہیں۔

يؤديها قبل ذلك باليوم و
اليومين
آپ عید الفطر سے ایک دو دن
پہلے صدقہ فطر ادا کر دیتے تھے

(ابوداؤد، باب مٹی پوڈی)

اللہ تعالیٰ سے تعلق بندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق غلامی مستحکم بنانے کیلئے امیر عالمی عہد اسلام کی دیگر علمی تحقیقی کتب

- ۱- شاہکار ربوبیت
- ۲- ایمان والدین مصطفیٰ
- ۳- حضور کا سفر حج
- ۴- امتیازات مصطفیٰ
- ۵- در رسول کی حاضری
- ۶- ذخائر محمدیہ
- ۷- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
- ۸- فضائل نطین حضور
- ۹- شرح سلام رضا
- ۱۰- حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
- ۱۱- نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
- ۱۲- نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟
- ۱۳- حضور نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
- ۱۴- اسلام اور تحدید ازدواج
- ۱۵- اسلام میں چھٹی کا تصور
- ۱۶- مسلک صدیق اکبرؑ - عشق رسول
- ۱۷- شب قدر اور اس کی فضیلت
- ۱۸- صحابہ اور تصور رسول
- ۱۹- مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
- ۲۰- اسلام اور احترام والدین
- ۲۱- حضور رمضان المبارک کیسے گزارتے؟
- ۲۲- صحابہ کی وصیتیں
- ۲۳- رفعت ذکر نبوی ﷺ
- ۲۴- کیا رسول اللہ نے لوگوں کی اجرت پر بکریاں چرائیں؟
- ۲۵- حضور کی رضاعی مائیں
- ۲۶- ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
- ۲۷- عورت کی امامت کا مسئلہ
- ۲۸- عورت کی کتابت کا مسئلہ
- ۲۹- منہاج النہو
- ۳۰- منہاج المنطق
- ۳۱- معارف الاحکام
- ۳۲- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
- ۳۳- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
- ۳۴- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
- ۳۵- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
- ۳۶- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
- ۳۷- ترجمہ اشعث اللغات جلد ششم
- ۳۸- صحابہ اور محافل نعت
- ۳۹- صحابہ کے معمولات
- ۴۰- خواب کی شرعی حیثیت
- ۴۱- مزاج نبوی ﷺ
- ۴۲- تبسم نبوی ﷺ
- ۴۳- گریہ نبوی ﷺ
- ۴۴- مجلس نبوی ﷺ
- ۴۵- فضائل و برکات زمزم
- ۴۶- اللہ اللہ حضور ﷺ کی باتیں
- ۴۷- جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
- ۴۸- کیا سب مدینہ کھلوانہ جائز ہے؟
- ۴۹- ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی
- ۵۰- مقصد اعتکاف
- ۵۱- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
- ۵۲- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی
- ۵۳- رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں (مسئلہ ترک)
- ۵۴- محبت و اطاعت رسول ﷺ
- ۵۵- آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور کا



PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk